تیسرا پرچہ ایم اے اسلامیات

تاریخ فقہ ٭ اصول الشاشی

فقہ اسلامی

GIFT BOOK

DATA ENTERED

علامہ قاضی ابن رشد اندلسی کی مشہور کتاب
بدایۃ المجتہد کی کتاب الزکوۃ، کتاب الجنایات
اور کتاب الاقضیہ کا ترجمہ و تشریح

پروفیسر میاں منظور احمد
ایم اے اسلامیات گولڈ میڈلسٹ، ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ

Rs 36.00

علمی کتاب خانہ
کبیر سٹریٹ ٭ اردو بازار لاہور ۲

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

GIFT BOOK
ACC. G 323
Date 21-2-03
P.U. LIBRARY LHR.

اشاعت ——— ۱۹۸ء
ناشر ——— علمی کتاب خانہ
اردو بازار لاہور
چھپائی ——— منظور پرنٹنگ پریس لاہور
قیمت ——— روپے

۳۹۷۶۳
۱۲۷ ق
۷۵۳۷۱

فہرست مندرجات

تاریخ فقہ

۱۔ فقہ کی تعریف ۹
۲۔ فقہ کی جامعیت ۱۰
۳۔ فقہ کی حیثیت ۱۰
۴۔ علم فقہ کی تقسیم ۱۰
۵۔ انتظامی قوانین اور ان کی حیثیت ۱۱
۶۔ فقہ کی ضرورت و اہمیت ۱۲
۷۔ تدوین فقہ کی ضرورت ۱۳
۸۔ فقہی اختلافات کا سبب ۱۴
۹۔ اسلامی فقہ کی خصوصیات ۱۵
۱۰۔ اسلامی قانون سازی کے مختلف ادوار و خصائص ۲۱
۱۱۔ دورِ رسالت ۲۱
۱۲۔ خلافت راشدہ کا دور ۲۳
۱۳۔ دورِ بنی اُمیّہ ۲۴
۱۴۔ عبّاسی دور ۲۵
۱۵۔ دورِ جمود و انحطاط ۲۶
۱۶۔ جدید بیداری کا زمانہ ۲۷
۱۷۔ اِسلامی فقہ میں جدل و مناظرے کا دور ۲۸
۱۸۔ فقہ کے مذاہب خمسہ اور ان کے خصائص ۲۹
۱۹۔ حنفی مذہب ۲۹
۲۰۔ مذہب مالکی ۳۳
۲۱۔ مذہب شافعی ۳۶
۲۲۔ حنبلی مذہب ۳۸
۲۳۔ فقہ جعفریہ ۴۰
۲۴۔ اثناء عشری یا امامیہ ۴۱
۲۵۔ شیعہ زیدیہ ۴۲
۲۶۔ شیعہ اسمعیلیہ ۴۲
۲۷۔ شریعت اسلامی اور رُومی قوانین ۴۳
۲۸۔ اسلامی فقہ کے مآخذ ۴۴
۲۹۔ قرآن مجید ۴۸
۳۰۔ سُنّت ۵۱
۳۱۔ اجماع اُمت ۵۶
۳۲۔ قیاس ۵۸ ، ۳۳۔ اسلامی فقہ کے ضمنی مآخذ ۵۹
۳۴۔ مصالح مُرسلہ ۶۱
۳۵۔ استصحاب ۶۳

Marfat.com

۳۶۔ عرف
۳۷۔ عرف و مصلحت کی بنا پر تبدیلئ احکام کی مثالیں ۶۳
۳۸۔ شرعی حیلے ۶۵
۳۹۔ مجلۃ الاحکام العدلیہ ۶۹
۴۰۔ المرغینانی ۷۰
۴۱۔ فتاوئ عالمگیری ۷۱
۴۲۔ پاکستان کے عائلی قوانین ۷۱
۴۳۔ پاکستان میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی تدابیر ۷۲
۴۴۔ مختصر احکامِ میراث ۷۴
۴۵۔ ترکہ یا میراث ۷۷
۴۶۔ میراث پر مقدم چیزیں ۷۷
۴۷۔ میراث سے محرومی کے اسباب ۷۷
۴۸۔ وراثت سے مجحوبیت ۷۷
۴۹۔ وارثوں کی اقسام ۷۷
۵۰۔ ذوی الفروض اور انکے حصّے ۷۸
۵۱۔ عصبت ۷۸
۵۲۔ یونیورسٹی کے امتحانی پرچہ جات ۸۰
۸۱

Marfat.com

MFN
207017
DATA ENTERED

تعلیقاتِ رضا

(۱)

درمختار کے حاشیہ طحطاوی پر حواشی

افادات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

ترجمہ و تحقیق

مولانا محمد صدیق ہزاروی

مرکزی مجلسِ رضا ○ لاہور

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات مرکزی مجلس رضا (۴۲)

کتاب ـــــ تعلیقات رضا

حاشیۃ الطحطاوی پر حواشی

مصنف ـــــ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

ترجمہ و تحقیق ـــــ مولانا محمد صدیق ہزاروی

بار اول ـــــ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ مارچ ۸۲ ۱۹ء

خطاط سرورق ـــــ صوفی خورشید مخمور

مطبع ـــــ حمایت اسلام پریس لاہور

ناشر ـــــ مرکزی مجلس رضا لاہور

تعداد ـــــ ایک ہزار

قیمت ـــــ دعائے خیر بحق معاونین مجلس رضا

ملنے کا پتہ

۱۔ مرکزی مجلس رضا، نوری مسجد بالمقابل ریلوے سٹیشن لاہور

۲۔ مسجد رضا محمدی سٹریٹ محبوب روڈ چاہ میراں۔ لاہور

نوٹ:۔ بیرونجات کے حضرات (پتا نمبر ا پر) تین روپے کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

Marfat.com

فہرست

مضمون	صفحہ
تاثرات	۱۵
"	۱۶
تعارف (امام احمد رضا بریلوی)	۱۷
" (امام سید احمد طحطاوی)	۲۰
لفظ اسم کے اشتقاق پر بحث	۲۱
"بسم اللہ" کا متعلق کیا ہونا چاہیے	"
صفت رحیم کے عموم وخصوص پر بحث	۲۲
صفت رحمٰن ورحیم میں سے کونسی صفت ابلغ ہے	"
سورۂ برأت کے شروع میں بسم اللہ پڑھی جائے یا نہ؟	۲۳
چوری کی بکری پر بسم اللہ پڑھی جائے تو کیا وہ مالک کے لیے بھی حرام ہو جاتی ہے، اعلیٰحضرت کا امام طحطاوی سے علمی اختلاف	۲۴
اللہ تعالیٰ کو غائب کے صیغہ سے خطاب کرنا	۲۵
الف اشباعی کا مسئلہ	۲۶
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے متعلق من گھڑت واقعہ نقل کرنے پر خطیب بغدادی اور امام طحطاوی پر اعلیٰحضرت کی گرفت	۲۷
مجتہد کون ہوسکتا ہے؟	۲۸
علم حقیقی کے مسئلہ پر اعلیٰحضرت کا امام طحطاوی سے اختلاف	۲۹
علم جفر کا بانی کون ہے؟	"
علم جفر کا حصول کب ناجائز ہے؟	"
امام اعظم کے والد ماجد کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضری	۳۰
محدث کامل بننے کے لیے کن کن مراحل سے گزرنا ضروری ہے۔	۳۱
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اجتہاد،	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
امام اعظم کے اجتہاد کے موافق ہوگا	٣٣
ایک غیر معروف کتاب سے امام اعظم سے متعلق غلط واقعہ نقل کرنے پر اعلحضرت کی گرفت	٣٤
ایک مسئلہ پر عربی عبارت کی تصحیح	٣٦
مسئلہ ختم نبوت پر امام طحطاوی کی ایک لغزش پر گرفت	״
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے عدل پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق	٣٧
فقہ حنفی کا دوام	٣٩
مسواک کی مقدار	״
اعضاءِ وضو کو تین بار سے زائد دھونا	٤٠
بوقت ضرورت، اعضاءِ وضو کو تین بار سے کم دھونا	٤١
مسنون تعداد کے اعتقاد کے ساتھ تین بار سے کم یا زیادہ دھونا	״
ایک مسئلہ میں امام محمد کی ترجیح کی وضاحت	٤٢
قے ناقضِ وضو ہے؟	٤٣
حالت سجدہ میں سونے سے وضو	

مضمون	صفحہ
ٹوٹنے کے مسئلہ پر امام زیلعی سے اختلاف	٤٤
اعلحضرت کی دقتِ نظر	״
کان سے پیپ نکلنے کے مسئلہ پر علمی اختلاف	٤٥
اعلحضرت کی وسعت مطالعہ، امام طحطاوی سے ایک علمی اختلاف	״
مسئلہ احتلام	٤٦
امام طحطاوی سے وجوب غسل پر اختلاف	٤٧
نشہ والے، بیہوش اور نیند سے بیدار ہونے والے کے احتلام کا مسئلہ	״
پانی میں مخلوط، پاک مائع کی اقسام	٤٨
غیر جاری کثیر پانی کی مساحت پر اعلحضرت کی تحقیق	٥٠
مستعمل پانی کے بارے میں تحقیق	״
پاک کب ناپاک ہوتا ہے؟ اختلاف ائمہ	٥١
تیمم کی نیت کس وقت کی جائے	״
"فاء" کی حیثیت پر امام طحطاوی سے اختلاف	٥٢
درمختار میں تضاد کی وضاحت اور	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
دوسرے کو تیمم کرانے کے لیے تین ضربوں کی توجیہ	۵۳
سنت موکدہ اور تیمم ؟	〃
اسلام لانے کے لیے کیے گئے تیمم سے نماز پڑھنے کے مسئلہ پر اختلاف ائمہ	۵۵
جنبی، حائض، بے وضو اور میت میں سے پانی کا مستحق کون ہے ؟	〃
مباح پانی کی صورت میں جنبی اولیٰ ہے	۵۶
مٹی مستعمل نہیں ہوتی، اعلحضرت کی تحقیق	〃
جنبی، حدثِ اکبر کے ساتھ محدث ہوتا ہے	۵۷
قدرتِ غیر سے قادر کہلا سکتا ہے ؟	〃
مدتِ حیض کا تعین، ساعت فلکی سے ہوگا۔	۵۸
ساعتِ فلکی کی مقدار	〃
سات سال کے بچے کو نماز کا حکم دینا فرض ہے یا واجب ؟	〃
ظہر کے وقت میں کراہت نہیں	
امام طحطاوی کے تضاد کی وضاحت	۵۹
اذان میں ترجیع نہیں	〃
"ملتقی الابحر" کتنی اور کن کن کتب کے متون پر مشتمل ہے	۶۰
اذان واقامت کے ساتھ تکرارِ جماعت کے مسئلہ پر امام طحطاوی سے اختلاف	〃
مکبر حی علی الفلاح " کہے تو کھڑا ہونا چاہیے	۶۱
استقبال قبلہ کے ضمن میں اعلیٰ حضرت کی تحقیق	〃
جبہہ اور جبیں کا فرق	۶۳
قعدہ اخیرہ کی رکنیت سے امام طحطاوی کے انکار پر اعلیٰ حضرت کا علمی واستدلالی محاکمہ	۶۴
اتباعِ امام کا مسئلہ	۶۵
مقتدی کا فعل، فعل امام سے مقارن ہونا ضروری نہیں البتہ تاخیر منع ہے	۶۶
کسی قدر قراءت کے بعد کوئی اقتداء کرے تو دوبارہ قراءت نہ کی جائے بلکہ اس سے آگے بلند آواز سے پڑھے	〃
امام کے نزدیک مفسد نماز کا مقتدی کو علم ہو اور امام کو علم نہ ہو تو مقتدی کی نماز کے جواز میں اختلاف	۶۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اعلحضرت کا وسیع مطالعہ	۶۸
معذور کی اقتدا میں طاہر کی نماز کے مسئلہ پر اعلحضرت کی تفصیلی وجامع گفتگو اور امام طحطاوی سے اختلاف	"
ہکلا کی نماز کا مسئلہ	۷۲
"ولا الضالین" کو "ظا" کے ساتھ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے	"
مسئلہ سدل پر امام طحطاوی اور علامہ شامی سے اختلاف	۷۳
شافعی مسلک امام کی اقتدا میں دعائے قنوت کا مسئلہ	"
امام رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھے تو مقتدی کو کیا کرنا چاہیے	۷۴
اس مسئلہ میں امام زیلعی سے اختلاف	۷۵
قنوت نازلہ تمام جہری نمازوں میں نہیں بلکہ صرف صبح کی نماز میں ہے	"
قنوت نازلہ کب پڑھی جائے؟	۷۶
اعلحضرت کی کتب فقہ پر گہری نظر	"
قنوت کے ضمن میں اتباع امام کا مسئلہ	"
نوافل منذورہ میں قیام کی حیثیت	"

مضمون	صفحہ
سواری کی حالت میں نماز باجماعت کا حکم؟	۷۷
قنوت اور تشہد میں اتباع امام کا مسئلہ	"
تنہا فرض پڑھنے والے کے لیے تراویح باجماعت پڑھنے کے مسئلہ پر امام طحطاوی کا صاحب درمختار پر اعتراض اور علامہ شامی کا جواب	"
وتروں کی جماعت، فرضوں کی جماعت کے تابع ہے علامہ شامی کا امام طحطاوی کو جواب	۷۹
وتر، عشاء کے تابع ہیں۔ اعلحضرت کا امام طحطاوی کو جواب	"
تنہا فرض پڑھنے والا، وتر بھی تنہا پڑھے۔	۸۰
ایک مسئلہ پر نحوی تصحیح	"
کتب فقہ کے ساتھ اعلحضرت کا گہرا تعلق	۸۱
مسافت سفر کا مسئلہ	۸۲
اعلیٰحضرت کا فقہی مطالعہ	۸۳
مسافر کے لیے قصر نماز کا مسئلہ	"
اعلحضرت کا وسیع مطالعہ	"

Marfat.com

مضمون	صفحہ
علتِ قصر کے ضمن میں ابن ہمام	
سے اختلاف	۸۳
نزولِ برکات باعتبار ترتیبِ صفوف	۸۵
بدھ کو شروع کیا جانے والا کام پایۂ	
تکمیل کو پہنچتا ہے	"
یجوز، کونسی کراہت کا متقاضی ہے؟	
امام طحطاوی سے اختلاف	۸۶
مسلم و غیر مسلم کا مخلوط اجتماع بلاضرورت	
مکروہ ہے	"
قرطبی سے نقل کردہ ایک روایت	
پر اعلیٰ حضرت کی جرح	۸۷
قبر کے پاس نماز پڑھنا کیسا ہے؟	"
شاہد عدل، حاکم کے پاس چاند کی	
شہادت دے تو سننے والے کے لیے	
روزہ رکھنا ضروری ہے	"
ظاہر العدالۃ اور مستور العدالۃ کا فرق	۸۸
ایک آدمی کی دوسرے پر شہادت	"
اعلیٰحضرت کی وسعتِ علمی	"
عید الفطر کے چاند کیلئے عللِ مطلع	"
بسلسلہ چاند حکمران کی عدم موجودگی	
میں علماء سے فیصلہ لیا جائے	۸۹
دو عادلوں کی خبر سے افطار کا حکم	

مضمون	صفحہ
کیسا ہے؟	۸۹
حاکم خود چاند دیکھے تو طریقہ شہادت	
کیا ہے؟ امام طحطاوی سے اختلاف اور	
قرینِ قیاس صورت کا بیان	"
دورِ تساہل میں عید الفطر کے چاند کا	
مسئلہ اور مصر میں رونما ہونے والا واقعہ	۹۰
رمضان کا چاند دیکھنے والا، خود روزہ	
رکھے	۹۱
ثبوت چاند کا طریقہ تمام مہینوں کے	
لیے ایک جیسا ہے	۹۲
کان میں پانی داخل ہونا مفسد صوم	
ہے یا نہیں؟	"
اعلیٰحضرت کی اسماء الرجال پر گہری نظر	۹۳
روضۂ انور کی زیارت مستحب بلکہ طاقت	
ہو تو واجب ہے	۹۴
روضۂ انور کی نیت سے سفر کرنا چاہیے	"
زیارتِ روضۂ رسول کے ضمن میں	
نجدیوں کا ابطال (حاشیہ)	"
مسجد نبوی کی فضیلت	۹۵
نکاح بالاقرار کے انعقاد سے متعلق	
تین قول	"
اعلیٰحضرت ایک بے مثال فقیہ	۹۶

Marfat.com

مضمون	صفحہ
بالغہ لڑکی کے نکاح سے متعلق امام طحطاوی کی عبارت میں تضاد اور اس کی وضاحت	۹۶
کراہت تحریمی اور تنزیہی دونوں کے لیے نہی کا صیغہ ضروری ہے	۹۷
قصاص وحدود کے علاوہ پنچ، قاضی کے حکم میں ہے	۹۸
وکیل بالنکاح، خود نکاح پڑھائے ورنہ نکاح فضولی ہوگا	۹۹
نکاح کرکے دینے والا باپ یا دادا ہو تو صرف خاوند کا ذکر کفایت کرتا ہے ورنہ ذکر مہر بھی لازمی ہے۔	۱۰۰
اعلیٰ حضرت کی بے مثال فقاہت	″
باپ کا غیر کفو میں نکاح کرکے دینا کیسا ہے؟	″
باپ اور دادا کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا غیر کفو میں یا غبن فاحش کے ساتھ نکاح کرکے دینا	۱۰۱
نکاح فاسد کی تعریف	
نکاح فاسد سے ثبوت نسب	″
کافر کا مسلمان عورت سے نکاح باطل ہے	″

مضمون	صفحہ
امام طحطاوی کے کلام میں تضاد	۱۰۲
شعر کے آخری لفظ کو وقف کے ساتھ پڑھنے اور اس پر تعلیل پیش کرنے کے سلسلہ میں امام طحطاوی سے اختلاف	″
عورت، خاوند کو جماع سے کب روک سکتی ہے؟	۱۰۳
بسبب عدم ادائیگی مہر، عورت کو جماع سے روکنے کا حق ہے۔	″
شریعت میں عرف کا اعتبار	۱۰۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین مسلمان تھے	۱۰۶
ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کی وجہ تکریم رسول علیہ السلام بھی نہ کہ اعمال	″
والدین کریمین کے ایمان سے متعلق ایک واقعہ	۱۰۷
محارم سے نکاح اور وراثت کا مسئلہ	۱۰۸
مدت ایلاء (چار ماہ) سے زیادہ انقطاع جماع نہیں ہونا چاہیے	″
مدت ایلاء کے ضمن میں امام طحطاوی کی تشکیک کا ازالہ	۱۰۹
عورت کی نافرمانی کا ڈر ہو تو تنبیہ کی صورتیں اور ان پر بحث۔	۱۱۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
خاوند کی اطاعت کن امور میں واجب ہے	۱۱۰
عورت خاوند کے بلانے پر حاضر نہ ہو تو سزا دینے کا مسئلہ	۱۱۱
طلاق کو، طلاق نامہ سے مشروط کرنا	
جھوٹی طلاق کا اقرار	″
طلاق سے متعلق الفاظ کنایہ کے ضمن میں امام طحطاوی کی تصحیح	″
الفاظ کنایہ سے متعلق تحقیق واختلاف	۱۱۳
"اظفری بمرادک" میں دو احتمال ہیں	
امام طحطاوی سے اختلاف	۱۱۴
طلاق کو محال بات سے معلق کرنا	″
عدم طلاق کو امر محال سے معلق کرنا	۱۱۵
اجنبی عورت کی طلاق کو معلق کرنا	″
عرف کا اعتبار	۱۱۶
طلاق مریض کے ضمن میں علامہ شامی کا صاحب درمختار سے اختلاف	″
بیوی کو ماں کی مثل کہنے سے وقوع	
طلاق کے مسئلہ پر اعلحضرت کا اختلاف	۱۱۷
کوئی چیز مباح کی جائے تو مالک کی ملک زائل ہو جائے گی۔	۱۱۸
کفارہ کے ضمن میں اباحت سے تملیک مراد لینا	″

مضمون	صفحہ
"الشکاز" کیا ہے؟	۱۱۹
عنین کا مفہوم	۱۲۰
عنین کو مہلت دینا	۱۲۱
غیر قاضی کی تاجیل کا حکم	″
باکرہ اور ثیبہ کی پہچان	″
خاوند میں عیب کی صورت میں عورت کو اختیار رد	۱۲۲
بچے کی تربیت	″
کتنے سال کا بچہ عاقل کہلاتا ہے	۱۲۴
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کتنے سال کی عمر میں اسلام لائے	″
پرورش کرنے والی عورت اپنی ربیبہ کے غیر محرم سے نکاح کرے تو حقِ حضانت کا کیا حکم ہے؟	″
بچی کی حضانت کب تک ہے؟ تفصیلی بحث	۱۲۵
فقاہت اعلیٰ حضرت	۱۲۶
غیر اللہ کی قسم کھانا	″
یمین لغو کے بارے میں اختلاف ائمہ	″
"سلطان اللہ" کے الفاظ قسم ہیں یا نہیں	۱۲۷
وجوب حد کے لیے حرمتِ زنا کا علم ضروری ہے یا نہیں؟	۱۲۸

Marfat.com

مضمون	صفحہ
گواہانِ زنا سے قاضی کیا سوال کرے؟	۱۲۹
"کیف ھو" کے سوال پر اعلیٰحضرت کا اختلاف	"
جنتیوں کے دبر نہیں ہونگے	"
جنتی عورتوں کی شرمگاہیں بھی نہ ہونگی اعلیٰ حضرت کا قیاس	۱۳۰
عورت پر جہاد فرض نہیں	"
عورت پر کن امور میں خاوند کی اطاعت واجب ہے	"
دارِ حرب کے قیدیوں کی خریداری میں کیا ترتیب ہے؟	"
کفار سے استعانت	۱۳۱
اعلیٰحضرت ایک عظیم فقیہہ	۱۳۲
انبیاء و قرآن کی توہین کفر ہے اس میں نیت کا اعتبار نہیں	"
انبیاء کرام معصوم ہیں	۱۳۳
عصمت انبیاء کا انکار کفر ہے	"
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ تخلیق آدم ہیں	۱۳۴
شخص معین کی لعنت سے انکار کفر ہے یا نہیں؟	"
مسئلہ شراکت	"
فقہی مسائل پر اعلیٰ حضرت کی گہری نظر	"

مضمون	صفحہ
تعلیق وقف اور وقف مریض	۱۳۵
بانی کے ورثاء، نمازیوں کو مسجد کی توسیع سے روکنے کا حق نہیں رکھتے بشرطیکہ راستہ میں گنجائش ہو اور مسجد کو توسیع کی ضرورت ہو	"
غیر آباد مسجد کا سامان دوسری مساجد میں صرف کرنا	"
متولی کا کسی کو وصی یا متولی بنانا	۱۳۶
وقف میں ذمہ دار شخص دوسرے کے لیے فارغ ہو سکتا ہے یا نہیں؟	"
وقف کی نگرانی کا مسئلہ	"
سلطان کا بیت المال سے زمین کا وقف کرنا	۱۳۷
وقفِ سلطان کی خریداری	"
حموی کی عبارت پر نحوی بحث	۱۳۹
مجبور آدمی کی خرید و فروخت	"
ادائیگیٔ قرض میں دراہم و دنانیر کی یکسانیت کا مسئلہ	"
غصب شدہ کھانے کا خریدنا	۱۴۰
غاصب، مغصوب کا مالک ہے یا نہیں؟	"
قرض خواہ کا مقروض کے دراہم پر قابو پانا	۱۴۱
بیع سلم کی تعریف و شرائط	۱۴۲

Marfat.com

مضمون	صفحہ
صحتِ استصناع کا مدار کیا ہے؟	١٤٢
بیع وفا کی تعریف	١٤٣
ایک مسئلہ پر اعلیٰحضرت کا علمی اختلاف	״
عطیہ اور رشوت	١٤٤
معروف مشروط کی طرح ہے	״
جس کام کا کرنا اخلاقی فرض ہے اس پر کچھ لینا جائز نہیں	״
مصالحت کی تعریف اور حکم	״
ہدیہ کی صورتیں	١٤٥
حیلۂ استئجار	١٤٦
غیر انبیاء پر خلیفۃ اللہ کا اطلاق کیسا ہے؟	״
عادل اور جائر کا مفہوم	١٤٧
صحابہ کرام کا ادب و احترام لازمی ہے	״
اپنے مسلک کے خلاف اجتہاد کا مسئلہ	١٤٨
فرع، اصل کا عدل ثابت کرسکتا ہے یا نہیں؟	״
دعویٰ زمین میں حد بندی کی شرط	١٤٩
مالک کی اجازت کے بغیر مضارب کا عمل، غصب شمار ہوگا	״
اجارۂ فاسدہ میں مضارب کا نفع میں حصہ نہیں	״
بعض الفاظ جن سے عاریت ثابت	

مضمون	صفحہ
ہوتی ہے، سلطان کی طرف سے ہبہ کے معنی ہیں	١٥٠
ہبہ میں شرطِ خیار کا مسئلہ	١٥١
کسی کو اپنے مال میں کھانے یا لین دین کا اختیار دینا	١٥٢
مشترک چیز کا ہبہ	١٥٣
مشترک مال سے قرض دینا	״
موہوب لہ، نہ مشترک چیز کا مالک ہے نہ تصرف کا اختیار رکھتا ہے	״
اولاد کو عطیہ دینے میں تفاوت برتنا	١٥٤
کیا تملیک، ہبہ کا غیر ہے؟	١٥٥
امام طحطاوی سے اختلاف	
اقسام تملیک	״
تملیکِ فاسد	١٥٩
خطوط سے متعلق مسئلہ	١٦٠
اجارۂ فاسدہ میں اجرِ مثل کا وجوب	״
اعلیٰحضرت کی وسعتِ معلومات	١٦١
عقدِ موالات کی تعریف اور مسائل	״
عقدِ موالات کے لیے ارث اور دیت کی شرط	١٦٢
مجبور کا ہبہ	١٦٤
مجبور کا اقرار	״

Marfat.com

مضمون	صفحہ
صحتِ اسلام کے لیے شرط	۱۶۴
غلط کاموں میں مال صرف کرنا فسق ہے	״
آتش بازی اور پتنگ بازی وغیرہ ممنوع ہیں	״
غصب شدہ دراہم کا واپس کرنا	۱۶۵
بچے سے درہم لے کر خرچ کرنا اور پھر واپس کر دینا	״
مال مغصوب یا مال ودیعت سے حاصل شدہ نفع کا صدقہ کرنا	״
بعض صورتوں میں حکم نفع حکم اصل کے خلاف ہوتا ہے	۱۶۶
غصب شدہ رقم سے کچھ خرید کر کھانا	״
مغصوبہ کپڑے سے خریدی گئی لونڈی سے جماع کرنا	۱۶۷
معین و نقد، دراہم غصب کے ساتھ خریدی گئی چیز کا استعمال	״
مغصوبہ کاغذ پر کچھ لکھنے سے مالک کی ملک منقطع ہو جاتی ہے	۱۶۸
مغصوبہ بکری کو بھوننا یا پکانا	״
مغصوبہ چیز کے بدلنے پر اس سے انتفاع کا مسئلہ	۱۶۹
اعلیحضرت کی فقہی بصیرت	״
ضمانت غصب کی چند مثالیں	۱۶۹
غیر کی زمین میں مکان تعمیر کرنا یا درخت لگانا	״
جہاد کے علاوہ کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا ناجائز ہے	۱۷۱
مذکورہ بالا مسئلہ میں علامہ طحطاوی کی دو، علامہ شامی کی تین اور اعلیحضرت کی پانچ توجیہات	״
مغصوبہ مال کی اجرت کے مسئلہ میں امام طحطاوی سے اختلاف	۱۷۲
اہل ہوا اور بدعتی کی تکفیر	۱۷۳
کلام فقہاء کے خلاف، غیر فقہاء کا کلام معتبر نہیں	״
مذبوحہ جانور کے پیٹ سے نکلنے والا ناتمام بچہ نہ کھایا جائے	״
شرم گاہ، کپورے اور مثانہ مکروہ ہیں	۱۷۴
پتہ مکروہ ہے	״
خون کا مسئلہ	״
اعلیٰ حضرت کی وسعت مطالعہ	۱۷۵
شراب پی جانے والے جانور کو اسی وقت ذبح کیا جائے تو اس کے گوشت کا حکم	״

Marfat.com

مضمون	صفحہ
کیا عورت، محبت شوہر کے حصول کے لیے تعویذ کرا سکتی ہے؟	۱۷۵
تعویذ کا جواز	"
نماز کے بعد مصافحہ مستحب ہے	۱۷۶
بازار میں بکنے والی چیز کے مغصوبہ ہونے کا گمان ہو تو نہ خریدی جائے	"
مغصوبہ چیز کے مسائل	۱۷۷
شراب کے ارادے سے انگور نچوڑنا منع ہے	۱۷۸
گانے بجانے والوں کو کچھ دینا حرام ہے	"
پرندوں کو خرید کر آزاد کرنا	۱۷۹
قرض خواہ، قرض دار کا مال بلا اجازت رہن رکھ سکتا ہے	"
راہن کا مرہون کو فروخت کرنا	۱۸۰
مرہون کے زوائد سے مرتہن کا نفع حاصل کرنا	"
آنکھوں کی دیت	۱۸۱
بیٹے کا حصہ کسی دوسرے کے لیے وصیت کرنا	"
وصی کی تقرری اور اختیار کا مسئلہ	۱۸۲
وصی، میت کا نائب ہے	"
محافظ اوقاف، فقراء کا وکیل ہے	"
وصی، یتیم کے مال سے کسی کو قرض نہیں دے سکتا	۱۸۳
وصی کا کسی کو وصی مقرر کرنا	"
قاضی، اپنے مقرر کردہ قاضی کو معزول کرنے کا اختیار رکھتا ہے؟	"
واقف، اپنے مقرر کردہ متولی کو معزول نہیں کر سکتا۔	۱۸۴
ادائیگی، قرض سے پہلے، ترکہ میں ورثاء کا تصرف کیسا ہے؟	"
عصبات نہ ہونے کی صورت میں بقیہ ترکہ، اصحاب فروض کی طرف لوٹے گا۔ البتہ بیوی یا خاوند کو نہیں ملے گا۔	"
ثبوت بالروایت، ثبوت بالدرایت سے اولیٰ ہے	۱۸۵

Marfat.com

Marfat.com

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے متعدد کتب پر قلمی حواشی موجود ہیں جن میں اکثر ہنوز زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئے ہیں، انہیں نایاب اور نادر حواشی میں سے زیر نظر حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار ہے۔

پہلے یہ رواج عام تھا کہ علماء اپنی تصانیف میں متعدد کتابوں کی عبارتیں ذکر کرتے اور جلد یا صفحہ کی نشاندہی نہیں کرتے تھے، حدیث شریف ذکر کر دیتے اور اس کی تخریج نہیں کرتے تھے لیکن اب قارئین کی سہولت کی خاطر عام طور پر یہ طریقہ اختیار کر لیا گیا ہے کہ جس کتاب کا متن میں ذکر ہو، حاشیہ میں اس کی جلد اور صفحہ اور مصنف کے نام اور سنِ وفات کی بھی تصریح کر دی جائے۔

مولانا محمد صدیق صاحب سعیدی ہزاروی (شکر اللہ سعیہم) نے انتہائی عرق ریزی سے اعلیٰ حضرت کے ان حواشی کے مراجع اور مآخذ، اصل کتابوں سے تلاش کئے اور ان کو جلد اور صفحہ کی قید کے ساتھ حاشیہ میں ذکر کیا اور اس کا انتہائی سہل اور دلنشین ترجمہ کیا، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت کو ثمر آور کرے اور مقبولیتِ عامہ عطا فرمائے۔

حضرت حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کو اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے وہ اعلیٰ حضرت کی علمی شخصیت کو متعارف کرانے کے لئے اور ان کے فیض کو جاری رکھوانے کے لئے اعلیٰ حضرت کی تحقیقات کو سامنے لاتے رہتے ہیں، اس رسالہ کی طباعت بھی انہی کی مساعی کا ثمرہ ہے۔

غلام رسول سعیدی غفرلہٗ

Marfat.com

علامہ حافظ عبدالحی چشتی قدس سرہ [1]

سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ اللہ العلی العظیم ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ ورسولہ الکریم

اما بعد عرض اینکہ میرے عزیز مکرم وہمدم محترم مولانا مولوی محمد صدیق صاحب ہزاروی مدرس دارالعلوم جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور وخطیب جامع مسجد خراسیاں، لوہاری منڈی لاہور، جو فاضلِ روزگار میں سے ہیں، نے اپنی ہمتِ عالی کے پیشِ نظر ایک نایاب علمی خزانہ کو منظرِ عام پر لانے کی سعی فرمائی ہے۔ مولانا موصوف نے اعلیحضرت بریلوی قدس سرہ کے وہ نادر حواشی جو اعلیحضرت نے طحطاوی شرح الدر المختار پر اور معالم التنزیل یعنی تفسیر امام بغوی پر چڑھاتے ہیں، ترجمہ وشرح کے ساتھ مراجع حواشی کے حوالوں کو بھی تلاش کر کے ساتھ کے ساتھ قلم بند کر دیا ہے، جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

موصوف نے آج اپنی اس علمی پیداوار کی کتابت شدہ کاپیاں مجھے دکھائیں جن کو میں نے مختلف جگہوں سے دیکھا، الحمد للہ! کام بڑی تندہی اور پوری جدوجہد سے کیا گیا ہے اور جہاں تک میرا اندازہ ہے ہر ذی علم موصوف کی اس علمی بیش بہا خدمت کو دیکھ کر موصوف کا شکر گزار ہوگا۔

میں دعاگو ہوں اللہ تعالیٰ موصوف کی اس دینی اور علمی سعی کو مشکور فرمائے اور موصوف کو ماجور، وما ذالک علی اللہ بعزیز، والسلام ۲۷ راگست ۱۹۸۱ء

حافظ محمد عبدالحی چشتی غفرلہ ربہٗ

مفتی بہاولپور وسابق شیخ الحدیث دارالعلوم النظامیہ واسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

---

[1] پانچ جنوری ۱۹۸۲ء کو آپ کا وصال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

[2] تفسیر معالم التنزیل پر حواشی بھی مجلس رضا کی طرف سے چھپ چکے ہیں۔

Marfat.com

تعارف

علم وفضل کے آفتاب درخشاں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کا شمار ان نابغۂ روزگار شخصیات میں ہوتا ہے جن پر خود زندگی ناز کرتی ہے۔ آپ ۱۰ر شوال المکرم ۱۲۷۲ھ/ ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء میں بریلی شریف (بھارت) کے ایک علمی و روحانی خانوادے میں پیدا ہوئے تھے۔ والد ماجد مولانا نقی علی خان (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) اپنے وقت کے جیّد عالم دین تھے۔

امام احمد رضا بریلوی نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا اور تیرہ برس کی عمر میں صرف، نحو، ادب، حدیث، تفسیر، کلام، فقہ، اصول، معانی و بیان، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، منطق، فلسفہ اور ہیئت وغیرہ تمام علوم دینیہ عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۴ر شعبان ۱۲۸۶ھ کو سندِ فراغت حاصل کی، اور اسی روز مسئلہ رضاعت پر پہلا فتویٰ تحریر فرمایا۔

آپ کو مذکورہ بالا علوم کے علاوہ تاریخ، لغت، ارثماطیقی، جبر ومقابلہ، حساب سینی، لوگارثمات، توقیت، اکر، زیجات، مثلث کروی، مثلث سطح، ہیئت جدیدہ، جفر، علم الفرائض عروض و قوافی، نجوم، نظم ونثر فارسی، نظم ونثر ہندی، خطِ نسخ، خطِ نستعلیق وغیرہ میں کمال فن حاصل تھا۔ درس وتدریس، فتاویٰ نویسی، تصنیف وتالیف، احیاءِ اسلام، رد بدعات ومنکرات اور تجدید عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جیسی اہم مصروفیات سے بھرپور زندگی کے تقریباً اڑسٹھ سال گزارنے کے بعد آپ نے ۲۵ر صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء کو اس دار فانی سے کوچ کر کے ابدی زندگی حاصل کی۔

Marfat.com

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے تقریباً پچاس علوم و فنون پر تقریباً ایک ہزار علمی تحقیقی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ خصوصاً بڑے سائز کی بارہ ضخیم مجلدات پر مشتمل فتاویٰ رضویہ، جو علوم و فنون کا مستقل انسائیکلوپیڈیا ہے، آپ کی علمی کاوشوں اور اجتہادی بصیرت کا نادر شاہکار ہے۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم و فنون کی کم و بیش تمام کتب متداولہ پر حواشی تحریر فرمائے جن میں کچھ چھپ چکے ہیں جبکہ بعض منتظر طباعت ہیں۔

جناب سید ریاست علی رضوی (مینجر ٹیلیفون انڈسٹریز آف پاکستان کراچی سیلز ڈیپارٹمنٹ) نے ۱۹۷۹ء میں بریلی شریف میں قیام کے دوران اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی کی کتب و رسائل کے بارے مختلف حضرات سے تبادلۂ خیال کیا جو سود مند ثابت ہوا اور اس کے نتیجے میں حضرت مولانا خالد علی خان صاحب (نواسہ حضرت مفتی اعظم ہند شاہ مصطفےٰ رضا خان بریلوی) نے اُن کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے باسٹھ (۶۲) غیر مطبوعہ حواشی اور کچھ مطبوعہ رسائل مہیا فرمائے۔

اہلِ سنت وجماعت، ہر دو حضرات کے ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے حضرت فاضل بریلوی کی علمی و تحقیقی کاوشوں سے استفادہ کا موقع بہم پہنچایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

زیر نظر حواشی، حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار پر فاضل بریلوی کی علمی تعلیقات ہیں جن کی تحقیق و ترتیب اور ترجمہ کے ضمن میں راقم نے حتی المقدور سعی کی ہے؛ تاہم علمی بے بضاعتی کے پیش نظر کوتاہی کا اعتراف ہے اور قارئین سے مفید مشوروں اور اصلاح کی نہ صرف توقع بلکہ اپیل ہے۔

قابل قدر اساتذہ کرام حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی اور حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ نے قدم قدم پر راہنمائی فرما کر میرے لیے اسے سہل بنایا اور حضرت علامہ مولانا علی احمد سندیلی نے نظر ثانی کے ذریعہ تعاون فرمایا۔ راقم ان حضرات کا تہہ دل سے

Marfat.com

ممنون ہے۔

مرکزی مجلس رضا لاہور، کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اس کی دینی و ملی خدمات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ حکیم اہلِ سُنّت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی، اہلِ سُنّت وجماعت کے لیے سراپا خدمت، رافت وشفقت اور مشعل راہ ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی کی علمی و روحانی شخصیّت سے بغض و عداوت کی دبیز تہوں کو ہٹا کر ملّتِ اسلامیہ کو ان کی شخصیّت سے روشناس کرانے میں مرکزی مجلسِ رضا کا معتدبہ حصّہ ہے۔ دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجلس کے تعمیری منصوبوں کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور حضرت حکیم محمد موسیٰ سمیت اکابر اہلِ سُنّت کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین

محمد صدّیق ہزاروی

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

متوطن: چھرڑ ڈاکخانہ چیٹہ بٹہ

تحصیل وضلع مانسہرہ — ہزارہ۔

Marfat.com

علاّمہ سیّد احمد طحطاوی

(م ۱۲۳۱ھ/۱۸۱۶ء)

فقہ حنفی کے مفتی شہیر علامہ سید احمد بن محمد بن اسماعیل دوقاطی طحطاوی، سید محمد توقادی، رومی کی اولاد سے تھے۔ آپ کے والد ماجد، اسیوط (مصر) کے قریب، مقام طحطا میں سکونت پذیر تھے اور وہیں علامہ طحطاوی کی ولادت ہوئی۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ قاہرہ تشریف لے گئے اور مفتی حنفیہ مقرر ہوئے۔ علم فقہ کے حصول کے لیے آپ نے شیخ وقت، شیخ محمد حریری قدس سرہٗ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

علامہ طحطاوی، علم وفضل میں یکتائے روزگار شخصیت کے مالک تھے۔

چار ضخیم جلدوں پر مشتمل درمختار پر حاشیہ، نورالایضاح کی شرح مراقی الفلاح پر حاشیہ اور موزوں پر مسح کے بارے میں رسالہ، آپ کے رشحاتِ قلم سے ہیں۔

تحقیق وتدقیق سے مزین یہ تصانیف شہرت تامہ رکھتی ہیں اور آپ کی فقہی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

مشہور حنفی فقیہ، علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہٗ نے ردالمحتار کی تصنیف میں آپ کے حواشی سے استفادہ کیا۔ ۱۵ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ کو آپ کا وصال ہوا [۱]

---

[۱] عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین ج ۲ ص ۸۱

" اسمٰعیل پاشا بغدادی، ہدیۃ العارفین ج ۱ ص ۱۸۴

" فقیر محمد جہلمی، حدائق الحنفیہ ص ۴۶۸

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امامِ طحطاوی[۱] —— امام سیّد احمد طحطاوی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تشریح میں لفظِ اسم کی اصل میں اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یا تو یہ سِمُوٌّ سے مشتق ہے یا وِسْمٌ سے، اول الذکر بصریوں کا مذہب ہے اور دوسرے قول کے قائل کوفی ہیں۔

اعلیٰحضرت —— کوفیوں کے نزدیک اسم کا وِسْمٌ سے مشتق ہونا باب القلب سے ہے جیسے اُدْؤُرٌ اصل میں اَدْوُرٌ تھا، واو کو مقدم کرکے ہمزہ سے بدل دیا گیا اور اَیْنُقٌ دراصل اَیْنُقٌ تھا۔

امامِ طحطاوی[۲] —— بسم اللہ میں "ب" کے ظرف کا ذکر کرتے ہوئے، امامِ طحطاوی فرماتے ہیں کہ جمہور شارحین اور عام مفسرین کے نزدیک حرفِ جار کا متعلّق اَقْرَأُ ہے جو بسم اللہ کے بعد مقدر ہے اور یہاں پانچ امور ہیں، متعلّق فعل ہو فعل مضارع ہو، خاص فعل ہو، محذوف ہو اور مؤخر ہو، فعل خاص کے متعلق ہونے پر بطور دلیل علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ شروع کئے جانے والے کام کی مناسبت سے فعل کا مقدر ہونا اولیٰ ہے۔

اعلیٰحضرت —— جب شروع کئے جانے والے کام پر کوئی قرینہ موجود ہو تو پھر فعل خاص کی تقدیر میں کوئی حرج نہیں (مثلاً کھانا سامنے ہو تو اٰکُلُ مقدر ہوگا، قلم دوات اور کاغذ کا ہونا کتابت پر قرینہ ہے لہٰذا اَکْتُبُ فعل مقدر کیا جا سکتا ہے وعلیٰ ہٰذا القیاس)

Marfat.com

۳
طحطاوی —— اللہ تعالیٰ کی صفت رحمٰن اور رحیم کی بحث میں علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ رحمٰن کا لفظ اللہ تعالےٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے، غیرِ خدا پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا البتہ معنوی اعتبار سے یہ عام ہے کہ مومن اور غیر مومن سب سے متعلق ہو سکتا ہے لیکن رحیم لفظاً عام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے (جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فرمایا گیا) لیکن معنوی اعتبار سے صرف مومنین کے ساتھ اور وہ بھی آخرت میں، خاص ہے۔

اعلیٰحضرت —— صفتِ "رحیم" کا مومن کے ساتھ آخرت میں خاص ہونا اس وقت ہے جب کہ اس کا اطلاق اللہ تعالےٰ پر کیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت ہو۔

۴
طحطاوی —— دونوں صفتوں میں سے کونسی ابلغ ہے؟ اس اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک "رحمٰن" ابلغ ہے اور یہی قول زمخشری کا مختار ہے اور بعض کے نزدیک "رحیم" ابلغ ہے، قولِ ثانی کی ترجیح پر بطورِ دلیل امام طحطاوی نے حدیث بیان کی: رحیم الدنیا و رحمٰن الآخرۃ۔

اعلیٰحضرت —— امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ حدیثِ پاک کے الفاظ میں رحمٰن اور رحیم دونوں کو دنیا و آخرت سے متعلق بیان کیا گیا چنانچہ فرمایا گیا رحمٰن الدنیا والآخرۃ و رحیمہما لہٰذا صفتِ رحیم کو دنیا اور رحمٰن کو آخرت سے متعلق بیان کرنا الفاظِ حدیث میں تبدیلی ہے اور یہ تفنن کی قسم سے ہے ورنہ حدیثِ پاک کے الفاظ دونوں مذاہب کا رد کرتے ہیں، ان کا بھی جو رحمٰن کو خاص مانتے ہیں اور ان کا بھی جو رحیم کو

29099

Marfat.com

خاص مانتے ہیں لہذا بہتر وہی ہے جسے بعد میں علامہ طحطاوی نے خود بیان کیا وقیل الاظہر ان جہۃ المبالغۃ فیہما مختلفۃ فمبالغۃ فعلان من حیث الاستیلاء والغلبۃ ومبالغۃ فعیل من حیث التکرار۔

۵ طحطاوی — بسم اللہ پڑھنے کے احکامات و مقامات کا ذکر کرتے ہوئے امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ بعض جگہ بسم اللہ پڑھنا مکروہ ہے اور انہی مقامات میں سے ایک سورۂ برارت سے ابتدا قرارت ہے لیکن بعض مشائخ نے یہ قید لگائی ہے کہ جب سورۂ برارت کو سورۂ انفال سے ملا کر پڑھے تو مکروہ ہے ورنہ سورۂ برارت سے ابتدا ہو تو سنت ہے، اس کے بعد ان مقامات کا ذکر کیا ہے جہاں بسم اللہ پڑھنا مباح ہے۔

اعلیحضرت —— امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہی بات اس حدیث پاک سے ثابت ہے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سورۂ برارۃ کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ بیان فرمائی لہ

لہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سورۂ انفال اور سورۂ برارۃ کے درمیان "بسم اللہ الرحمن الرحیم" نہ لکھنے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جب کوئی نازل ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کاتبین وحی کو بلا کر حکم فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں درج کر دو، سورۂ انفال مدینہ طیبہ میں نازل ہونے والی ابتدائی سورتوں میں سے ہے جبکہ سورۂ برارۃ آخر قرآن سے ہے، ان دونوں کے بیان کی مشابہت کی وجہ سے میں نے ان کو ایک شمار کیا، بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے اور آپ نے ان دونوں سورتوں کے ایک ہونے کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا پس میں نے ان دونوں کو بسم اللہ لکھے بغیر ملا دیا (الحدیث ملخصاً) (ترمذی شریف ص ۱۴۲)

Marfat.com

طحطاوی[۶] ——— امام طحطاوی نے فرمایا کہ بعض جگہ بسم اللہ پڑھنا حرام ہے جس طرح حرام کام کے آغاز کے وقت، بلکہ بعض اوقات قائل کافر ہو جاتا ہے، اس پر خلاصہ کی عبارت نقل کی کہ "اگر شراب پینے، حرام کھانے یا زنا کا ارتکاب کرتے وقت بسم اللہ پڑھی تو کافر ہو جائے گا" کیونکہ یہ قطعی حرام کو حلال سمجھنا ہے اور بسم اللہ وہاں لائی جاتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اذن ہو کیونکہ اس کے نام سے برکت یا امداد کا حصول اس کی رضا کے بغیر متصور نہیں چنانچہ اگر کوئی شخص ایک بکری چوری کر کے اس پر بسم اللہ پڑھ کر دم کرے، پھر وہ مالک کو مل جائے تو کیا وہ اسے کھائے؟ اصح بات یہ ہے کہ وہ نہ کھائے کیونکہ اس چور نے حرام قطعی پر بسم اللہ پڑھ کر کفر کا ارتکاب کیا ہے، اس لئے کہ نہ تو وہ اس بکری کا مالک ہے اور نہ ہی اسے مالک کی اجازت حاصل ہے۔

اعلیحضرت ——— اعلیٰ حضرت نے علامہ طحطاوی کے ساتھ مسئلۂ مذکورہ میں اختلاف کرتے ہوئے اسے خلافِ معتمد علیہ قرار دیا ہے اور فتاوٰی شامی کے حوالہ سے بتایا کہ یہ صحیح نہیں اور یہ بھی بتایا کہ فتاوٰی رضویہ میں خود آپ نے اس مسئلہ کو ذبائح کی بحث میں بیان فرمایا ہے۔

شامی میں ہے :۔

وفیہ نظر لان المعتمد خلافہ بدلیل قولہم بصحۃ التضحیۃ بشاۃ الغصب واختلافہم بشاۃ الودیعۃ ولہذا قال السائحانی اقول ھذا ینافی ما تقدم فی الغصب وفی الاضحیۃ فلا یعول علیہ۔[۱]

---

[۱] ردالمختار : ج ۵، ص ۳۰۷، کتاب الصید۔

خود علامہ طحطاوی نے کتاب الاضحیہ میں کما یصح لو ضحیٰ بشاۃ الغصب کی تشریح میں لکھا ہے :-

یستفاد من حل الذبیحۃ بالضمان و عدم الکفر بالتسمیۃ علی الحرام القطعی بل لا یکفر الا بالاستحلال[لہ]

پھر حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے :-

و ینبغی ان توکل ھٰذہ الشاۃ[لہ]

طحطاوی [۷] ——— درِ مختار کے مصنف حضرتِ علامہ علاؤالدین حسکفی نے کتاب کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا یا من شرحت "اے وہ ذات جس نے ہمارے سینوں کو کھول دیا" اس پر علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ یا من کا مطلب ہے اے وہ ذات جسے پکارا گیا، اور یہ اندازِ تخاطب تعظیمِ خداوندی کے پیشِ نظر ہے۔

اعلیٰحضرت ——— امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اللہ تعالےٰ کو اس طرح مخاطب کرنا مکروہ خیال کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ صحیح ہے کیونکہ بہت سی احادیث میں اس طرح مذکور ہے (پھر اعلیٰحضرت نے دو حدیثیں ذکر فرمائیں) اے وہ ذات جس نے برائی کو چھپایا اور اچھائی کو ظاہر کیا" دوسری حدیث میں فرمایا" اے وہ ذات جس نے وعدہ کیا پس پورا کیا اور ڈرایا پھر معاف کیا۔

طحطاوی [۸] ——— علامہ علاؤالدین حسکفی نے درِ مختار کے خطبہ میں فرمایا کہ اس کتاب کو

لہ حاشیۃ الطحطاوی ج ۴ ص ۱۶۷

لہ حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳

Marfat.com

دیکھنے والے سے مجھے امید ہے کہ وہ اسے رضامندی اور غور و فکر کی نگاہ سے دیکھے اور اگر کہیں نقص پائے تو اصلاح کے ساتھ اس کی تلافی کرے چنانچہ الفاظ یہ ہیں :۔

ومأمولی من الناظر فیہ ان ینظر بعین الرضا و الاستبصار وان یتلافی تلافہ بقدر الامکان او یصفح الخ

لفظِ تلافہ پر بحث کرتے ہوئے امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ تلفہ ہے، ہو سکتا ہے کہ الف اشباعی[1] ہو اور یہ بعض لوگوں کی لغت ہے جس طرح قنیہ میں کہا گیا ہے اگرچہ زیلعی نے اس کو (قواعد کی رُو سے) بعید قرار دیا ہے اور شعر کے ساتھ مخصوص گردانا ہے۔

اعلیحضرت —— بطورِ استشہاد امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ الف اشباعی کے ساتھ "تلفہ" کو پڑھنا اسی طرح ہے جس طرح بعض لوگوں کی لغت میں حروفِ مدہ کی جگہ صرف حرکات کی ادائیگی پر اکتفا کیا جاتا ہے اور یہ بھی قنیہ میں مذکور ہے پس پہلا گروہ اعوذُ کو اعوذ (حرفِ مدہ کے ساتھ) پڑھتے ہیں اور دوسرے حرفِ مدہ کے بغیر صرف حرکت کے ساتھ اَعُذُ پڑھتے ہیں۔

طحطاوی —— امام طحطاوی نے اپنی کتاب میں تاریخ بغداد کے حوالے سے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے طلبِ فقہ کے بارے میں ایک حکایت نقل کی ہے جو بقولِ خطیب بغدادی امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے روایت کی جس میں

---

[1] الف اشباعی ، کھڑی زبر (الفِ مقصورہ) کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

امام صاحب قدس سرہ نے اپنے بچپن کا واقعہ ذکر فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحب علیہ الرحمہ طلبِ علم کے سلسلہ میں استخارہ کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے قرآن سیکھو (آپ فرماتے ہیں) میں پوچھتا ہوں اس کا انجام کیا ہوگا تو جواب ملتا ہے کہ جب تم قرآن حفظ کر کے ایک جگہ بیٹھ جاؤ گے، بچے پڑھنے آئیں گے پھر ان میں سے کوئی تم سے زیادہ لائق ہو جائے گا یا برابر ہوگا تو آپ کی سرداری ختم ہو جائیگی، اسی طرح علمِ حدیث کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب آپ حدیث پڑھیں گے پھر طلبا آپ کے پاس آئیں گے تو کچھ ہی عرصہ بعد آپ غلط بیانی سے محفوظ نہ رہ سکیں گے تو جھوٹ سے متہم ہوں گے تو میں نے کہا اس کی بھی حاجت نہیں، پھر میں نے کہا اگر میں نحو پڑھوں، انجام کار کیا ہوگا؟ تو جواب دیا گیا، تو مدرس بن جائیگا اور پھر تیری آمدنی دو تین دینار سے زیادہ نہیں ہوگی، میں نے کہا اس کا نتیجہ بھی اچھا نہیں۔ پھر میں نے کہا اگر میں شعر کہوں اور مجھ سے بڑھ کر کوئی شاعر نہ ہو، جواباً کہا گیا کہ یا تو تو کسی کی مدح کریگا یا ہجو دونوں صورتوں میں کسی نہ کسی لحاظ سے نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا اسی طرح علمِ کلام کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب ملا کہ اس کا انجام بھی اچھا نہیں کیونکہ تجھے معاذاللہ زندیق کہا جانے لگے گا۔ آخری سوال فقہ کے بارے میں کیا تو جواب ملا کہ جب تو فقیہ بن جائے تو لوگ تجھ سے مسائل پوچھیں گے تو فتویٰ دے گا اور تجھے عہدہ قضا کے لئے دعوت دی جائے گی تو میں نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کوئی علم نفع بخش نہیں پس میں نے علمِ فقہ حاصل کیا۔

لحضرت ـــــ امام احمد رضا بریلوی اس من گھڑت واقعہ پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اولاً سب کے لئے مع امام طحطاوی کے بخشش مانگتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ امام طحطاوی نے اپنی کتاب میں امامِ اعظم قدس سرہ کے مناقب اور خرابیوں کو جمع کیا

Marfat.com

تعریف کرنے والوں اور طعن کرنے والوں کے کلام کو شاملِ کتاب کیا، پھر خطیب بغدادی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس نے اپنی تاریخ میں برائیاں کرنے والوں کے جاہلانہ خیالات کو جمع کیا اور اس کا جواب انہیں "السہم المصیب فی کبد الخطیب" نامی کتاب کے ذریعے دے دیا گیا اور یہ حکایت بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور تعجب کی بات ہے کہ کس طرح اس حکایت کو گھڑنے والے جھوٹے شخص نے اسے اس انداز سے بیان کیا کہ وہ بصورتِ ذم نہ ہو اور اسی سے امام جلال الدین کو بھی مغالطہ پیدا ہوا اور انہوں نے اسے مناقب میں ذکر کیا اور پھر اس سید (امام طحاوی) نے (اللہ اس کی بخشش کرے) اس کی اتباع کی۔

اس واقعہ کے خود ساختہ ہونے کی طرف امام احمد رضا بریلوی اشارہ فرماتے ہیں کہ ہر عقلمند اس واقعہ کی کمزوری کی گواہی دے گا اور یہ عوام الناس میں سے کسی کا قول ہو سکتا ہے، علماء اسلام میں سے کسی کا قول نہیں کیونکہ وہ خیر القرون کا دور تھا اور لوگ اس قدر بوگس نہیں تھے کہ قرآن و حدیث کو ترک کر دیں اور ان کی طلب سے لوگوں کو منع کریں اور پھر اس کے بطلان پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ان دنوں فقہ کسی شخص کے فروعات کے طور پر معروف نہ تھی بلکہ وہ اجتہاد کا دوسرا نام تھا اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے احکام اور اجماع کا احاطہ کیے بغیر اجتہاد ناممکن ہے اور ان کا ادراک عربی میں مہارتِ تامہ کے بعد ہی ہو سکتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس مفتری کا بھلا نہ کرے، اس نے اس من گھڑت واقعہ کے ذریعے (لوگوں کو) یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نہ تو قرآن کا علم رکھتے تھے اور نہ حدیث کا بلکہ آپ صرف عربی دان تھے، اس لیے آپ نے شریعت کو اپنی مرضی کے

Marfat.com

تابع کر کے جو چاہا حلال کر دیا اور جو چاہا حرام کر دیا اور یہ بات کوئی بے حیا بے دین ہی کہہ سکتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

طحطاوی[۱۰] ——— امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص غلط نیت سے بھی علم حاصل کرے تو علم کی برکت سے نیت صحیح ہو جاتی ہے۔

اعلیحضرت ——— امام طحطاوی سے اختلاف کرتے ہوئے اعلیحضرت، امام غزالی کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ علم حقیقی وہی ہے جو ماسوی اللہ سے تعلق قطع کر کے اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑ دے، اور وہ خلوص نیت ہی سے حاصل ہو سکتا ہے، غیر مخلص کا علم، علم حقیقی نہیں۔

طحطاوی[۱۱] ——— بعض لوگوں کی اس بات کا رد کرتے ہوئے کہ علم جفر کے بانی امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں، امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں اور علم نجوم اس وقت حرام ہے جب اس کو حاصل کرنے والا اللہ تعالیٰ کی قضا پر ایمان نہ رکھتا ہو یا اپنی طرف سے علم غیب (کے حصول) کا دعویٰ کرے، ایسی صورت میں وہ شخص کافر ہو جائے گا[۱۲]۔

اعلیحضرت ——— آپ فرماتے ہیں کہ علم جفر کی ابتدا کی نسبت حضرت امیر المومنین کی طرف کرنا جھوٹ ہے البتہ اس علم کے بانی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جیسا کہ علامہ زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ میں ذکر فرمایا[۱۳]۔ اس کے بعد امام احمد رضا بریلوی نے علم جفر کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص علم جفر سے واقفیت رکھتا ہے اسے معلوم ہے کہ اس میں عدم جواز کی وجہ اس کے سوا

---

[۱۲] رد المحتار، ج ۱، ص ۳۰

[۱۳] علاوہ ازیں اردو دائرۂ معارف اسلامیہ ج ۷، ص ۷۰۲ مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں بھی آپکی طرف نسبت کا ذکر ہے۔

Marfat.com

کچھ نہیں کہ کوئی شخص خیر و شر کو (حقیقۃً) غیر اللہ کی طرف سے جانتا ہو یا ذاتی طور پر علمِ غیب کا دعویدار ہو اور اس سے نفسِ علم (کے حصول) میں ضرر ثابت نہیں ہوتا۔

طحطاوی[۱۲] ——— خطیبِ بغدادی نے اپنی تاریخ (تاریخ بغداد) میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اسمٰعیل بن حماد سے روایت کی ہے کہ امام صاحب قدس سرہ کو ان کے والد ثابت امیر المومنین حضرتِ علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو امیر المومنین نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

امام طحطاوی فرماتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ حضرتِ علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ آپکی پیدائش سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ۲۹ سال چھ ماہ بعد انتقال فرما چکے تھے جبکہ امامِ اعظم رحمۃ اللہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے یہ اشکال اسمٰعیل بن حماد کے ان الفاظ "ذھب ثابت بجدی" میں "ب" کی زیادتی سے پیدا ہوا۔

اعلیٰحضرت ——— آپ فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ بعض راویوں یا بعض ناقلین کی طرف سے "بجدی" میں "ب" کی زیادتی ہوئی درصحیح روایت یہ ہے کہ "ذھب ثابت جدی" یعنی میرے جدِ اعلیٰ ثابت، امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس صورت میں کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔

---

[۱۲] ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام طحطاوی سے سبقتِ قلم کے تحت قبل الثلاثین تحریر ہوا ورنہ مناسب قبل الثمانین ہے کیونکہ ۸۰ھ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی پیدائش ہوئی اور اس سے قبل یعنی ۴۰ھ میں حضرتِ علی مرتضٰی کا وصال ہوا نہ کہ ۳۰ھ سے قبل۔ (مرتب)

Marfat.com

۱۳
طحطاوی صاحبِ درِ مختار فرماتے ہیں :

ثم نقل فی مسئلۃ الرباعیات ومحطها ان الفقہ ہو ثمرۃ الحدیث ولیس ثواب الفقیہ اقل من ثواب المحدث۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں "نقل" علامہ شیخ زین الدین بن ابراہیم المعروف ابن نجیم المصری الحنفی (م ۹۷۰ھ) ہیں اور انہوں نے الاشباہ والنظائر میں عبارتِ مذکورہ بالا تحریر فرمائی۔

اعلحضرت — اعلحضرت علیہ الرحمہ نے الاشباہ والنظائر سے مسئلہ رباعیات، اجمالاً نقل فرمایا، جس کا مفہوم، تفصیلاً درج ذیل ہے۔

کامل محدث بننے کے لیے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث مبارکہ اور احکام صحابہ کرام کی روایات اور ان کی عمریں، تابعین اور دیگر علماء کے احوال اور تواریخ کا علم، نیز ان چار کے ساتھ دیگر چار باتوں یعنی، ان کے نام کیفیّت مقام اور زمانہ کا علم اس طرح ضروری ہے جس طرح خطبات کے لیے "الحمد للہ"، اظہار عجز کے لیے دعا، سورت کے لیے بسم اللہ اور نماز کے لیے تکبیر لازمی ہے۔ علاوہ ازیں احادیث کی اقسام مثلاً مسند، مرسل، موقوف اور مقطوع کا علم بھی ضروری ہے۔ عمر کے تمام مراحل بچپن، بلوغ، جوانی اور بڑھاپے میں نیز مصروفیت، فراغت، محتاجی اور کشادگی کے حالت میں، پہاڑوں، دریاؤں، صحراؤں اور بستیوں سے پتھروں، ٹھیکریوں، چمڑوں اور ہڈیوں پر لکھ کر (یہ اس وقت ہے جب کاغذ نہ ملتے ہوں) اپنے سے بڑے، چھوٹے، ہم عمر اور اپنے باپ کی کتاب سے جب یقین ہو کہ اسی کا خط ہے، علم حدیث حاصل کیا جائے۔

Marfat.com

رضائے الٰہی کا حصول عمل بشرطیکہ قرآن پاک کے مطابق ہو، طلباء کو سکھانا اور مٹ جانے کے وقت دوبارہ زندہ کرنا، مقصد ہو۔

ان تمام امور کی تکمیل کے لیے آٹھ باتیں لازمی ہیں چار یعنی کتابت، لغت صرف اور نحو کا جاننا خود بندے کے ذاتی عمل سے متعلق ہے، جبکہ دوسری چار یعنی ہمّت، قدرت، حرص اور حفظ، محض فضل الٰہی پر موقوف ہیں۔

جب یہ تمام باتیں پُوری ہو جائیں، تو چار چیزیں، اہل، اولاد، مال اور وطن، بے وقعت ہو جاتے ہیں اور چار باتوں یعنی دشمن کے تمسخر دوستوں کی ملامت جہلاء کے طعن اور علما کے حسد کے ساتھ آزمائش ہوتی ہے۔

اس آزمائش کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے پر چار چیزیں دنیا میں اور چار آخرت میں عطا کی جاتی ہیں۔ دنیا میں قناعت، ہیبت نفس، لذت علم اور ابدی زندگی اور آخرت میں مرتبۂ شفاعت، عرش کا سایہ جب کہ اس کے علاوہ سایہ نہ ہوگا۔ حوض کوثر سے سیرابی اور اعلیٰ علیین میں قربت انبیاء سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔[1]

---

[1] الاشباہ والنظائر مع شرح الحموی ص ۳۹۷، ۳۹۸

Marfat.com

۱۴
طحطاوی ـــــ "ذخائر المہمات" کے مصنف نے اپنی کتاب کے خاتمہ میں کہا کہ "الاشاعہ" کے مصنف نے بعض جہلاء حنفیوں کا یہ دعویٰ کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امامِ مہدی، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے" نقل کر کے اس کا شدید رد کیا ہے۔

اعلیٰحضرت ـــــ صاحب الاشاعہ سے مراد سید محمد بن سعید عبد الرسول برزنجی مدنی شافعی (متوفی ۱۱۰۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

۱۵
طحطاوی ـــــ ہندوستان کے ایک شیخِ طریقت نے بھی اپنی ایک مشہور تصنیف میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا اور ان جہلاء کا رد کیا، جو امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تقلید امام کا نظریہ رکھتے ہیں۔

اعلیٰحضرت ـــــ یعنی وہ ہندوستانی مصنف جن کی تصنیف مشہور ہے، امامِ ربانی مجددِ الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ ہیں اور ان کی تصنیف (مکتوبات) فارسی زبان میں ہے، حضرتِ مجددِ الفِ ثانی علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرح ان جہلاء کا رد کیا جس طرح "الاشاعہ" میں کیا گیا ہے اور اس بات کا ذکر آپ نے مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب ۲۸۲ میں کیا ہے [1]

پھر جلد ثانی میں مندرج مکتوب ۵۵ میں اس قول کی تاویل کہ "حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد امامِ ابوحنیفہ کے مذہب پر عمل کریں گے" یوں فرمائی کہ حضرتِ روح اللہ کا اجتہاد امامِ اعظم رحمہ اللہ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا [2]

---

[1] اردو ترجمہ مکتوبات شریف دفتر اول حصہ پنجم ص ۵۲، ۷، مطبوعہ کراچی

[2]

Marfat.com

۱۶

طحطاوی ـــــ کتاب انیس الجلساء میں ایک طویل واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے :-

"حضرتِ خضر علیہ السلام، امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے علم حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگا تو حضرتِ خضر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے امامِ اعظم کی قبر پر جا کر تکمیلِ علم کی اجازت چاہی تو اللہ تعالےٰ نے اجازت دے دی، پھر تکمیلِ علوم پر خضر علیہ السلام نے پوچھا الٰہی! اب کیا کروں؟ حکم ہوا میرا حکم آنے تک عبادت میں مشغول رہو۔ اسی دوران ماوراء النہر کے ایک شہر میں ایک نوجوان امام ابوالقاسم قشیری کا ظہور ہوا جو اپنی ماں کی خدمت میں مصروف رہتے تھے، ایک دن انہوں نے ماں سے اجازت مانگی کہ وہ طلبِ علم کے لئے سفر اختیار کریں، ماں نے کارِ خیر سے روکنا مناسب نہ سمجھتے ہوئے بادلِ ناخواستہ اجازت دے دی اور پھر بیٹے کو الوداع کر کے دروازے پر بیٹھ گئیں، روتی رہیں اور بیٹے کے غم میں غمگین تھیں، عرض کرنے لگیں اے اللہ تعالےٰ! جب تک میں اپنے بیٹے کو نہ دیکھوں مجھ پر یہاں سے اٹھنا اور کھانا کھانا حرام ہے چنانچہ اتفاقاً امامِ قشیری ایک منزل طے کرنے کے بعد قضائے حاجت کے لئے بیٹھے تو نجاست سے ان کے کپڑے آلودہ ہو گئے اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کی اجازت سے واپس گھر آ گئے، ازاں بعد حضرتِ خضر علیہ السلام آئے اور کہا کہ چونکہ تم نے والدہ کی خدمت کے پیشِ نظر طلبِ علم کے لئے سفر کا ارادہ ترک کیا ہے لہٰذا جو علم میں نے امامِ ابوحنیفہ سے پڑھا ہے وہ تجھے پڑھاؤں گا، چنانچہ امامِ قشیری تین سال تک ان سے پڑھنے کے بعد بہت بڑے فاضل بن گئے اور انہوں نے ایک ہزار کتب تصنیف کر کے اپنے

Marfat.com

خاص شاگرد کو صندوق میں بند کر کے دیں کہ وہ دریائے جیحون میں ڈال دے، اوّلاً تو وہ دو تین مرتبہ جھوٹ بولتا رہا لیکن آپ پر اس کا جھوٹ ظاہر ہو جاتا، چنانچہ آخری دن جب اس نے صندوق دریا میں ڈالا تو ایک ہاتھ نمودار ہوا جس نے وہ صندوق پکڑ لیا، شاگرد کے پوچھنے پر امام قشیری نے راز بتایا کہ جب قربِ قیامت حضرتِ عیسٰی علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو ایک طرف انجیل رکھی ہو گی تو آپ فرمائیں گے کہ کتبِ محمدیہ کہاں ہیں کیونکہ مجھے بارگاہِ الٰہی سے ان کتب کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور میں انجیل سے فیصلہ نہیں کروں گا۔ جگہ جگہ تلاش کے باوجود کتب نہیں ملیں گی تو ارشادِ باری ہو گا اے عیسٰی علیہ السلام دریائے جیحون کے پاس جا کر دو نفل ادا کریں اور آواز دیں اے امامِ قشیری کے صندوق کے امین! میں عیسٰی بن مریم ہوں لہٰذا وہ صندوق میرے حوالے کر دے، چنانچہ وہ ایسا ہی کریں گے تو صندوق باہر آئے گا، چنانچہ آپ ان کتب کے مطابق فیصلہ کریں گے،

پھر عیسٰی علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ امام قشیری نے یہ مرتبہ کیسے پایا؟ تو آپ فرمائیں گے کہ اپنی ماں کی خدمت کی وجہ سے۔

حضرتِ مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ نے اس من گھڑت واقعہ کا رد فرمایا اور کہا کہ یہ بعض ملحدین کا افترا ہے جو دین میں فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے کہ حضرتِ خضر علیہ السلام کا عظیم مرتبہ ہے اور حضرتِ موسٰی علیہ السلام نے بھی ان سے علم حاصل کیا تو کس طرح آپ حضرتِ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے شاگردوں میں سے ہو سکتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

اعلیٰحضرت ـــــ "انیس الجلساء" نامی کتاب غیر معروف ہے اور اس کا مؤلف بھی مشہور نہیں اور نہ ہی کشف الظنون میں اس کتاب کا ذکر ہے۔

۱۷
طحطاوی ـــــ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تقلیدِ امامِ ابوحنیفہ کا قول باطل ہے بلکہ قائل نے اس قسم کے خیالات کا اظہار کر کے ارتکاب کفر کیا ہے، کیونکہ نبی غیر کا مقلد نہیں ہو سکتا۔

اعلیٰحضرت ـــــ "الاشاعہ" میں فیما ظہر کے لفظ سے مرقوم ہے فیما اظہر نہیں ہے اور اگر اس طرح ہو جس طرح یہاں طحطاوی میں ہے تو پھر فیما کی بجائے بما اظہر ہونا چاہیئے۔

۱۸
طحطاوی ـــــ حدیثِ پاک میں ہے لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) امام طحطاوی فرماتے ہیں علماء کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نیا نبی ایسی شریعت لے کر نہیں آئے گا جو میری شریعت کو منسوخ کر دے۔

اعلیٰحضرت ـــــ اللہ کی پناہ، اس ترجمہ میں قبیح لغزش واقع ہوئی (وہ معنیٰ نہیں جو امام طحطاوی نے بیان کیا بلکہ) معنیٰ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، چاہے موافق شریعت کے ساتھ یا مخالف کے ساتھ یا موافقت و مخالفت کچھ بھی نہ ہو اور یہی مسلمانوں کا ایمان ہے۔

نوٹ : امامِ طحطاوی کی کلام سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ موافق شریعت کے ساتھ نبی آسکتا ہے حالانکہ ایسا غیر ممکن ہے۔ (مرتب)

۱۹
طحطاوی ـــــ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کثرت سے احادیث بیان کرنے پر جب لوگوں نے ان پر انکار کیا تو آپ نے فرمایا اگر میرے وصال سے پہلے حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام نے نزول فرمایا تو میں ان سے آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کروں گا اور وہ میری تائید فرمائیں گے۔

امامِ طحاوی نے اس سے استدلال کیا کہ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فیصد قنی فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرتِ عیسٰی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنت کے عالم ہیں اور افرادِ امت میں سے کسی فرد سے اس بات کے حصول کی انہیں احتیاج نہیں ہے حتیٰ کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان مرویات کی تصدیق کے لئے حضرتِ عیسٰی علیہ السلام کی احتیاج ہے۔

اعلیٰحضرت —— اس روایت سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرتِ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کے عالم ہیں کہ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عادل ہیں، بات کو یاد رکھنے والے ہیں اور ان کی بات پسندیدہ ہے۔

۲۰
طحاوی —— پھر کتاب الاشاعہ کے مصنف نے ان لوگوں کا رد بھی کیا جو کہتے ہیں کہ امامِ مہدی رضی اللہ عنہ، امامِ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے البتہ صاحب الاشاعہ نے دلائلِ شافیہ کے ساتھ ثابت کیا کہ امام مہدی مجتہدِ مطلق ہوں گے۔

اعلیٰحضرت —— یعنی رد کا فاعل صاحب الاشاعہ ہیں کیونکہ یہاں تک یہ پوری کلام کچھ اختصار کے ساتھ صاحب الاشاعہ کی ہے۔

۲۱
طحاوی —— امامِ طحاوی فرماتے ہیں کہ بعض جاہل لوگ تعریف کرتے ہوئے غلو اختیار کر لیتے ہیں اور امامِ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے فضائل سے متعلقہ کتب سے ناواقف ہیں چنانچہ وہ من گھڑت واقعات کا سہارا لیتے ہیں جن سے نہ تو خدا راضی ہوتا، نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی خود امامِ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات پسند ہے اور اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ان باتوں کو سن لیتے تو قائل پر کفر کا فتویٰ لگاتے۔

Marfat.com

امامِ اعظم رحمہ اللہ کے فضائل میں ذکر کیے گئے صحیح واقعات ہی (مخالفین کو) جواب دینے کے لئے کافی ہیں اور آپ کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے من گھڑت واقعات کی کوئی ضرورت نہیں خصوصاً اس قسم کے واقعات جو انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کا موجب ہوں۔

اعلیحضرت ——— آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد صاحب الاشاعہ نے امام قہستانی پر تعجب کیا کہ انہوں نے باوجود اپنے فضل وجلالت کے ان لوگوں کی اتباع میں اپنے خطبہ کی شرح میں خطا کی کہ عیسٰی علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو امامِ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر عمل کریں گے اور یہ بات "الفصول الستۃ" میں مذکور ہے، اس پر تعجب کرتے ہوئے صاحب الاشاعہ کہتے "الفصول الستہ" کیا ہے اور یہ قول کیا ؟

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں الفصول الستہ مشہور کتاب ہے اور اس کے مصنف حضرتِ سید خواجہ محمد پارسا قدس سرہ (متوفی ۸۲۲ھ) ہیں، اگر سید محمد بن سعید صاحبِ کتاب الاشاعہ کشف الظنون کی طرف رجوع کرتے تو انہیں وہاں اس کا ذکر ملتا اور پھر جب اس کتاب اور اس کے مصنف (جو عالم اور صاحبِ کشف ہیں) کی پہچان حاصل ہو جاتی تو دلیل طلب نہ کرتے کیونکہ کشف ایک عیاں و ظاہر چیز ہے اور ظاہر کو بیان کی حاجت نہیں، علاوہ ازیں عبارت کا مطلب ہرگز تقلید نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کا عمل امامِ ابوحنیفہ کے مذہب کے موافق ہوگا جس طرح کہ خود صاحب الاشاعہ نے اس سے کچھ پہلے شیخ محی الدین ابنِ عربی کے فتوحات سے نقل کیا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ظاہری حیات کے ساتھ) زندہ ہوتے اور پھر یہ اختلاف آپ کی طرف اٹھایا جاتا تو آپ وہی فیصلہ فرماتے جو امامِ مہدی

Marfat.com

نے فرمایا اور اسی پر امام شعرانی کا وہ قول بھی دلیل ہے جو علامہ ابن عابدین نے ردالمحتار میں نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے" امام شعرانی میزان کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے مجھے شریعت کے چشمہ پر مطلع فرمایا تو میں نے تمام مذاہب کو اس چشمہ سے متصل دیکھا اور چار مذاہب کو اس طرح دیکھا کہ ان کی نہریں جاری ہیں اور ان تمام مذاہب کو بھی دیکھا جو مٹ چکے ہیں، ان کی نہریں پتھروں سے بھری جا چکی ہیں، میں نے دیکھا کہ ائمہ میں سے سب سے بڑی نہر حضرت امام ابوحنیفہ کی ہے، اس کے ساتھ امام مالک، پھر امام شافعی، پھر امام احمد رضی اللہ عنہم متصل ہیں۔ سب سے چھوٹی نہر امام داؤد رحمۃ اللہ کی ہے جو پانچویں صدی میں کٹ چکی ہے پس میں نے اس کی تاویل ائمۂ اربعہ کے مذاہب کے عرصۂ دراز تک جاری رہنے اور ان (امام داؤد) کے قلیل المدت ہونے سے کی، پس جس طرح سب سے پہلے امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تدوین ہوئی، اسی طرح آپ کا مذہب سب سے آخر میں ختم ہوگا[1]

۲۲

طحطاوی —— مسواک کی لمبائی، موٹائی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مسواک کی موٹائی خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) کے برابر ہونی چاہیئے، اسی طرح مسواک کی لمبائی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ ایک بالشت ہو (علامہ طحطاوی نے یقال مجہول کا صیغہ استعمال کر کے قائل کو ذکر نہیں فرمایا)

اعلیٰحضرت —— شیخ موصوف علامہ طحطاوی نے مراقی الفلاح شرح نورالایضاح کے حاشیہ پر بھی بعض کا قول اسی طرح نقل کیا ہے کہ ایک بالشت لمبائی

---

[1] ردالمحتار، ج اول، ص ۳۹

ہونی چاہئے کیونکہ زائد پر شیطان سوار ہوتا ہے۔

۲۳ طحطاوی ـــــ وضو کی سنتوں میں سے ایک 'تثلیث الغسل' یعنی ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ شامی نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تین مرتبہ سے زیادہ اعضاء کو دھوئے اور اس کی نیت وضو پر وضو یا اطمینانِ قلب کا حصول ہو تو کوئی حرج نہیں اور حدیث پاک میں جو آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اعضاء کو دھونے کے بارے میں فرمایا کہ اس وضو کے بغیر اللہ تعالےٰ نماز کو قبول نہیں فرماتا، دو دو مرتبہ اعضاء دھونے کے بارے میں فرمایا کہ اس طرح وضو سے دوگنا اجر ملتا ہے اور تین تین مرتبہ اعضاء کو دھونے کے بارے میں فرمایا یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا وضو ہے لہٰذا جس نے اس میں کمی یا زیادتی کی، اس نے حد سے تجاوز کیا اور ظلم کا ارتکاب کیا۔ اس ظلم و تعدی کو اعتقاد پر محمول کیا گیا کہ اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ جب تک تین سے زیادہ مرتبہ اعضاء نہ دھوئے جائیں، وضو نہیں ہوگا وہ شخص متجاوز قرار پائے گا (امام طحطاوی اپنا مسلک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تین تین مرتبہ اعضاء کے دھونے کو سنت بھی سمجھتا ہو پھر بھی اس صورت میں اسراف کے سبب گنہگار ہوگا) بدیں وجہ علماء نے حدیث پاک کا مفہوم بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ اگر وہ تین تین مرتبہ دھونے کو سنت سمجھتے ہوئے پھر وضو علی الوضو کی نیت سے یا اطمینانِ قلب کے حصول کی خاطر زیادہ مرتبہ دھوتا ہے یا کسی حاجت کے سبب کم کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اعلیٰحضرت ـــــ "قالوا فی المفہوم" سے مراد یہ ہے کہ علماء کرام نے اپنے اس قول کہ حدیث پاک اعتقاد پر محمول ہے، کو بیان کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ

Marfat.com

طمانیتِ قلب اور وضو علی الوضو وغیرہ کے لئے زیادتی جائز ہے جب کہ وہ تین مرتبہ کو سنت سمجھتا ہو۔

طحطاوی ۲۴ ــــــ اگر کسی حاجت کے سبب مسنون وضو میں کمی کی تو کوئی حرج نہیں (بشرطیکہ اعتقاد صحیح ہو، مرتب)

اعلیحضرت ــــــ مختار کی اس قید (حاجت وغرض) سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ کہ اگر کسی غرض کے بغیر زیادتی کی تو یہ ناجائز ہے۔

طحطاوی ۲۵ ــــــ اگر ایسی صورت پر ہو جیسے ذکر کیا گیا کہ تعداد کے مسنون ہونے پر اعتقاد رکھتا تو پھر زیادتی مطلقاً مکروہ نہیں۔

اعلیحضرت ــــــ اصل بات اعتقاد کی ہے، اگر تعداد مسنون کا اعتقاد رکھتے ہوئے ہوتے زیادتی یا کمی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر تعداد مسنون کو کوئی اہمیت نہ دی جائے تو پھر کمی زیادتی ناجائز ہے۔

طحطاوی ۲۶ ــــــ نواقضِ وضو کے ضمن میں تنویر الابصار اور اس کی شرح درمختار میں ہے:۔

(و ینقضہ خروج) کل خارج (نجس) بالفتح و والکسر (منہ) ای من المتوفی الحی معتادا اولا من السبیلین اولا۔

علامہ طحطاوی نے دو قسمیں بیان فرمائیں، متوفی حقیقی اور متوفی مجازی (یعنی باوضو ہو) پھر کہا کہ یہ تقسیم اس لئے کی گئی ہے کہ اگر متوفی حقیقی پر محمول کیا جائے تو پھر شارح کی طرف سے "الحی" کی قید بے فائدہ ہے کیونکہ متوفی کا اگر حقیقی مفہوم مراد ہے تو اسی کے ساتھ میت سے احتراز ہو جاتا ہے۔ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں لیکن اسے ایک ہی لفظ (لفظ متوفی) کا حقیقت و مجاز میں دونوں معنوں

Marfat.com

میں استعمال لازم آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت ـــــ آپ فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ 'متوفیٰ' کے لفظ کو دوسرے معنے پر محمول کیا جائے یعنی متوفی سے مراد یہاں وہ شخص ہے جسے وضو شامل ہے اور یہ اس زندہ شخص کو شامل ہو گا جس نے خود وضو کیا۔

۲۷ **طحطاوی** ـــــ نواقضِ وضو کے سلسلہ میں یہ کہا گیا کہ ہر وہ نجس چیز جو باوضو شخص کے جسم سے نکلے اور اس مقام کی طرف جائے جسے پاک رکھنے کا حکم ہے مخرج سے جو سیلان ہو گا اس کی حد میں اختلاف ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی حد یہ ہے کہ وہ نجاست بلند ہو کر پھر نیچے ہو جائے اور امامِ محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب راس میں زخم کھولنے سے پیپ وغیرہ ظاہر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ وہ نیچے نہ ہو (بقول امامِ طحطاوی) صاحب درایہ نے امام محمد علیہ الرحمہ کے قول کو اصح کہا، اسی کو امامِ سرخسی نے اختیار کیا اور کمال نے کہا کہ یہی اولیٰ ہے۔

'لما قالوا' یہ عبارت درمختار کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خروج من السبیلین سے مراد فقط ظہور ہے جبکہ ان کے غیر سے خروج عین سیلان ہے اگرچہ بالقوہ ہو (بالفعل نہ ہو) بدیں سبب یہ صورت ہو تو فقہائے کرام نے کہا ہے کہ جب بھی وہ خون نکلے پونچھا جائے اور جب چھوڑا جائے پھر بھی جاری ہو جاتا ہو تو اس صورت میں ناقضِ وضو ہے ورنہ نہیں۔

اعلیٰحضرت ـــــ کمال اور سرخسی دونوں نے امامِ محمد علیہ الرحمہ کے قول کو ترجیح نہیں دی بلکہ کمال نے امامِ محمد علیہ الرحمہ کے قول کو اور سرخسی نے امامِ یوسف کے قول کو ترجیح دی جس طرح ردالمحتار میں ہے:۔

قال فی الفتح بعد نقلہ ذلک وفی الدرایۃ جعل

Marfat.com

جعل قول محمد اصح ومختار السرخسی الاول (ای قول ابی یوسف) وھو اولیٰ [1]

امامِ طحطاوی نے اس تحریف کو اپنایا جو بحر الرائق میں ہے[2] (جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے)

۲۸
طحطاوی ـــــ اور درایہ میں ہے کہ امام محمد علیہ الرحمہ کا قول اصح ہے۔

اعلیٰحضرت ـــــ فتح القدیر میں بھی یونہی ہے لیکن منحۃ الخالق میں ہے کہ درایہ میں اولاً امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کا قول ذکر کیا گیا ہے پھر حضرتِ امامِ محمد علیہ الرحمہ کا قول مذکور ہے، پھر کہا ہے کہ پہلا قول اصح ہے (اور پہلا قول امامِ ابو یوسف علیہ الرحمہ کا ہے) [3]

۲۹
طحطاوی ـــــ قَے جب منہ بھر کر ہو، وضو کو توڑ دیتی ہے، چاہے وہ صفرا اور سودا ہو، چاہے طعام اور پانی ہو۔ تنویر الابصار کے اس قول کی شرح میں صاحبِ درِ مختار نے فرمایا "جب یہ چیزیں معدہ تک پہنچ جائیں اگرچہ وہاں نہ ٹھہریں، نجاستِ غلیظہ ہیں، حسن نے کہا اگر کوئی شخص کھانا کھائے یا پانی پیئے پھر اسے اسی وقت قَے ہو جائے وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ طاہر ہے لہٰذا نہ تو یہ نجس ہے اور نہ ہی اس سے حدث لازم آتا ہے۔ امامِ طحطاوی فرماتے ہیں ان دونوں قولوں کی تصحیح کی گئی ہے۔

---

[1] ردالمحتار، ج۱، ص۹۱

[2] بحر الرائق، ج۱، ص۳۲

[3] منحۃ الخالق بہامش بحر الرائق، ج۱، ص۳۲

Marfat.com

اعلیٰحضرت ——— شارح (صاحبِ درِ مختار) نے جو مسلک اختیار کیا ہے
وہ ظاہر روایت ہے (یعنی طعام وغیرہ کی قئے جبکہ استقرار فی المعدہ بھی
نہ ہو، کو نجس قرار دینا، ظاہرِ روایت کے مطابق ہے)

۳۱
طحطاوی ——— حالتِ سجدہ میں سو جانے سے وضو کے ٹوٹنے میں اختلاف
ہے، بعض نے کہا ہے کہ اگر سجدہ نماز کا ہو تو مطلقاً وضو نہیں ٹوٹتا اور
نماز کے علاوہ کوئی دوسرا ہو تو پھر اگر طریقہ مسنونہ سے پڑھے تو نہیں ٹوٹے گا
ورنہ ٹوٹ جائے گا الخ

امام زیلعی نے اس بات کی تصریح کی کہ یہ قول اصح ہے اور سجدۂ
تلاوت اور سہو کے دونوں سجدے بھی سجدۂ صلبیہ کی طرح ہیں۔
نہر الفائق کے مصنف نے کہا کہ بحر الرائق میں جو اس مسئلہ پر امام زیلعی
کی تصحیح کی گئی ہے وہ سہو ہے بلکہ عقدِ فرائد میں ہے کہ حالتِ نماز میں
ساجد کا وضو اس صورت میں نہیں ٹوٹتا جب وہ ہیئتِ مسنونہ پر ہو، یہی
صحیح ہے اور محیط میں اسی طرح ہیئتِ مسنونہ کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔

اعلیٰحضرت ——— "لھٰذا" میں ھٰذا اسمِ اشارہ کا مشار الیہ "عدمِ نقض" ہے
یعنی نماز میں حالتِ سجدہ میں سو جانے سے وضو کے نہ ٹوٹنے کا قول
مطلقاً صحیح نہیں اور اس مسئلہ میں امام زیلعی کی تصحیح سہو ہے۔

۳۱
طحطاوی ——— حالتِ بیداری میں قہقہہ سے بالغ آدمی کی نماز کے بطلان کے
ضمن میں تنویر الابصار میں بطھارۃ صغریٰ اور اس کی شرح میں و لو
تیمما مذکور ہے، بعض نسخوں میں لو تیمما کے بعد صلاۃ کا لفظ
بھی ہے۔

اعلیٰحضرت ——— لفظِ صلوٰۃ کسی صاحبِ نسخہ نے درج کر دیا جیسا کہ واضح ہے،

کیونکہ یہ طہارتِ صغریٰ کی صفت ہے۔

نوٹ: پیشِ نظر نسخہ طحطاوی میں لفظِ صلوٰۃ لکھنے کے بعد کاٹ دیا گیا ہے۔

۳۲

طحطاوی ——— تنویر الابصار اور درِمختار میں ہے کہ اگر کان وغیرہ سے پیپ بغیر درد کے نکلے تو وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر درد کے ساتھ برآمد ہو تو ٹوٹ جائے گا کیونکہ درد زخم کی دلیل ہے۔ علامہ طحطاوی نے بحر الرائق کی عبارت نقل کی جس میں اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا گیا کہ پیپ وغیرہ درد کے ساتھ نکلیں یا بغیر درد کے، ناقضِ وضو ہیں کیونکہ یہ بغیر علت کے نہیں نکلتے اس پر علامہ طحطاوی نے فرمایا کہ اگر پیپ کان سے اس وقت نکلے جب زخم صحیح ہو چکا ہو، جس کی علامت درد کا نہ ہونا ہے لہٰذا حصر جائز نہیں کہ پیپ جب بھی نکلتی ہے، کسی علت کے باعث نکلتی ہے۔

اعلیٰحضرت ——— میں کہتا ہوں حصر واضح ہے کیونکہ یہ بغیر علت کے نہیں اور زخم کا صحیح ہونا اسے کالعدم نہیں کر دیتا۔

۳۳

طحطاوی ——— غسل کرتے وقت عورت پر فرجِ خارج کا دھونا واجب ہے لیکن فرجِ داخل میں اپنی انگلی داخل نہ کرے کیونکہ لبا اوقات اس طرح شہوت حاصل ہوتی ہے اس لئے انزال کا خدشہ ہے۔

اعلیٰحضرت ——— میں کہتا ہوں کہ میری یادداشت کے مطابق زاہدی نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے (یعنی عورت اپنی انگلی فرجِ داخل میں داخل نہ کرے)

۳۴

طحطاوی ——— مذکورہ بالا مسئلہ میں اتفاق کے باوجود اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا یہ نفیِ وجوب ہے یا نہی ہے۔ حلبی نے شرنبلالی سے نقل کیا کہ یہ نفیِ وجوب ہے (یعنی واجب نہیں جس کا مفاد یہ ہے کہ منع بھی نہیں) امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ میرے مطالعہ کے مطابق یہ بات بحر الرائق، نہر الفائق،

Marfat.com

فتاویٰ ہندیہ، زیلعی اور شلبی وغیرہا نے ذکر نہیں کی پس یہ قابلِ تسلیم نہیں۔

اعلیحضرت ـــــ پس ھذا المعنٰی سے مرادِ نفیِ وجوب کا مراد ہونا اور نہی کا مراد نہ لینا ہے۔

۳۵
طحطاوی ـــــ امامِ طحطاوی نے چند کتبِ فقہ کا ذکر کیا جن میں نفیِ وجوب مراد نہیں لی گئی، ان کتب میں سے بحرالرائق، نہرالفائق، فتاویٰ ہندیہ، زیلعی اور شلبی وغیرہا کتب ہیں۔

اعلیحضرت ـــــ فتح القدیر میں لفظِ لا یجب کے ساتھ مذکور ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ نفیِ وجوب ہے، نہی نہیں۔

۳۶
طحطاوی ـــــ جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہوا اور وہ (اپنی ران یا کپڑوں پر) منی یا مذی دیکھے تو چاہے احتلام یاد ہو یا نہ، غسل واجب ہوگا البتہ اگر اسے مذی ہونے کا یقین ہو یا شک ہو کہ آیا مذی ہے یا ودی (منی کے نہ ہونے کا یقین ہو) تو غسل واجب نہ ہوگا۔

امامِ طحطاوی نے بحرالرائق کے حوالہ سے فخذہ او ثوبہ کے ساتھ تشریح کی۔

اعلیحضرت ـــــ منیۃ المصلی اور فتاویٰ خانیہ میں او فی احلیلہ کا اضافہ کیا گیا ہے یعنی یا شرمگاہ کے سوراخ میں منی یا مذی پائی جائے چنانچہ منیۃ المصلی میں ہے :-

وان استیقظ فوجد فی احلیلہ بللا [1]

۳۷
طحطاوی ـــــ وجوبِ غسل کے اسباب کی بحث میں تنویرالابصار اور اس کی شرح

---

[1] منیۃ المصلی، ص ۱۴

Marfat.com

درِمختار میں ہے کہ اگر نیند سے بیدار ہونے والا شخص منی یا مذی (اپنے جسم یا کپڑے پر) دیکھے تو احتلام یاد ہو یا نہ غسل واجب ہوگا۔ مصنف تنویر الابصار پہ یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر مذی پائی جائے اور احتلام بھی یاد نہ ہو تو غسل لازم نہیں جبکہ مصنف کی عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ غسل بہرصورت واجب ہوگا، اس کے جواب میں شارح تنویر الابصار صاحبِ درمختار نے فرمایا کہ اگر مذی کا یقین ہو یا مذی اور ودی کے درمیان شک ہو تو غسل واجب نہ ہوگا۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ شارح کا قول الا اذا علم انہ مذی مصنف کے قول وان لم یتذکر سے متعلق ہے معطوف علیہ محذوف ان تذکر کے ساتھ اس کا ربط نہیں یعنی حالتِ عدمِ تذکر میں اسے یقیناً معلوم ہو کہ مذی ہے تو غسل واجب نہیں ہوگا۔ اگر اس کا تعلق محذوف ان تذکر کے ساتھ ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ غسل واجب ہے، اس لئے مؤخر الذکر کے ساتھ ربط وتعلق صحیح نہیں۔

اعلیحضرت —— شارح تنویر الابصار کے قول وان علم کا تعلق معطوف علیہ محذوف ان تذکر کے ساتھ اس لئے نہیں کہ تذکر احتلام کی صورت میں اگرچہ اسے مذی ہونے کا یقین بھی ہو، غسل واجب ہو جائے گا۔

۳۸ **طحطاوی** —— صاحب درمختار نے تنویر الابصار کے اس قول ورؤیۃ مستیقظ کے بعد فرمایا :۔

خرج رؤیۃ السکران والمغمی علیہ المذی

اور علامہ طحطاوی نے بعد افاقتھا کی قید لگائی جس کا مفاد یہ ہے کہ اگر سکران ومغمی علیہ (نشے والا یا بیہوش) بیماری سے افاقہ کے بعد منی دیکھیں تو

Marfat.com

بالاتفاق غسل واجب ہوگا۔ یہ بات المذی کی قید سے معلوم ہوئی نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مستیقظ کے مفہوم میں تفصیل ہے۔

اعلیحضرت —— یعنی مستیقظ کے مفہوم مخالف، سکران اور مغمیٰ علیہ پر غسل کے حکم میں تفصیل ہے یعنی اگر وہ افاقہ کے بعد مذی دیکھیں تو بالاتفاق غسل نہیں اور منی دیکھیں تو غسل ہے بخلاف مستیقظ کے کہ اس پر حالتِ منی میں بھی غسل واجب ہے اور حالتِ مذی میں بھی۔

۳۹

طحطاوی —— صاحبِ درمختار کی عبارت او شك انه مذی او ودی الخ کے بارے میں علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ یہ بھی مصنف (تنویر الابصار) کے کلام وان لم یتذکر الاحتلام سے ہی متعلق ہے یعنی جب اسے احتلام یاد نہ ہوا اور شک ہو کہ آیا یہ مذی ہے یا ودی، تو اس صورت میں بھی غسل واجب نہ ہوگا۔

اعلیحضرت —— یعنی یہ اسی طرح مصنف کے قول سے متعلق ہے جیسے شارح کا قول الا اذا علم اس سے متعلق ہے کہ حالتِ عدمِ تذکر میں جب مذی کا علم ہو تو غسل واجب نہ ہوگا۔

۴۰

طحطاوی —— اس پانی کے ساتھ بھی وضو جائز نہیں جس پر کوئی پاک چیز غالب آجائے، اگر وہ چیز مائع ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں، یا تو وہ اپنی صفات میں پانی کا مبائن ہوگا یا موافق یا مماثل، اگر مبائن ہو تو اکثر اوصاف کے تغیر سے پانی مغلوب ہوگا، اگر موافق ہو تو کسی ایک صفت کی تبدیلی سے اور اگر مماثل ہو، جیسے مستعمل پانی تو پھر وزن کی زیادتی سے وہ مطلق پانی پر غالب رہے گا۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ چوتھی قسم کا ذکر شارح تنویر الابصار نے

Marfat.com

نہیں کیا اور بحر الرائق میں مذکور ہے اور وہ یہ کہ اگر تمام اوصاف میں موافق نہ ہو بلکہ بعض میں مطلق پانی کے موافق ہو۔

اعلیٰحضرت —— درِ مختار کے مصنف نے مطلق پانی میں مخلوط ہونے والی پاکیزہ (مائع) چیز کو تین قسموں میں تقسیم کیا۔ تمام اوصاف میں پانی کے مخالف (مباین) تمام اوصاف میں موافق اور تمام اوصاف میں مماثل، لیکن وہ مائع چیز جو بعض صفات میں مطلق پانی کے موافق ہو، اس کا ذکر نہیں کیا جیسے امامِ زیلعی نے اور ان کے متبعین نے کہا ہے، اس (عدمِ ذکر) کی وجہ حکم میں اتحاد ہے یعنی ایک وصف کی تبدیلی سے (بھی) اس مائع چیز کے غلبہ کا حاصل ہونا لہذا اسے علیحدہ شمار نہیں کیا پس مصنف علیہ الرحمہ نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے۔

طحطاوی [۱۴] —— کثیر پانی جو جاری نہ ہو اور اس میں نجاست گر جائے جس کا اثر دکھائی نہ دیتا ہو، اس کے ساتھ وضو جائز ہے، متأخرین نے مربع کے لئے چالیس گز مدور (گول) کے لئے ۳۶ گز اور مثلث کے لئے سوا پندرہ گز مقرر کیا ہے، مثلث کی کل مساحت معلوم کرنے کے لئے علامہ طحطاوی نے ضابطہ بیان فرمایا کہ اس کے ایک ضلع کو اسی کے ساتھ ضرب دے کر حاصل ضرب کا عشر (دسواں حصہ) اور ثلث (تیسرا حصہ) نکالا جائے پھر ان دونوں کو جمع کیا جائے تو کل مساحت آجائے گی، اب ایک ضلع $\frac{1}{4}$ ۱۵ کو اسی کے ساتھ ضرب دینے سے حاصل ضرب $\frac{9}{16}$ ۲۳۲ آتے ہیں۔

اس کسر ($\frac{9}{16}$) کو طحطاوی نے نصف گز اور اگز کا $\frac{1}{8}$ قرار دیا جبکہ یہ نصف گز اور $\frac{1}{8}$ کا نصف یعنی $\frac{1}{16}$ بنتا ہے)

Marfat.com

اس کے بعد حاصل ضرب کا عشر علامہ طحطاوی نے نکالا ہے جو ۲۳ ۱۴۱/۱۶ گز ہے اور اس کسر کو علامہ طحطاوی نے نصف گز اور ۸/۱ کا نصف یعنی ۲/۵ قرار دیا، اس کے بعد حاصل ضرب کے ثلث کا ذکر نہیں (موجودہ نسخہ میں حاشیہ پر مندرج ہے اور وہ ۷۷ ۲۵/۴۸ گز ہے) اب عشر اور ثلث کو جمع کرنے سے ایک سو گز پورے اور ۳/۴ گز نیز کچھ اور جو ربع سے بھی کم ہے، حاصلِ جمع آتا ہے جو اس حوض کی کل مساحت ہے جو مثلث کی شکل میں ہے۔

اعلیحضرت —— آپ فرماتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عبارت رہ گئی ہے پھر آپ نے وہ عبارت نقل فرمائی (جدید نسخہ میں حاشیہ پر وہ عبارت موجود ہے) جس میں علامہ طحطاوی کے لفظِ سدس ثمن ذراع کی تصحیح کرتے ہوئے نصف ثمن ذراع درج فرمایا یعنی ۹/۱۶ نصف ذراع اور نصف ثمن ہے نہ نصف اور سدس ثمن اور پھر حاصل ضرب کا ثلث جو حاشیۃ الطحطاوی میں رہ گیا تھا، درج فرمایا، البتہ جدید نسخہ میں حاشیہ پر جو ثلث دیا گیا ہے اس میں اور اعلیحضرت کے تحریر کردہ ثلث میں الفاظ کا فرق ہے البتہ مفہوم دونوں کا ایک ہے، اعلیحضرت کا تحریر کردہ ثلث ۷۷ ۶۵۱/۱۲۵ اور طحطاوی کے حاشیہ کے مطابق ۷۷ ۲۵/۴۸ اور یہ کسر نصف ذراع اور ۱/۸ کا چھٹا حصہ ہے۔
(تفصیل کے لئے دیکھئے فتاوی رضویہ ج۱ ص۳۲۲)

۴۲

طحطاوی —— ظاہرِ روایت کے مطابق وضو کا مستعمل پانی پاک ہے اگرچہ جنبی سے ہو لیکن اس کا پینا اور اس سے آٹا گوندھنا مکروہ تنزیہی ہے اور روایت نجاست کے مطابق مکروہ تحریمی ہے (تنویر الابصار مع الدر المختار)

امامِ طحطاوی فرماتے ہیں بحر الرائق میں ہے کہ روایت نجاست کے مطابق حرام ہے کیونکہ قرآنِ پاک میں فرمایا ویحرم علیہم الخبائث اور انہی

سے نجاست بھی ہے الخ اور شارح (صاحبِ درِمختار) نے امام محمد رحمہ اللہ کا قول اختیار کرتے ہوئے کہ کراہتِ تحریمہ عین حرام ہے، اسے مطلق بیان کیا۔

حضرت ——— میں کہتا ہوں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ شارح نے قطعیت اور ظنیت کا فرق اختیار کیا کہ دلیل قطعی کے ساتھ ممانعت حرام اور دلیل ظنی کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے اور دونوں قول اجتہاد کے مطابق ہیں، کسی کے بارے میں قطعی بات نہیں کہی جاسکتی۔

۴۳

اوی ——— اگر کنوئیں میں چوہا وغیرہ گر جائے اور وقت معلوم نہ ہو تو جب سے وہ گرا، پانی ناپاک شمار کیا جائے گا ورنہ ایک دن اور رات سے، بشرطیکہ وہ پھولا نہ ہوا اور یہ حکم وضو اور غسل کے بارے میں ہے لیکن اس پانی سے جو آٹا گوندھا گیا اسے کتوں کے آگے ڈال دیا جائے اور کہا گیا ہے کہ بیچ دیا جائے۔ یہ امام شافعی کا مسلک ہے (درِمختار)

امامِ طحطاوی فرماتے ہیں، داؤدی مذہب رکھنے والوں کے نزدیک بھی یہی ہے جس طرح بحرالرائق میں ہے اور یہ اس لئے کہ ان کے نزدیک پانی فی الحال نجس ہوگا، پہلے کا اعتبار نہیں۔

حضرت ——— شافعیہ اور داؤدیہ کے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ شافعیہ کے نزدیک پانی جب قلتین (دو مٹکوں) کو پہنچ جائے تو ناپاک نہیں ہوتا اور ظاہر یہ داؤدیہ کے نزدیک مطلقاً ناپاک نہیں ہوتا۔

۴۴

اوی ——— تیمم کے ارکان اور شرائط کے بیان میں صاحبِ درِمختار فرماتے ہیں کہ نیت، تیمم کی شرائط میں سے ہے۔

امامِ طحطاوی فرماتے ہیں کہ زمین پر ضرب کے وقت نیت کی جائے جس طرح نورالایضاح میں ہے ووقتها عند ضرب يده على ما يتيمم به[۱]

[۱] حاشیۃ الطحطاوی، ج۱، ص۱۲۴

Marfat.com

اعلیحضرت ـــــــ یعنی اگر کسی شخص نے ضرب کے وقت نیت نہ کی بلکہ ضرب کے بعد نیت کی تو اس کا کیا حکم ہے ؟ اسے امام طحطاوی نے اپنے قول بضربتین کے قریب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے :

لو احدث بعد الضرب او نوی بعدہ لا یجزیہ[1]

اگر ضرب کے بعد بے وضو ہو گیا یا ضرب کے بعد نیت کی تو تیمم جائز نہیں۔

۴۵ طحطاوی ـــــــ شارح تنویر الابصار، صاحب درمختار فرماتے ہیں :

ومعادن فی محالها فیجوز بتراب علیها

" معدنیات جو اپنی جگہ پر ہیں ان پر چڑھی ہوئی مٹی سے تیمم جائز ہے "

یعنی خود معدنیات سے کسی صورت میں جائز نہیں، چاہے اپنے مقام پر ہوں یا منتقل کئے گئے ہوں، صرف ان پر لگی ہوئی مٹی سے جائز ہے۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ فیجوز پر " ف " تفریع لانے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ پہلے معدنیات کا ذکر ہے اور بعد میں مٹی کا ذکر ہے۔

اعلیحضرت ـــــــ آپ فرماتے ہیں کہ یہ فائے تفریع نہیں بلکہ فی محالها سے جو نفی ثابت ہوتی ہے اس کی علت کے طور پر فار لائی گئی ہے یعنی فی محالها کہہ کر نفسِ معدنیات سے تیمم کے جواز کو مطلقاً منتفی کیا گیا ہے، چاہے وہ اپنے مقام پر ہوں یا کسی دوسرے مقام پر منتقل کئے گئے ہوں اور اس کی علت یہ ہے کہ تیمم مٹی سے ہو سکتا ہے، اور جب معدنیات

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی، ج ۱، ص ۱۲۴

Marfat.com

مٹی نہیں ہیں تو ان سے بھی تیمم ناجائز ہو گا، فتح القدیر اور بحر الرائق میں یونہی ہے۔

۴۶
طحطاوی ——— درمختار میں ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی دوسرا آدمی تیمم کرائے تو مٹی پر تین ضربیں مارے، ایک چہرے کے لئے اور دو دونوں ہاتھوں کے لئے، حالانکہ اس سے قبل مصنف کے قول بضربتین کے ساتھ ہی ولو من غیرہ کی قید گزر چکی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف دو ہی ضربیں ہوں گی اگرچہ غیر سے تیمم کرائے۔

اعلیٰحضرت ——— آپ نے درمختار کی کلام میں تضاد واضح کر کے تین ضربوں کی وجہ بیان فرمائی۔ (فرمایا) شاید تین ضربوں کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر جب کوئی شخص کسی اور کو تیمم کراتا ہے تو وہ اپنے ہاتھوں سے اسکے دونوں ہاتھوں کا مسح کرتا ہے، پس جب ضرب ثانی کے ساتھ اس نے اس کے دائیں ہاتھ کا مسح کیا تو مٹی مستعمل ہو گی لہذا بائیں ہاتھ کیلئے تیسری ضرب کی ضرورت پڑے گی، پس خود تیمم کرنے اور تیمم کروانے میں یہی فرق ہے۔

۴۷
طحطاوی ——— صلوٰۃ کسوف اور سننِ مؤکدہ اگرچہ صبح کی سنتیں ہوں، جب ان کے فرائض کے بغیر فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہیں، اس کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں، مثلاً ایک صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہو کہ وضو کرنے سے تنگیٔ وقت کے سبب سنتیں فوت ہو جائیں گی اور اگر تیمم کرنے تو سنت اور فرض دونوں اس کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن اس سے یہ لازم آئیگا کہ فرض بھی تیمم کے ساتھ پڑھے جائیں گے حالانکہ پانی کی موجودگی میں عبادت کے فوت ہونے کے خوف سے تیمم دوسری عبادت کو کفایت

Marfat.com

نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ دوسری عبادت ایسی نہ ہو جس کے بلا بدل فوت ہونے کا خوف ہو (مثلاً عید کی نماز وغیرہ) اب دو عبادتوں کے درمیان اتنا وقت نہیں کہ طہارت حاصل ہو جائے اور صبح کے فرض بدل کی طرف فوت ہو رہے ہیں (یعنی ان کی قضا ہے) لہٰذا یہ فرض اس تیمم سے ادا نہیں کیے جا سکتے اور اگر ہم سنت کی ادائیگی کے بعد پانی سے طہارت لازم قرار دیں تو صبح کے فرضوں کی ادائیگی فوت ہو رہی ہے۔ اور یہ سنتوں کی وجہ سے ہوا لہٰذا یہ باطل ہے (حلبی)

امام محمد علیہ الرحمہ کے قول پر یہ صورت بن سکتی ہے کہ سورج کے بلند ہونے پر قضا کرے اور وہ اس طرح کہ زوال سے قبل تک ہو فرض کیونکہ اگر وہ وضو کرے تو وقت نکل جائے گا اور اگر تیمم کرے تو ادا ممکن ہے پس تیمم کر کے شروع کر دے۔

بعض نے یہ صورت بیان کی ہے کہ پانی کی عدم موجودگی کے سبب فرضوں کے لئے تیمم کیا، صبح کی سنتیں شروع کیں پھر قعود بقدر تشہد سے پہلے پانی مل گیا، اب وقت اتنا ہی ہے کہ جس میں وضو کیا جا سکتا ہے اور صرف دو فرض پڑھے جا سکتے ہیں پس وہ اسی تیمم سے سنتوں کو پورا کرے اور پھر وضو کر کے فرض پڑھے اور پانی مل جانے کے باوجود سنتوں کو نہ توڑے کیونکہ ایسا کرے گا تو صبح کی سنتیں (اکیلی) فوت ہو جائیں گی، اب یہاں اسبابِ رخصت مختلف ہیں پہلا سبب رخصت پانی کا نہ ہونا تھا اور اب وقت کی تنگی ہے۔

اعلیحضرت —— یعنی اب اس تیمم کے ساتھ سنتوں کو پورا کرے اور وضو کر کے (وقت نہ ہونے کے سبب) صبح کے فرض ظہر کے وقت قضا کرے

Marfat.com

طحطاوی ۴۸ ـــــ اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب کوئی کافر اسلام لانے کے لئے تیمم کرے تو آیا یہ تیمم درست ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ کے نزدیک یہ درست ہے اور اس تیمم سے نماز بھی جائز ہے اور امام ابو حنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ تیمم میں نیت شرط ہے اور کافر کی نیت صحیح نہیں۔

امام طحطاوی نے بحرالرائق کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اس تیمم کے ساتھ نماز کا صحیح نہ ہونا متفق علیہ مسئلہ ہے اور امام ابو یوسف نے تو یہ فرمایا کہ یہ اسلام لانے کے لئے صحیح ہے۔

اعلیٰحضرت ـــــ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک کافر کا تیمم اسلام لانے کے لئے صحیح ہے اور اس کے ساتھ ادائیگی نماز بھی درست ہے، بحرالرائق میں اس کی تصریح ہے اور وہ یہ ہے :۔

روی عن ابی یوسف اذا تیمم ینوی الاسلام جاز حتی لو اسلم لا یجوز لہ ان یصلی بذالک التیمم عند العامۃ وعلی روایۃ ابی یوسف جاز ؎۱

طحطاوی ۴۹ ـــــ اگر کسی مقام پر جنبی، حائض، بے وضو اور میت ہوں اور پانی صرف ایک کو کفایت کرتا ہو تو اس کے استعمال کا کون زیادہ مستحق ہے؟ اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ اگر پانی مباح ہو تو جنبی اولیٰ ہے، اگر ان میں سے کسی ایک کی ملکیت ہو تو وہ خود استعمال کرے اور اگر ان سب میں مشترک ہو تو میت کے لئے صرف کیا جائے اور باقی تیمم کریں۔ اس کی مختلف وجوہات

؎۱ حاشیہ طحطاوی، ج ۱، ص ۱۳۰

ہیں :-

(i) تجہیزِ میت میں جلدی مطلوب ہے۔

(ii) میت کے لئے پانی کا حصول ناممکن ہے۔

(iii) میت کی جانب سے اپنے حصے کی عطا ناممکن ہے۔

امام طحطاوی نے اعتراض کیا کہ جب مشترکہ پانی میت پر صرف کیا جاتا ہے تو مباح پانی کا صرف کرنا تو اولیٰ ہوگا۔

اعلیٰحضرت —— شاید یہاں میت کے لئے مشترکہ پانی کے استعمال کا حکم تیسری دلیل پر مبنی ہے یعنی میت کی طرف سے عطا کا عدمِ جریان اور مباح پانی میں یہ دلیل جاری نہیں ہوتی لہٰذا وہاں جنبی اولیٰ ہے۔

٥٠

طحطاوی —— ایک ہی جگہ سے ایک پوری جماعت تیمم کر سکتی ہے کیونکہ مٹی مستعمل نہیں ہوتی اور اگرچہ وہ مٹی موجود ہاتھوں سے لگی ہوئی ہے یہاں تک کہ اگر تیمم کرنے والوں کے ہاتھوں سے مٹی کو جھاڑ کر جمع کیا جائے تو اس کے ساتھ بھی تیمم جائز ہے۔

اعلیٰحضرت —— مٹی استعمال کی صفت سے موصوف نہیں ہوتی، علامہ شامی نے نہر الفائق، حلیہ اور غنیہ کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ جو مٹی ہاتھوں کے ساتھ لگی ہو اور اس کے ساتھ مسح کرے تو وہ مستعمل ہو جائیگی البتہ وہ جگہ مستعمل نہیں ہوگی جہاں سے تیمم کیا گیا [1]

(اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں) ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تحقیق کی ہے کہ صحیح یہ ہے کہ مطلقاً مٹی مستعمل نہیں ہوتی، ہمارے فتاویٰ (فتاویٰ رضویہ) میں ملاحظہ کریں۔

---

[1] شامی، ج ۱، ص ۱۶۹

Marfat.com

طحاوی ۵۱ —— نواقضِ تیمم کے سلسلے میں صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا
و ناقضہ ناقض الاصل، علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ مطلق تیمم چاہیے حدثِ اصغر سے ہو یا حدثِ اکبر سے، ناقضِ وضو سے ٹوٹ جاتا ہے، چاہے صرف ناقضِ وضو پایا جائے یا ناقضِ غسل اور ناقضِ وضو دونوں پائے جائیں، لہٰذا اگر ناقضِ وضو پایا گیا تو وہ آدمی محدث کہلائے گا جنبی نہیں ہوگا اور اگر ناقضِ غسل پائے گئے تو اس پر جنبی کا اطلاق ہوگا، محدث کا اطلاق نہ ہوگا فیصیر جنبا لا محدثا چاہے وہ تیمم حدث سے کیا ہو یا جنابت سے۔

اعلیحضرت —— علامہ طحاوی کے قول لا محدثا کی وضاحت کرتے ہوئے اعلیحضرت فرماتے ہیں کہ محدث بحدثِ اصغر مراد ہے (یعنی محدث تو ہوگا مگر حدثِ اکبر کے ساتھ نہ کہ حدثِ اصغر کے ساتھ) اگرچہ ہر جنبی محدث ہے۔

اسی سے علامہ طحاوی کا نقل کردہ وہ اعتراض دور ہو گیا کہ جب ایک آدمی جنبی ہوگا تو وہ محدث ضرور ہوگا (جواب کی تفصیل یہ ہے کہ جنبی محدث ضرور ہے لیکن حدثِ اصغر کے ساتھ نہیں بلکہ حدثِ اکبر کے ساتھ)

طحاوی ۵۲ —— زخمی ہاتھوں والے شخص کو اگر ایسا شخص مل جائے جو وضو کرائے، تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک غیر سے مدد مستحب ہے اور صاحبین کے نزدیک فرض ہے اور اس اختلاف کی وجہ یہ سوال ہے کہ آیا قدرتِ غیر سے یہ شخص قادر شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ (حلبی)

اعلیحضرت —— امام ابوحنیفہ کے نزدیک قادر شمار نہیں کیا جائیگا اور

Marfat.com

صاحبین کے نزدیک شمار کیا جائے گا اور ردالمحتار میں ہے کہ امام صاحب کے نزدیک قدرت کا عدمِ اعتبار مطلقاً نہیں بلکہ بعض مواضع میں ہے۔[1]

طحطاوی ۵۳ —— حیض کی کم سے کم مدت تین دن رات ہے اور اس کا اندازہ ساعتِ فلکی کے ساتھ کیا جائے گا (تنویرالابصار مع الدرالمختار) علامہ طحطاوی ساعتِ فلکی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی ہر ساعت پندرہ درجہ کی ہوتی ہے۔

اعلیحضرت —— یعنی ایک ساعت میں کوکبِ ثابت کی حرکتِ غربیہ پندرہ درجہ ہوگی اور کوکب ثابت اور آفتاب کی حرکت کے درمیان اتنا تفاوت ہوگا جس قدر ایک ساعت میں سیرِ وسط کے ساتھ سورج چلتا ہے اور وہ (اسیر شمس) دو دقیقے ۲۹ ثلثیے ۳۳ ثالثے، ۳۲ رابعے اور ۳۸ خامسے ہیں۔

طحطاوی ۵۴ —— حدیثِ پاک میں جو آیا ہے کہ بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا کہا جائے گا اور جب دس سال کا ہو جائے تو اسے نماز نہ پڑھنے پر مارا جائیگا۔ اس پر علامہ طحطاوی استفسار کرتے ہیں کہ کیا سات سال کے بچے کو نماز کا حکم دینا اسی طرح واجب ہے جیسے دس سال کے بچے کو مارنا واجب ہے اور کیا ہر صورتِ وجوب میں وجوبِ اصطلاحی مراد ہے یا وجوب فرض کے معنی میں ہے؟

اعلیحضرت —— علامہ شامی نے بیان کیا ہے کہ ہاں کیونکہ امر ہے اور امر وجوب کے لئے آتا ہے اور وجوب سے استحباب کی طرف پھیرنے والی کوئی علت نہیں۔ علامہ شامی نے یونہی یہ بھی بیان کیا کہ وجوب اپنے اصطلاحی معنی

---

[1] ردالمحتار، ج ۱، ص ۵۰۹، باب صلوٰۃ المریض

Marfat.com

فرض کے معنٰی میں نہیں کیونکہ حدیث ظنی ہے قطعی نہیں، علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :۔

وظاہر الحدیث ان الامر لابن سبع واجب کالضرب والظاہر ایضا ان الوجوب بالمعنی المصطلح علیہ لا بمعنی الافتراض لان الحدیث ظنی ؎۱

۵۵

طحطاوی ——— خزانہ میں ہے کہ جب ظہر کا وقت حدِ اختلاف میں داخل ہو جائے یعنی ہر چیز کا سایہ اس کی ایک مثل ہو جائے تو یہ وقت مکروہ ہے۔

اعلیٰحضرت ——— اسی کتاب حاشیۃ الطحطاوی کے ص ۱۷۹، نیز بحر الرائق کے حوالہ سے مذکور ہے کہ وقتِ ظہر میں کوئی کراہت نہیں (اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں) اور یہی زیادہ بہتر ہے جیسا کہ میں نے ردالمحتار کے حاشیہ پر تحقیق کی ہے۔

بحر الرائق کی عبارت یہ ہے :۔

لان الفجر والظہر لا کراھۃ فی وقتہما ؎۲

۵۶

طحطاوی ——— اذان میں ترجیع نہیں یعنی اول آہستہ آواز سے شہادتین کہنا اور پھر بلند آواز سے کیونکہ اذان سے مقصود اعلان ہے اور آہستہ آواز سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا، بحر الرائق میں اسے مباح قرار دیا گیا ہے جبکہ صاحب الملتقیٰ اور قہستانی نے مکروہ کہا ہے۔ علامہ طحطاوی کہتے ہیں کہ کراہت کا قول مقدم ہے جیسا کہ حلبی میں ہے۔

؎۱ ردالمحتار ج ۱، ص ۲۳۵ کتاب الصلوٰۃ

؎۲ حاشیۃ الطحطاوی ج ۱، ص ۱۷۹ و بحر الرائق، ج ۱، ص ۲۴۹

Marfat.com

اعلیٰحضرت —— ملتقیٰ سے مراد ملتقی الابحر ہے جو قابلِ اعتماد چار متون، قدوری، مختار، کنز، وقایہ، کا جامع متن ہے اور اس کے مصنف امام علامہ ابراہیم بن محمد حلبی (م ۹۵٦ھ) ہیں جو منیۃ المصلی کی دو شرحوں کبیر اور صغیر کے مصنف ہیں۔

٥٧ **طحطاوی** —— اذان و اقامت کے ساتھ تکرارِ جماعت میں کوئی حرج نہیں، شارح تنویر الابصار (صاحب درِ مختار) کا قول لا بأس سے پتہ چلا کہ عدمِ تکرار اولیٰ ہے۔

اعلیٰحضرت —— عدمِ تکرار اولیٰ نہیں بلکہ تکرار افضل ہے جیسے ردالمحتار میں خزائن الاسرار کے حوالے سے قاضی خاں کی عبارت نقل کی گئی اور وہ یہ ہے :-

یکرہ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلۃ باذان و اقامۃ الا اذا صلی بہما فیہ اولا غیر اھلہ و اھلہ لکن بمخافتۃ الاذان و لو کرر اھلہ بدونہما اوکان مسجد طریق جاز اجماعا کما فی مسجد لیس لہ امام ولا موذن ویصلی الناس فیہ فوجا فوجا فان الافضل ان یصلی کل فریق باذان و اقامۃ علیٰحدۃ کما فی امالی قاضیخان لہ

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں :-

ویکرہ تکرار الجماعۃ باذان و اقامۃ فی مسجد

لہ ردالمحتار، ج۱ ص ۳۷۱، باب الامامۃ

Marfat.com

محلة لا فی مسجد طریق او مسجد لا امام لہ ولا مؤذن اما اذا کررت بغیر اذان فلا کراھۃ مطلقا سواء کان مسجد محلۃ او غیرہ وعلیہ مسلمون (المجتبیٰ) [1]

عدمِ جواز کے وہم کو دور کرنے کے لئے لا بأس لایا گیا اور جواز کی طرف اشارہ فرمایا۔

٥٨

طحطاوی —— امام کے مصلّٰی کے اوپر کھڑا ہونے تک مؤذن بیٹھا رہے (یعنی جب امام مصلّٰی پر آجائے تو پھر کھڑے ہو کر تکبیر کہے۔

اعلیٰحضرت —— فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) میں کھڑے ہو کر امام کی انتظار کرنے کو مکروہ لکھا ہے، فتاویٰ ہندیہ کی عبارت یہ ہے:۔

اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ حی علی الفلاح [2]

٥٩

طحطاوی —— شرائطِ نماز میں سے چھٹی شرط استقبالِ قبلہ ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں، کعبۃ اللہ کے سامنے کھڑا ہونے والے کے لئے عین کعبہ کو دیکھنا اور غیر معاین کے لئے جہتِ قبلہ کی طرف منہ کرنا اس کی صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ نمازی کے چہرہ سے ایک خط زاویہ قائمہ پر اُفق کی طرف فرض کیا جائے جو کعبۃ اللہ پر سے گزرے اور ایک دوسرا خط جو دائیں بائیں اس خط کو دو قائمہ زاویوں پر قطع کرے

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی، ج ا، ص ٢٤٠

[2] فتاویٰ ہندیہ، ج ا، ص ٥٧، باب الاذان

Marfat.com

(درمختار)۔ علامہ طحطاوی نے الدرر کے حوالے سے لکھا :

"ایک یہ کہ وہ خط جو نمازی کی پیشانی سے نکلے اور اس خط سے مل جائے جو کعبۃ اللہ سے سیدھا گزرتا ہے، اس سے دو زاویے قائمے حاصل ہوں گے جس کی صورت یہ ہے :۔

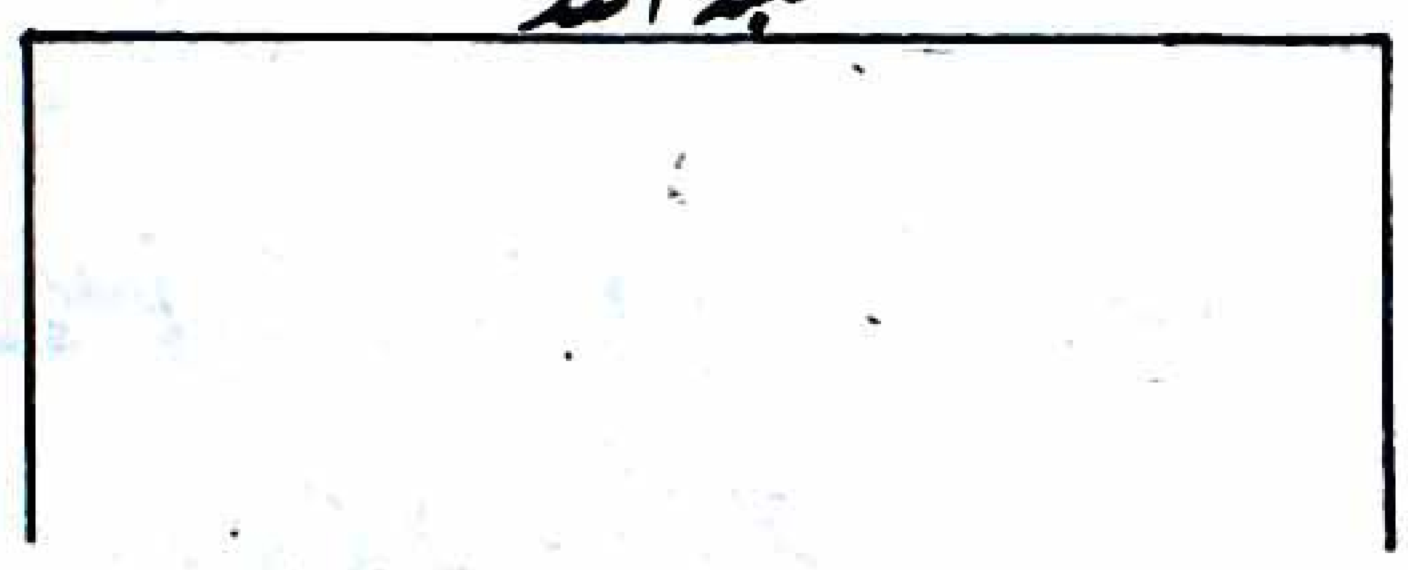

ایک زاویہ اس خط سے پیدا ہوگا جو کعبۃ اللہ سے گزرتا ہے اور ایک قائمہ زاویہ اس خط سے حاصل ہوگا جو نمازی کی پیشانی سے نکلتا ہے، اس سے دو زاویے قائمے پیدا ہوتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کعبۃ اللہ ان دو خطوں کے درمیان واقع ہو جو دماغ میں جا ملتے ہیں، پھر آنکھوں کی طرف نکلتے ہیں جیسے مثلث کے دو ضلعے ہوتے ہیں، اس کی صورت یہ ہے :۔

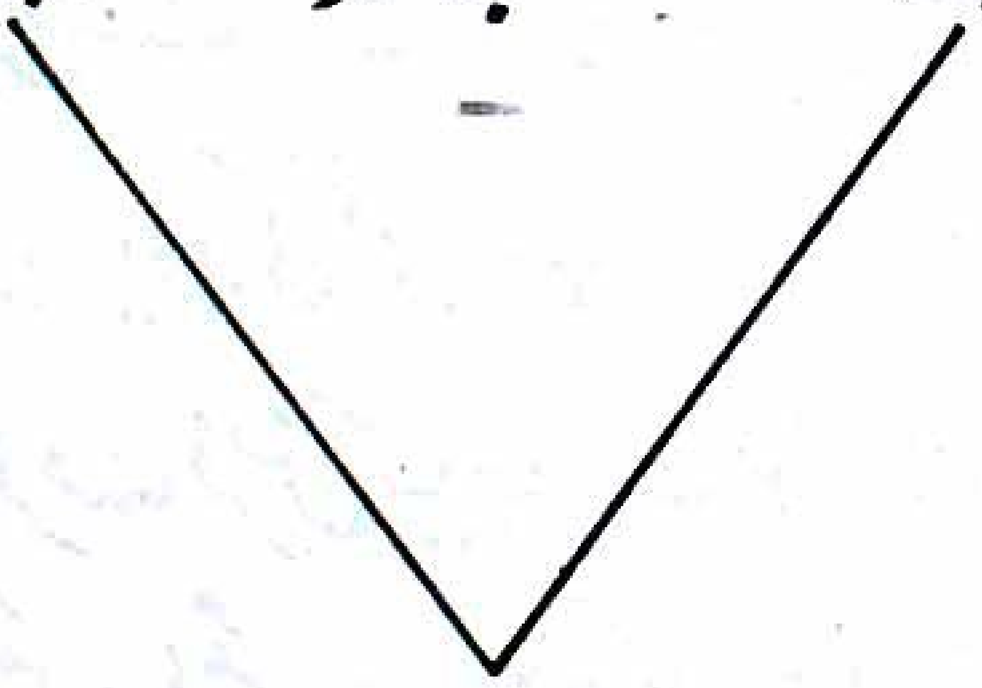

اعلیٰحضرت ——— کہا جاتا ہے کہ صورتِ مسئلہ اس طرح نہیں جس طرح علامہ طحطاوی نے سمجھا بلکہ کعبۃ اللہ سے گزرنے والے خط سے مراد وہ خط ہے جو

Marfat.com

اس کے دونوں پہلوؤں سے دائیں بائیں گزرتا ہے اور دو قائمہ زاویوں سے مراد وہ زاویے ہیں جو نمازی کی پیشانی سے نکلنے والے خط کے دونوں طرف وہاں پیدا ہوتے ہیں جہاں یہ خط کعبۃ اللہ سے گزرنے والے خط سے ملتا ہے۔

علامہ شامی یہی سمجھے اور انہوں نے الدرر کی اس تصویر کو توجیہ تحقیقی پر محمول کیا جس طرح ہم نے شامی کے حاشیہ پر بیان کیا لیکن اقرب بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں صورتیں (جو الدرر میں بیان ہوئیں) توجیہ تقریبی کے لئے ہیں (تحقیقی کے لئے نہیں) اور جبین کا معنی پیشانی (جبہہ) کی دونوں طرفیں ہیں اور انہیں جبین کہتے ہیں (لیکن ایک جبہہ میں دو جبین ہیں) اسی طرح قاموس اور ردالمحتار[1] میں ہے، اس صورت میں وہی صورت صحیح ہوگی جو علامہ طحطاوی نے نقش فرمائی۔

۶۰

طاوی ——— یہ دوسری صورت کا ذکر ہے جو اوپر بیان ہو چکی

لحضرت ——— بہتر وہی ہے جو الدرر میں ہے (اس کا ذکر بھی پیچھے علامہ شامی کے حوالے سے ہو چکا ہے۔ مرتب)

۶۱

لحطاوی ——— آخری قعدہ کے بارے میں اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے صاحب درِ مختار نے کہا کہ (یہ رکن نہیں بلکہ) ظاہر یہ ہے کہ یہ شرط ہے کیونکہ یہ نماز سے خروج کے لئے مشروع ہوا جس طرح تحریمہ شروع نماز کے لئے مشروع ہے اس پر علامہ طحطاوی نے نہر الفائق کی عبارت بطورِ دلیل پیش کی کہ اگر قعدہ اخیرہ رکن ہوتا تو نماز کی ماہیت اس پر موقوف ہوتی حالانکہ اس پر ماہیتِ نماز موقوف نہیں، اسی لئے اگر کوئی شخص قسم اٹھائے کہ وہ نماز

---

[1] فان الجبین طرف الجبهة وهما جبینان (ردالمحتار، ج ۱، ص ۲۲۸)

Marfat.com

نہیں پڑھے گا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے حانث ہو جائیگا۔[1]

علامہ طحطاوی مزید لکھتے ہیں، کیا قعدۂ اخیرہ کے بارے میں وہ بات کہی جا سکتی ہے جو تحریمہ کے بارے میں کہی جاتی ہے (یعنی شرائط کی رعایت نہ کرنا کیونکہ تحریمہ میں شرائطِ نماز کی رعایت تحریمہ کے رکن ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ قیام فرض ہے) لہٰذا جب قعدۂ اخیرہ میں رعایتِ شروط کے سلسلہ میں کوئی اعتراض نہیں ہوا جبکہ تحریمہ میں شرائط کی رعایت باعثِ قیل وقال ہے تو معلوم ہوا کہ قعدۂ اخیرہ تحریمہ کی طرح نہیں لہذا اس کے رکن ہونے کے بارے میں اس طرح کا اختلاف اور بحث وتمحیص نہیں ہے جس طرح تحریمہ کے بارے میں ہے۔

اعلیٰحضرت ——— اعلیٰحضرت تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ علامہ طحطاوی پر رحم فرمائے کہ کس طرح "المسائل الاثنی عشریہ" مشہورہ آپ کے ذہن سے نکل گئے۔ ان مسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ قعدۂ اخیرہ رکن ہے کیونکہ قعدۂ اخیرہ میں ان بارہ باتوں کا پیدا ہونا نماز کو توڑ دیتا ہے۔

مختصر القدوری میں "المسائل الاثنی عشریہ" کا ذکر اس طرح ہے :۔

وان رأی المتیمم الماء فی صلوٰتہ بطلت صلوٰتہ وان رآہ بعد ما قعد قدر التشہد او کان ماسحا فانقضت مدۃ مسحہ او خلع خفیہ بعمل قلیل او کان امیا فتعلم سورۃ او عریانا فوجد ثوبا او مومیا فقدر علی الرکوع والسجود او تذکر ان علیہ صلوٰۃ قبل

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی، ج ا، ص ۲۰۳

هٰذہ او احدث الامام القاری فاستخلف امیا او طلعت الشمس فی صلوٰۃ الفجر او دخل وقت العصر فی الجمعۃ او کان ماسحا علی الجبیرۃ فسقطت عن برء او کانت مستحاضۃ فبرأت بطلت صلوٰتہم فی قول ابی حنیفۃ وقال ابو یوسف و محمد تمت صلوٰتہم فی ہٰذہ المسائل[1]

حلیہ میں بدائع کے حوالے سے منقول ہے کہ قعدۂ اخیرہ کے لئے وہ شرائط ہیں جو باقی ارکان کے لئے ہیں۔

٦٢

طحطاوی ——— مقتدی پر امام کی اتباع کس کس بات میں واجب ہے؟ حلبہ میں ہے کہ واجباتِ نماز میں واجب ہے سنن میں نہیں کیونکہ ان کی ادائیگی واجب نہیں۔ امامِ طحطاوی فرماتے ہیں کہ واجب کے علاوہ اس غیر واجب میں بھی اتباعِ امام ضروری ہے جو منسوخ نہیں ہوا۔ کما یأتی قریبا کہہ کر علامہ طحطاوی نے اس کے کچھ بعد فرمایا :۔

اعلم ان المتابعۃ واجبۃ فی الواجب وفی غیر الواجب الذی لم ینسخ کالزیادۃ علی الثلاث فی تکبیرات العیدین۔

اعلیحضرت ——— جو کچھ امامِ طحطاوی نے دوبارہ ذکر کیا وہ بھی نقل کی طرف منسوب نہیں اور جو تحقیق علامہ شامی نے فرمائی وہ اقرب ہے یعنی سنت میں متابعتِ امام سنت ہے چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں :۔

---

[1] مختصر القدوری، ص ٤٦، باب صفۃ الصلوٰۃ

Marfat.com

فعلم من ھذا ان المتابعۃ لیست فرضا بل

تکون واجبۃ فی الفرائض والواجبات العقلیۃ

وتکون سنۃ فی السنن [1]

ہاں ارکانِ اربعہ میں متابعت ہر مشروع میں واجب ہے۔

۶۳
طحطاوی ——— امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ حلبی نے فرض میں متابعت کو فرض قرار دیا ہے حالانکہ (مطلق) ایسا نہیں بلکہ (اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ) اگر مطلقاً فرض کی ادائیگی مراد ہے چاہے امام کے ساتھ ہو یا بعد میں، تو پھر بات ٹھیک ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ امام کے ساتھ مل کر فرض کی ادائیگی فرض ہے تو یہ قطعاً واجب ہے۔

اعلیحضرت ——— میں کہتا ہوں یہ واجب نہیں بلکہ واجب عدمِ تاخیر ہے بایں معنیٰ کہ مقتدی کا فعل امام کے اس فعل سے فراغت کے بعد نہ ہو لیکن جہاں تک قِران کا تعلق ہے تو وہ سنت ہے جس طرح علامہ شامی نے تحقیق فرمائی، علامہ شامی فرماتے ہیں :-

والمتابعۃ المقارنۃ بلا تعقیب ولا تراخ

سنۃ عندہ لاعندھما [2]

۶۴
طحطاوی ——— ایک شخص نے نماز شروع کی، ابھی فاتحہ (مکمل یا بعض) پڑھی تھی کہ دوسرے شخص نے اس کی اقتدار کی، تو اب بوجہ امامت جہری نماز میں جہر واجب ہے لیکن اگر باقی قراءت میں جہر کرے تو لازم آئے گا کہ ایک ہی

---

[1] ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۶ (مہم فی تحقیق متابعۃ الامام)

[2] ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۱۷ (مطلب - مہم فی تحقیق متابعۃ الامام)

Marfat.com

نماز میں بلند اور آہستہ آواز کی قرات جمع ہو جائے، یہ امر شنیع ہے اور اگر آہستہ پڑھے تو وجوبِ جہر کے بعد عدمِ جہر لازم آتا ہے لہذا پڑھی ہوئی قرات کو لوٹائے۔ امام طحطاوی فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ اعادہ میں اول کی موافقت کرے یعنی آہستہ پڑھے۔

اعلیحضرت ——— میں کہتا ہوں کہ اس طرح کیسے ہو سکتا ہے جبکہ غنیہ میں اسی مسئلہ کے بعد مذکور ہے کہ اگر اس نے ایک یا زیادہ آیات آہستہ پڑھی ہوں تو نماز کو بلند قرات کے ساتھ پوری کرے اور پڑھی ہوئی قرات کو دوبارہ نہ پڑھے اور جس طرح ردالمحتار میں ہے :-

وقیل لم یعد وجھر فیما بقی من بعض الفاتحۃ او السورۃ کلھا او بعضھا کما فی المنیۃ [1]

۶۵

طحطاوی ——— امامت کے باب میں صاحبِ درمختار نے فرمایا کہ امامتِ صغرٰی میں مقتدی کی نماز کا امام کی نماز کے ساتھ ربط دس شرائط کے ساتھ ہے [2] جن میں سے ایک پر امام کی نماز کا صحیح ہونا ہے۔

اس کی تفصیل میں علامہ طحطاوی نے فرمایا کہ اگر مقتدی کو امام کے بارے میں ایسی بات معلوم ہو جو خود امام کے نزدیک مفسدِ نماز ہے جس طرح عورت کو ہاتھ لگانا اور امام کو اس حالت کا علم نہیں (کہ اس نے عورت کو چھوا) تو اکثر

---

[1] ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۵۷

[2] نیۃ المؤتم الاقتداء واتحاد مکانھما وصلاتھما وصحۃ صلاۃ امامہ وعدم محاذاۃ امراۃ وعدم تقدمہ علیہ بعقبہ وعلمہ بانتقالاتہ وبحالہ من اقامۃ وسفر ومشارکتہ فی الارکان وکونہ مثلہ او دونہ فیھا۔ (حاشیۃ الطحطاوی، ج ۱، ص ۲۳۹)

Marfat.com

کے قول پر اس مقتدی کے لئے اس کی اقتدار جائز ہے اور ایک جماعت نے، جن میں ہندوانی بھی ہیں، عدمِ جواز کا قول کیا ہے کیونکہ امام کے نزدیک یہ نماز باطل ہے لہٰذا تبعاً مقتدی کی نماز بھی باطل ہے۔

امامِ طحطاوی فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے ہندوانی کے قول سے یہ سمجھا کہ فقط امام کی رائے کا اعتبار ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں کی رائے کا معًا اعتبار ہے جیسے السندی نے غایۃ التحقیق میں تصریح کی ہے۔

اعلیٰحضرت ——— (غالباً اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کے نسخہ میں السندی کا نون غین کی صورت میں ہوگا اور موجودہ نسخہ میں بھی بمشکل نون کا پتہ چلتا ہے، مرتب) (چنانچہ اعلیٰحضرت فرماتے ہیں) ظاہر یہ ہے کہ لفظ السندی نون کے ساتھ ہے۔

اکثر مشائخ نے یہ فرمایا کہ اگر امام مقاماتِ اختلاف کی رعایت کیا کرتا ہے تو پھر یہ نماز جائز ہوگی ورنہ نہیں، اسے سندی نے روایت کیا ہے۔

۶۶ **طحطاوی** ——— معذور کے پیچھے طاہر کی نماز صحیح نہیں چاہے وضو کرتے ہی حدث ہو یا بعد میں پیدا ہو، تنویر الابصار اور درِمختار کی اس عبارت کے ساتھ علامہ طحطاوی نے ای وقبل الصلوٰۃ کی قید لگائی جس کا مطلب یہ ہے کہ حدث وضو کے بعد اور نماز سے پہلے طاری ہو۔

اعلیٰحضرت ——— میں (اعلیٰ حضرت) کہتا ہوں کہ یہ (ای وقبل الصلوٰۃ کی قید) مفہوم انتہائی بعید ہے، بے شک مجتبیٰ، بحرالرائق اور فتاویٰ ہندیہ میں ایسے ہی کہا گیا جیسے متن میں ہے (قبل الصلوٰۃ کی قید کے بغیر) بحرالرائق میں ہے "مجتبیٰ میں ہے کہ حدث، وضو سے ملا ہوا ہو یا بعد میں طاری ہو، اور اس قید کے ذریعے اس بات سے احتراز کیا گیا کہ اگر وضو کرتے وقت عذر نہ ہو اور

اسی طرح (بے عذر) نماز پڑھ لے تو اس کی اقتدار صحیح ہے کیونکہ وہ طاہر کے حکم میں ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ طاہر آدمی، سلسل البول والے کے پیچھے نماز نہ پڑھے لیکن یہ اس وقت ہے جب حدث وضو سے مقارن ہو یا بعد میں طاری ہو، اسی طرح زاہدی میں ہے۔

(اعلیحضرت فرماتے ہیں کہ فقہار کی) نص سے یہ بات معلوم ہے کہ جس نے انقطاعِ عذر کی حالت میں وضو کیا پھر اسی وقت عذر لوٹ آیا تو اس کا وضو، معذور کا وضو شمار کیا جائے گا چاہے نماز سے قبل لوٹے یا بعد میں، یہاں تک کہ اس عذر کے ساتھ وضو نہیں ٹوٹے گا بلکہ وقتِ نماز کے چلے جانے سے ٹوٹ جائے گا جیسے سب فقہار نے بیان کیا، پس جس نے انقطاع عذر کی صورت میں وضو کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھی، پھر عذر اسی (نماز کے) وقت لوٹ آیا تو وہ نماز کامل نماز نہیں شمار کی جائے گا کیونکہ کامل نماز وضوٗ عذر کے ساتھ ادا نہیں ہوتی پس اس کی اقتدار کیسے صحیح ہو گی کیا تو نہیں دیکھتا کہ صحیح شخص کی طہارت، طہارتِ مطلقہ ہے اور اس شخص کی طہارت جس نے انقطاع عذر کی حالت میں وضو کیا پھر اسی وقت میں عذر لوٹ آیا اگرچہ نماز کے بعد ہی کیوں نہ ہو، وہ وقتی (عارضی) طہارت ہے کیونکہ وقت کے نکلتے ہی باطل ہو جائے گی، پس ضعیف پر قوی کی بنار کیسے صحیح ہو گی؟

ہاں تجھے یہ بات دھوکہ نہ دے کہ جب حالتِ انقطاع میں وضو کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھی تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ اس نے ایسی طہارت سے نماز ادا کی جو منافی سے محفوظ ہے (یہ بات اس لئے نہیں کہہ سکتے کیونکہ) تو جانتا ہے کہ یہ طہارتِ سالمہ سے کم درجہ کی طہارت ہے اور اس لئے بھی کہ یہ

Marfat.com

طہارتِ مُوقّتہ ہے نیز ہم یہ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ طہارت کے منافی کوئی بات نہیں پائی گئی کیونکہ انقطاعِ ناقص طُہرِ متخلل کی طرح ہے جو اتصالِ دم سے مانع نہیں بلکہ وہ مسلسل خون ہے جس طرح حائضہ عورت کے بارے میں ہے اسی طرح بحرالرائق میں السراج الوہاج سے نقل کیا گیا ہے پس جس طرح طہرِ ناقص میں حائضہ کی نماز معتبر نہیں، اسی طرح انقطاعِ ناقص میں امامت بھی جائز نہیں؛ یہ بات کتبِ فقہ کے متون وشروح سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے معذور کے پیچھے صحیح کی نماز کو منع کیا ہے۔

ہاں اگر انقطاع کی حالت میں وضو کیا اور وہ انقطاع وقت کے نکلنے تک برقرار رہا تو اس شخص کا وضو صحیح لوگوں کے وضو کی طرح ہوگا اگرچہ وہ معذور ہی رہے گا، اگر دوسرے وقت میں عذر لوٹ آئے اس لئے یہ وضو خروجِ وقت سے باطل نہیں ہوتا بلکہ سیلان سے ٹوٹ جاتا ہے جیسے فقہاء نے بالاتفاق کہا ہے۔

پس اگر ہم اس قسم کے آدمی کی اقتداء کا قول کریں تو صحیح نہیں کیونکہ جب اس کا وضو معذور کا وضو ہے تو نماز بھی اسی طرح ہوگی، اسی طرح بندۂ ناتواں کے لئے ظاہر ہوا۔

مزید براں محشی (علامہ طحطاوی) نے کوئی عقلی ونقلی دلیل بھی پیش نہیں کی پھر میں نے علامہ طحطاوی کے مراقی الفلاح پر حاشیے کو دیکھا تو لا یصح اقتداء غیرہ بہ کی شرح میں لکھا ہے کہ جب عذر کی حالت میں وضو کیا یا بعد میں عذر لاحق ہوا، اگر وضو کرنے وقت عذر سے خالی ہو تو وہ صحیح کے حکم میں ہوگا۔ اس بات میں سید طحطاوی نے ازہری کی پیروی کی، پس الفاظ ازہری کے ہیں؛ فرق صرف اتنا ہے کہ ازہری نے فی حکم الطاھر کہا ہے۔

Marfat.com

اور یہ کلام صحیح ہے، اگرچہ ان دونوں کے قول خالیا عنہ سے اس چیز کا وہم پیدا ہوتا ہے جو یہاں واقع ہے اور یہ اس لئے کہ ان دونوں نے طریان کو مطلقاً بعد کے ساتھ ذکر کیا لہٰذا یہ اسے بھی شامل ہے جو نماز کے بعد ہو اگرچہ اسے وقت میں حصول کے ساتھ مقید کرنا واجب ہے اور ان کا قول خالیا عنہ اسی وقت تک خالی ہو سکتا ہے جب وقت میں نہ لوٹے اور اسی طرح ان کے قول فی حکم الصحیح سے حکمِ صحیح میں ہونا ثابت نہیں ہوتا جب وہ وقت میں لوٹ آئے۔

ظاہر یہ ہے کہ محشی علیہ الرحمہ کو قائل کے قول توضا علی الانقطاع وصلی کذلک سے شبہہ پیدا ہوا، پس انہوں نے اسی بات کو کافی سمجھا حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ انقطاع سے مراد انقطاعِ معتبر ہے اور وہ انقطاعِ تام ہے جو پورے وقت کو گھیر لے اور یہاں یہ مراد نہیں کیونکہ اس انقطاع سے وہ معذور نہیں رہتا اور کلام معذور کے بارے میں ہے اور انقطاعِ ناقص یہ ہے کہ خروجِ وقت تک باقی رہے، اس سے وہ معذور ہی رہے گا لیکن اس میں وضو صحیح وضو کی طرح ہوگا، یہاں تک کہ خروجِ وقت سے نہیں ٹوٹے گا اور یہاں یہی مراد ہے کیونکہ یہ ضعیف ہے، ایک مختصر وقت کے لئے انقطاع ہوتا ہے، پھر عذر لوٹ آتا ہے، پس یہ انقطاع کچھ معتبر نہیں ہے۔

پھر مجھے کتبِ فقہ کے متون، شروح اور فتاووں سے بالاجماع معلوم ہوا کہ مطلقاً معذور کی اقتداء صحیح نہیں اور اس تقیید کو زاہدی نے ظاہر کیا اور اسکی کلام جو ہندیہ میں نقل کی گئی ہے اس میں صرف قرون اور طریان کا ذکر ہے اور اسے بھی اس نے مطلق ذکر کیا ہے لہذا یہ طریان کو اور بعد الصلوٰۃ دونوں کو شامل ہوگی اور مصنف علیہ الرحمہ زاہدی کے مسائل کو متن میں داخل کرتے رہتے

Marfat.com

ہیں اور متن ظاہر مذہب کے مطابق ہوتا ہے۔

۶۷
طحطاوی —— ہکلا کے پیچھے غیر ہکلا کی نماز صحیح نہیں اور یہ ہکلا شخص انتہائی کوشش اور محنت کے بعد امی کی مثل ہے لہٰذا اپنے جیسے کی امامت کر سکتا ہے۔ امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ انتہائی کوشش اس پر فرض و لازم ہے اور دوران جدوجہد اس کی انفرادی نماز ظاہر مذہب کے لحاظ سے فاسد ہوگی (یعنی اس پر اقتداء لازم ہے)

اعلحضرت —— میں کہتا ہوں، اس کی نماز کا فساد اس وقت ہے جب اس کے لئے اقتداء ممکن ہو ورنہ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیجاتی اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ جدوجہد کے لئے کوئی حد متعین نہیں بلکہ اس کا حکم دائمی ہے لہٰذا امکان کا حکم خود شارح (صاحب درمختار) کے اس قول سے حاصل ہوا :-

لا تصح صلاته ان امکنه الاقتداء

یعنی اس کی نماز اسی وقت (اکیلے) صحیح نہ ہو جب اقتداء ممکن ہو۔

۶۸
طحطاوی —— امام طحطاوی نے بزازیہ کے حوالے سے ایک مسئلہ نقل کیا اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص غیر المغضوب علیھم کو غیر المغظوب ظاء کے ساتھ اور ولا الضالین کو ذال یا ظاء کے ساتھ پڑھے تو بعض نے کہا کہ نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ عوام حروف کے مخارج کو نہیں پہچانتے لہٰذا یہ حکم عموم بلوی کے پیش نظر ہے۔ بعض نے مطلقاً فساد نماز کا حکم دیا اگر معنی بدل جائے۔

اعلحضرت — قاضی ابوالحسن اور قاضی ابوالقاسم نے کہا کہ اگر جان بوجھ کر ایسا کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور بلا قصد زبان پر جاری ہو جائے یا حروف میں تمیز نہ کر سکتا ہو تو فاسد نہ ہوگی، یہ قول اعدل ہے، اس کلام میں قاضی ابوالقاسم کا ذکر ہے[1]

---

[1] اگر ضالین کو ظاء کے ساتھ پڑھا گیا تو معنی ہمیشہ رہنے والے، لہٰذا اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (نہایۃ القول المفید فی علم التجوید ۹۶ امرتب)

Marfat.com

۶۹
طحطاوی —— علامہ طحطاوی اور علامہ شامی دونوں نے درمختار کی اس عبارت و لو من احدهما لم یکرہ سے اختلاف کرتے ہوئے اسے بحرالرائق کا مخالف قرار دیا اور لکھا کہ ایک کاندھے سے ہو یا دونوں کاندوں سے، دونوں طرح سے مکروہ ہے اور شارح کا ولو من احدهما لم یکرہ کہنا صحیح نہیں، شامی کی عبارت یہ ہے:

مخالف لما فی البحر حیث ذکر فی انه اذا ارسل طرفا منه علی صدرہ وطرفا علی ظهرہ یکرہ [1]

اعلیحضرت —— شارح تنویر الابصار (صاحب درمختار) کی کلام کا مطلب وہ نہیں جسے سید علامہ طحطاوی نے اور ان کی اتباع کرتے ہوئے علامہ شامی نے سمجھا اور انہوں نے اس سلسلے میں بحث کی کہ ایک کاندھے پر رکھا ہو یا دونوں پر کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کپڑے کے دونوں کنارے لٹکائے جائیں گے تو مطلقاً مکروہ ہوگا چاہے وہ ایک کاندھے پر ہو یا دونوں پر، شارح کی کلام کپڑے کے کناروں کے بارے میں تھی کہ اگر دونوں کناروں کو لٹکایا جائے تو مکروہ ہے اور اگر ایک کنارہ ایک کاندھے پر لٹکایا جائے اور دوسرا کنارہ دوسرے مونڈھے پر رکھا ہو تو مکروہ نہیں (من احدهما میں ضمیر کا مرجع کتف نہیں بلکہ ثوب ہے) کہاں یہ اور کہاں وہ مفہوم جسے ان دونوں حضرات نے سمجھا، اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحم فرمائے۔ آمین۔

۷۰
طحطاوی —— اگر کوئی آدمی شافعی المذہب امام کی اقتداء میں وتر ادا کر رہا ہو

---

[1] فتاویٰ شامی، ج ۱، ص ۴۳۰

Marfat.com

تو آیا دعائے قنوت کی متابعت کرے گا یا اپنے مذہب کا قنوت پڑھے
اس ضمن میں علامہ طحطاوی فرماتے ہیں اللّٰھم انا نستعینک پڑھنے
میں واجب منحصر نہیں پس اگر قنوت میں امام کی متابعت کرے گا تو اس
طرف سے واجب کی ادائیگی ہو جائے گی۔

اعلیٰحضرت ——— میں کہتا ہوں کہ اس سے وجوب کے سقوط میں کلام نہیں
کلام اس بارے میں ہے کہ اس کے لئے کونسا قنوت مناسب ہے
آیا اپنے مذہب کی اتباع میں اپنے مذہب کا مختار قنوت پڑھے یا ا
کی متابعت کے پیشِ نظر اس کے مذہب کا قنوت پڑھے، اس کا جو
وہی ہے جسے شیخ عبدالحی شرنبلانی نے ذکر فرمایا :۔

فی الشرنبلانیۃ لایخفی ان الشافعی یقنت
باللّٰھم اھدنا والحنفی باللّٰھم انا نستعینک۔

فتاویٰ شامی میں ہے :۔

ای و یقنت بدعاء الاستغاثۃ لادعاء الھدایۃ
الذی یدعو بہ امامہ لان المتابعۃ فی
مطلق القنوت لافی خصوص الدعاء کما حررہ
الشیخ ابوالسعود عن الشیخ عبدالحی [1]

طحطاوی [۱۷] ——— قنوتِ نازلہ رکوع سے پہلے پڑھا جائے، یہی امام مالک
علیہ الرحمہ کا قول ہے اور امامِ شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک رکوع کے
ہے، حلبی نے کہا اگر امام رکوع کے بعد قنوت پڑھے تو اس کے

---

[1] رد المحتار، ج ۱، ص ۹۴۴

Marfat.com

غیر مشروع کام میں متابعت کی بجائے کچھ دیر بیٹھ جائے تاکہ مشارکت کا احتمال باقی نہ رہے۔

بحرالرائق میں ہے۔ بعض نے کہا چونکہ رکوع کے بعد طولِ قیام جائز نہیں اس لئے امام کی اتباع نہ کرے۔

اعلیٰحضرت ——— میں کہتا ہوں کہ رکوع کے بعد بیٹھ جانا عدمِ جواز میں طولِ قیام سے بھی زیادہ شدید ہے کیونکہ یہ اصلاً اور وضعاً دونوں طرح ناجائز ہے بخلاف طولِ قیام کے (کیونکہ وہاں وضعاً مشروعیت ہے)

۷۲

طحطاوی ——— بحرالرائق میں ہے ولیقنت الامام فی الجھریۃ کہ امام جہری نمازوں میں قنوت (نازلہ) پڑھے۔ ابوالسعود میں ہے:-

ان نزل بالمسلمین نازلۃ قنت الامام فی صلوٰۃ الفجر۔

"اگر مسلمانوں پر کوئی پریشانی آئے تو صبح کی نماز میں قنوت پڑھے"

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ بحرالرائق میں لفظِ جھری درحقیقت لفظِ الفجر ہے۔

اعلیٰحضرت ——— آپ امامِ طحطاوی کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فی الجھریۃ کی عدمِ صحت ظاہر ہے جیسا کہ کتبِ احادیث سے ظاہر ہے چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں اسی طرح ہے "تحقیق یہ ہے کہ قنوت صرف نمازِ فجر میں ہے وما وقع فی بعض الکتب فی صلوٰۃ الجھر مصحف من صلوٰۃ الفجر [1]

---

[1] فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۵۱۰

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مواظبت اور تکرار دیگر نمازوں
لئے ثابت نہیں جو صبح کے بارے میں ہے۔

۷۳
طحطاوی —— علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ امام طحاوی (صاحب شرح معا
نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سوائے آفات ومصائب کے صبح کی نماز
نہ پڑھا جائے، اگر کوئی فتنہ یا مصیبت نازل ہو تو کوئی حرج نہیں"۔
فضلاء نے فرمایا کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جمہور بھی اسی مسلک پر ہیں

اعلیٰحضرت —— بعض فضلاء سے یا علامہ ابراہیم حلبی مراد ہیں یا علامہ ش
کیونکہ ان دونوں نے غنیہ اور مراقی الفلاح میں یہ بات بیان کی ہے۔

۷۴
طحطاوی —— صاحب درمختار نے (فائدہ کے تحت) ان باتوں کو بیا
جن میں امام کی اتباع کی جائے اور ان میں امام کی اتباع نہ کی جا
امور میں امام کی اتباع کی جائے ان میں ایک قنوت بیان کیا گیا۔

امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ شرنبلانی نے نور الایضاح میں اس
مناقض بیان کیا اور وہ یہ کہ اگر امام قنوت ترک کر دے تو مقتدی
بشرطیکہ اس کے لئے امام کے ساتھ رکوع میں شرکت ممکن ہو،
امام کی اتباع کرے [1]

اعلیٰحضرت —— خلاصہ اور دیگر کتب میں بھی اسی طرح مذکور ہے (
نور الایضاح میں ہے)

۷۵
طحطاوی —— نوافلِ منذورہ میں اگر قیام کے ساتھ پڑھنے کی نذر
قیام واجب ہے ورنہ قیام لازمی نہیں اور تعین کے ساتھ بالاتف

---

[1] نور الایضاح، باب الوتر، ص

Marfat.com

لازم ہے۔

(حضرت) ——— یہ مسئلہ کہ نوافلِ منذورہ میں قیام واجب نہیں جب تک کہ قیام کی صراحت نہ ہو، متفقہ نہیں بلکہ اختلافی ہے۔

(طحاوی) ——— مقیم، سواری کی حالت میں شہر سے باہر نفل پڑھ سکتا ہے، امام طحاوی فرماتے ہیں، تنویر الابصار میں راکبا مفرد کا صیغہ اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لایا گیا ہے کہ سواری کی حالت میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے امام کی نماز صحیح ہو گی جبکہ قوم کی نماز فاسد ہو جائیگی۔

(حضرت) ——— جماعت کے ساتھ قوم کی نماز کے فساد کی وجہ بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ جانوروں کے درمیان فاصلہ اقتدار سے مانع ہے۔

(طحاوی) ——— مقتدی کے دعائے قنوت سے فارغ ہونے سے قبل اگر امام رکوع میں چلا جائے تو مقتدی قنوت ترک کر کے امام کی متابعت کرے، اگرچہ اس نے (بوجوہ) قنوت میں سے کچھ بھی نہ پڑھا ہو بشرطیکہ امام کے ساتھ رکوع کے فوت ہو جانے کا خوف ہے البتہ تشہد کو پورا کرے کیونکہ تشہد میں اختلاف مفسدِ نماز نہیں۔ (الدرر)

(حضرت) ——— میں کہتا ہوں (حالتِ تشہد میں عدمِ اتباعِ امام) تشہد میں مخالفت نہیں بلکہ تشہد کے ساتھ سلام میں بلکہ خروج بصنعہ میں مخالفتِ امام ہے، الدرر کا یہ قول (مخالفتِ امام فی التشہد) اس شخص کے مسلک پر صحیح ہے جو اس کی فرضیت کا قائل نہ ہو۔

(طحاوی) ——— (صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا) اگر لوگ عشاء کے فرض (رمضان شریف میں) جماعت کے ساتھ نہ پڑھیں تو تراویح بھی جماعت کے ساتھ نہ پڑھیں، اس کی علت صاحبِ درِ مختار نے یہ بیان فرمائی کہ تراویح کی جماعت

Marfat.com

فرض کی جماعت کے تابع ہے۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں، شارح کی تعلیل تبع اکیلے آدمی کو بھی شامل ہے یعنی اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ فرض نہ ادا کر سکے تو تراویح بھی جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے اور خود شارح کی تفریع اس کی تعلیل کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے:

فمصلیہ وحدہ یصلیہا معہ

"اکیلے فرض پڑھنے والے جماعت کے ساتھ تراویح ادا کریں"

اعلیحضرت ـــــــ امامِ طحطاوی نے شارح (صاحب درمختار) پر اعتراض کہ شارع کی تعلیل سے مفرد کی شمولیت اور تفریع سے اس کے خلاف کا چلتا ہے، اس کا جواب ردالمحتار میں نہایت عمدہ دیا گیا ہے۔

ردالمحتار میں ہے:۔

(قولہ لانہا تبع) ای لان جماعتہا تبع لجماعۃ الفرض فانہا لم تقم الا بجماعۃ الفرض فلو اقیمت بجماعۃ وحدھا کانت مخالفۃ للوارد فیہا فلم تکن مشروعۃ اما لو صلیت بجماعۃ الفرض وکان رجل قد صلی الفرض وحدہ فلہ ان یصلیہا مع ذلک الامام لان جماعتہم مشروعۃ فلہ الدخول فیہا معہم لعدم المحذور ھذا ما ظہر لی فی وجہہ وبہ ظہر ان التعلیل المذکور لا یشمل المصلی وحدہ فظہر صحۃ التفریع بقولہ مصلیہ وحدہ الخ [1]

---

[1] ردالمحتار، ج ۱، ص ۴۷۶، صلوٰۃ التراویح

Marfat.com

۷۹
طحطاوی ـــــ حلبی کے حوالہ سے امام طحطاوی نے لکھا ہے کہ تعلیل سابق کے مطابق صورتِ مذکورہ میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھے جا سکتے ہیں کیونکہ وتر امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک نہ تو تراویح کے تابع ہیں اور نہ ہی عشاء کے۔

اعلیٰحضرت ـــــ علامہ شامی نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ وتر اگرچہ اپنی اصل کے لحاظ سے تابع نہیں ہیں لیکن وتروں کی جماعت تو تابع ہے، فتاوٰی شامی میں ہے :۔

الذی یظہر ان جماعۃ الوتر تبع لجماعۃ التراویح وان کان الوتر نفسہ اصلا فی ذاتہ لان سنۃ الجماعۃ فی الوتر انما عرفت بالاثر تابعۃ للتراویح الخ [1]

۸۰
طحطاوی ـــــ امام صاحب کے نزدیک وتر عشاء کے تابع بھی نہیں (حلبی)

اعلیٰحضرت ـــــ اس بات سے وتروں کی جماعت کے جواز کا وہم پیدا ہوتا ہے اگرچہ فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھے ہوں اور یہ بات اس نص کے خلاف ہے جو شرح النقایہ اور غنیہ وغیرہما میں ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق ہمارے فتاوٰی (فتاوٰی رضویہ) میں مکمل طور پر کی گئی ہے۔

فتاوٰی رضویہ میں ہے :۔

" جس شخص نے نمازِ عشاء تنہا پڑھی وہ تراویح کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے، تنہا نہ پڑھے، ہاں وتر کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا

---

[1] ردالمحتار، ج۱، ص ۴۷۶، صلوٰۃ التراویح

Marfat.com

جس نے فرض تنہا پڑھے ہوں وہ وتر بھی تنہا پڑھے، درمختار میں ہے مصلیہ وحدہ یصلیہا معہ اھ ای مصل الفرض وحدہ یصل التراویح مع الامام۔ ردالمحتار میں ہے اذا لم یصل الفرض معہ لا یتبعہ فی الوتر واللہ تعالیٰ اعلم ؎

۸۱، طحطاوی —— اذان کے بعد نماز ادا کیے بغیر مسجد سے باہر جانے کی کراہت کا ذکر کرتے ہوئے چند افراد کے استثناء کے بعد صاحب تنویر الابصار اور اس کے شارح (صاحب درمختار) فرماتے ہیں :-

(الا لمن ینتظم بہ امر جماعۃ اخری) او کان الخروج لمسجد حیہ ولم یصلوا فیہ او لاستاذہ لدرسہ او لسماع الوعظ او لحاجۃ ومن عزمہ ان یعود۔ (نہر الفائق)

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ ومن عزمہ جار مجرور آخری یعنی لحاجۃ کے ساتھ متعلق ہے یعنی کسی حاجت کی طرف جانے والا واپسی کا عزم رکھتا ہو۔

اعلیٰحضرت —— میں کہتا ہوں کہ اگر علامہ طحطاوی جار مجرور کو (صرف لحاجۃ کی بجائے) درس، وعظ اور حاجت (تینوں) کے ساتھ متعلق گردانتے تو تمام ابحاث ختم ہو جاتیں (اور کوئی اشکال باقی نہ رہتا)

۸۲ طحطاوی —— مختصر البحر کے حوالے سے ایک مسئلہ علامہ طحطاوی نے بیا

؎ فتاوی رضویہ، ج ۳، مطبوعہ لائلپور، ص ۴۸۰، ۴۸۱

Marfat.com

جیسے ابوالسعود نے زیلعی سے نقل کیا۔

اعلیٰحضرت —— کتاب کی وضاحت اور شبہ کے ازالہ کے طور پر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ کتاب مختصر البحر، بحرالرائق نہیں بلکہ ایک علیحدہ کتاب ہے اور صاحبِ بحرالرائق پر یہ بہت سی باتوں میں مقدم ہے کیونکہ امامِ زیلعی نے بھی اسی کے حوالہ سے مسئلہ نقل کیا۔

۸۳

طحطاوی —— سفرِ شرعی جس سے نماز میں قصر واجب ہوتی ہے، سال کے چھوٹے دنوں کے حساب سے تین دن اور تین رات کی مسافت ہے، علامہ طحطاوی فرماتے ہیں چونکہ دن کی مقدار شہروں کے اختلاف سے مختلف ہے اس لئے یہ لازم آتا ہے کہ "بلغار" میں مسافتِ سفر تین ساعتیں یا اس سے کم ہو کیونکہ ان کے نزدیک سال کے چھوٹے دن ایک ساعت یا کچھ کم اور زیادہ کے ہوتے ہیں۔ (حلبی)

اعلیٰحضرت —— علامہ شامی کی طرف سے اس کا بہترین جواب دیا گیا ہے لہذا وہاں دیکھا جائے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں :-

ان المراد من التقدیر با قصر ایام السنۃ انما ھو فی البلاد المعتادۃ التی یمکن قطع المرحلۃ المذکورۃ فی معظم الیوم من اقصر ایامھا فلا یرد ان اقصر ایام السنۃ فی بلاد بلغار قد یکون ساعۃ او اکثر او اقل فیلزم ان یکون مسافۃ السفر فیھا ثلاث ساعات او اقل لان النقص الفاحش غیر معتبر کالطول

Marfat.com

الفاحش والعبارات حيث اطلقت تحمل
على الشائع الغالب دون الخفى النادر الخ [1]

۸۴
طحاوی ——— امام طحاوی فرماتے ہیں، مشہور ہے کہ بلغار کے دن رات سے کہیں زیادہ لمبے ہوتے ہیں اس لئے کبھی وہاں کا دن ۲۳ ساعتوں کا ہوتا ہے۔

اعلیٰحضرت ——— (اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں) جس طرح دن گرمیوں میں زیادہ لمبا ہوتا ہے اسی مناسبت سے سردیوں میں نہایت چھوٹا بھی ہوتا ہے تو اگر دن نہایت لمبے ہوں تو عشاء کے حق میں فرق پڑے گا کیونکہ غروبِ شفق سے پہلے صبح طلوع ہو جائے گی لیکن دنوں کے چھوٹا ہونے کی صورت میں بھی زوال ضرور پایا جائے گا اور اسی طرح سایہ ایک دو مثل ضرور ہوگا چاہے دن نہایت مختصر ہی کیوں نہ ہوں۔

(اعلیٰ حضرت کی عبارت کا مفاد یہ ہے کہ دونوں کے نہایت لمبے ہونے یا نہایت مختصر ہونے سے مدتِ سفر کے تعین میں کوئی فرق نہیں پڑے گا) (مرتب)

۸۵
طحاوی ——— مدتِ سفر کی بحث میں صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا:-

مسيرة ثلاثة ايام ولياليها بالسير الوسط
مع الاستراحات المعتادة۔

المعتادة کے بارے میں علامہ طحاوی نے ایک عبارت نقل کی

---

[1] ردالمحتار، ج۱، ص ۵۲۶

Marfat.com

اور فرمایا کہ یہ بات شیخ زین کے افادات میں سے ہے، وہ عبارت یہ ہے:۔

"(المعتادة) هي معلومة عند الناس فيرجع

اليهم عند الاشتباه۔

اعلیٰحضرت —— شیخ زین کا یہ قول 'البدائع' سے لیا گیا ہے۔

۸۶
طحطاوی —— تنویر الابصار میں ہے کہ مسافر چار رکعتوں والی نماز (فرض) کی بجائے دو رکعات پڑھے یہاں تک کہ اپنی منزل پر پہنچ جائے۔ اس پر صاحبِ درِمختار نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے جب مدتِ سفر پوری ہو جائے ورنہ سفر کے غیر مستحکم ہونے کی وجہ سے محض واپسی کی نیت سے سفر کی مدت پوری ہو جائے گی۔

سفر کے غیر مستحکم ہونے کے بارے میں یہ بحث کی گئی کہ قصر کی علت، تین دن کے سفر کے ارادے سے آبادی سے مفارقت ہے نہ کہ تین دن میں سفر کی تکمیل کیونکہ حکمِ سفر محض آبادی سے جدائی کے ساتھ ثابت ہو جاتا ہے لہٰذا جب تک حکمِ اقامت کی علت یعنی شہر میں داخلہ ثابت نہ ہو، سفر کا حکم باقی رہے گا (نتیجہ یہ ہے کہ محض نیتِ عود سے حکمِ اقامت ثابت نہیں ہوگا۔)

اعلیٰحضرت —— امام طحطاوی نے فعلِ مجہول کے ساتھ بحث کی طرف اشارہ کیا اور فاعل کا ذکر نہیں کیا، اعلیٰحضرت نے اس کی وضاحت فرمائی اور بتایا کہ بحث کرنے والی شخصیت علامہ ابنِ ہمام ہیں۔

۸۷
طحطاوی —— مذکورہ بالا بحث کے بارے میں امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ یہ بحث نہایت مضبوط ہے۔

اعلیٰحضرت —— اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اولاً ابنِ ہمام کی بحث کو لاشیٔ قرار دیا

Marfat.com

جسے علامہ طحطاوی قوی بحث قرار دے رہے ہیں، اس کے بعد اعلیٰحضرت نے ابنِ ہمام کی بیان کردہ علتِ قصر اور علتِ حکمِ اقامت کو رد کرتے ہوئے علتِ قصر بیان فرمائی اور پھر پیدا ہونے والے اعتراض کا جواب بھی دیا نیز اسے ایک مثال کے ذریعے ثابت کیا۔ ابنِ ہمام نے قصر کے لئے آبادی سے مفارقت کو علت قرار دیا جبکہ اعلیٰحضرت نے مشقت کو علت قرار دیا جس سے ثابت ہوا کہ تین دن اور تین رات کی سیر مکمل ہونے ہی پر تحقیقِ مشقت پر قصر کی رعایت کا استحقاق ہے اور محض آبادی سے جدائی اور صرف نیت سے مشقت حاصل نہیں ہوتی۔

اب سوال پیدا ہوا کہ پھر آبادی سے جدا ہوتے ہی قصرِ صلوٰۃ کیوں ہے، تو اس کا جواب آپ نے یوں دیا کہ چونکہ رخصت تخفیفِ مشقت کے شروع ہوتے ہی ہونی چاہیئے نہ کہ تکمیل پر، اس لئے شارح نے سفر کی نیت سے آبادی سے جدا ہوتے ہی قصر کا حکم دیا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے سر پر بوجھ رکھ دے، پھر اسے سفر کا حکم دے اور اس پر تخفیف کرنا چاہے تو یہ اس صورت میں ہو گی کہ اس کے آغازِ سفر ہی میں کچھ بوجھ اتار دے، اگر سفر مکمل کرنے پر بوجھ اتارتا ہے تو تخفیف نہ ہوگی، اسی طرح شریعت نے اسی مقصدِ تخفیف کے پیشِ نظر محض بستی سے جدائی کے ساتھ ہی رخصت کا حکم فرمایا، پھر جب مدتِ معتبرہ کو پہنچ جائے اور واپسی کا ارادہ کرے تو اب چونکہ وہاں مشقت باعثِ رخصت نہیں ہے لہذا وہ بوجھ جو مشقت کے پیشِ نظر اٹھا دیا گیا تھا، دوبارہ رکھ دیا جاتا ہے (تو معلوم ہوا کہ قصر کی علت مشقت ہے نہ کہ آبادی سے جدائی اور یہ صرف شفقت کے تحت تخفیف ہے)

Marfat.com

۸۸
طحطاوی —— امام کے خطبہ شروع کرنے سے قبل اور کسی کو تکلیف دیئے بغیر آگے جاسکتا ہے البتہ اگر کہیں اور جگہ نہ ملے اور امام کے سامنے جگہ ہو تو گردنیں پھلانگ کر آگے جاسکتا ہے کیونکہ آگے بڑھنے والے پر برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

اعلیٰحضرت —— امام طحطاوی کے قول پر تفریع کے انداز میں اعلیٰحضرت نزولِ برکت کی تفصیل بیان فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے امام پر برکت کا نزول ہوتا ہے، پھر اس شخص پر جو امام کے بالکل مقابل پہلی صف میں ہے، پھر اس کے دائیں اور پھر بائیں طرف کے نمازیوں پر، پھر دوسری صف میں اسی ترتیب کے ساتھ اور پھر آخری صف تک اسی ترتیب سے برکات کا نزول ہوتا ہے۔

۸۹
طحطاوی —— کہا گیا ہے کہ جو کام بدھ کو شروع کیا جائے وہ مکمل ہوتا ہے[1]۔

اعلیٰحضرت —— اس بارے میں ایک حدیث پاک میں ہے :-

ما من شیئ یبدیٰ یوم الاربعاء الا تم[2]

"بدھ کو شروع کیا جانے والا کام مکمل ہوتا ہے"۔

۹۰
طحطاوی —— عیدین کے احکام اور اوقات کی بحث میں صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا کہ عید الفطر کے احکام وہی ہیں جو عید الاضحیٰ کے ہیں البتہ عید الاضحیٰ کی نماز قربانی کے تیسرے دن تک مؤخر کی جاسکتی ہے (جبکہ عید الفطر کی نماز دوسرے دن زوال سے قبل تک مؤخر ہوسکتی ہے)

امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ مصنف کا قول یجوز تاخیرھا سے

---

[1] پیشِ نظر حاشیہ میں یہ صفحہ غیر مطبوعہ ہے۔

[2] احمد رضا بریلوی، امام : الحجۃ الفائحہ وانتیان الارواح، ص ۲۰

Marfat.com

پتہ چلتا ہے کہ (تاخیر میں) کراہت تنزیہی ہے۔

اعلیحضرت —— امامِ طحطاوی نے یَجُوزُ کے لفظ سے کراہتِ تنزیہی کا مفہوم سمجھا، اعلیٰ حضرت نے غیر صحیح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ کبھی جواز کو واجب کے مقابل بولا جاتا ہے، اس وقت یہ مکروہ تحریمی کو بھی شامل ہوتا ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ہے۔

۹۱

طحطاوی —— نمازِ استسقاء کے ضمن میں مصنفِ تنویر الابصار نے فرمایا کہ یہ نماز جماعت، خطبہ اور چادر کے الٹانے کے بغیر ہو اور ذمی (غیر مسلم) بھی حاضر نہ ہوں۔ اس پر علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ ذمیوں کا مسلمانوں کے ساتھ اجتماع مکروہ ہے۔

اعلیحضرت —— میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار کا اجتماع بلاضرورت اور بغیر مصلحت کے مکروہ ہے البتہ ان کی عبادت کے جواز کے بارے میں فقہاء نے بالاجماع تصریح کی ہے بلکہ مسلمانوں کا تجارت کی نیت سے دارالحرب میں داخل ہونا جائز ہے (لہٰذا امامِ طحطاوی کا اس اجتماع کو مطلقاً مکروہ کہنا صحیح نہیں)

۹۲

طحطاوی —— ایصالِ ثواب کے بارے میں علامہ طحطاوی نے حضرتِ انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی اور فرمایا کہ اسے قرطبی نے اپنے تذکرہ میں ذکر فرمایا اور وہ یہ ہے کہ حضرتِ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن آیت الکرسی پڑھ کر اس کا ثواب اہلِ قبور کو ایصال کرے تو اللہ تعالیٰ ہر قبر کو مشرق سے مغرب تک نور سے بھر دیتا ہے، ان کی قبروں کو کشادہ کر دیتا ہے، پڑھنے والے کو ساٹھ نبیوں کا ثواب دیتا ہے، ہر میت کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ہر میت کے

Marfat.com

بدلے اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں درج فرماتا ہے۔

اعلیٰحضرت ——— اس روایت میں بعض الفاظ ایسے ہیں جن سے ادھر ادھر کی باتوں کا اظہار ہوتا ہے، یعنی اس کے بعض الفاظ اس کی عدمِ صحت کی دلیل ہیں (مثلاً ساٹھ نبیوں کا ثواب وغیرہ)

۹۳

طحطاوی ——— آپ فرماتے ہیں کہ قبر پر چلنا، بیٹھنا، سونا، پیشاب کرنا، پاخانہ کرنا اور نماز پڑھنا اسی طرح قبر کے پاس نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے منع کیا گیا ہے اور اسی سے زائرینِ قبور کا حکم بھی معلوم ہوگیا۔

اعلیٰحضرت ——— اعلیٰحضرت نے امامِ طحطاوی کے اس قول کو بعض قیود کے ساتھ مقید کیا اور مطلقاً نہی کے قول کو غلط قرار دیا، آپ فرماتے ہیں کہ قبر پر یا قبر کی طرف (بغیر پردہ حائل ہونے کے) نماز پڑھنا منع ہے اور یہ اس وقت ہے جب وہ قبر اس نمازی نظروں کے سامنے ہو اور وہ خضوع و خشوع سے نماز پڑھ رہا ہو، یونہی جب کہ اس کے پہلو میں ہو لیکن جب ان تمام باتوں سے خالی ہو اور کسی قبر کے پاس نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں اور نہ ہی یہ منع ہے اور اگر وہ کسی نیک شخص کی قبر کے پاس اس کی برکت سے متمتع ہونے کی نیت سے نماز پڑھے تو یہ عمدہ بات ہے، جس طرح ہم نے اپنے فتاوی میں تحقیق کی ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

۹۴

طحطاوی ——— علت، مثلاً بادلوں اور غبار کی صورت میں ایک عادل یا مستور الحال کی خبر، دعویٰ، لفظ اشھد، حکمِ حاکم اور مجلس قضاء کے بغیر قبول کی جائے (تنویر الابصار و در مختار) علامہ طحطاوی فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے حاکم کے سامنے ہلالِ رمضان کی شہادت دی اور ایک دوسرے آدمی نے اسکی شہادت کو حاکم کے پاس سنا تو اگر اس شاہد کا عدل ظاہر ہے تو سامع پر

Marfat.com

روزہ رکھنا واجب ہے اور وہ حکمِ حاکم کا محتاج نہیں۔

اعلیٰحضرت ——— آپ نے ظاہر العدالۃ اور مستور العدالۃ کا فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس شخص کی عدالت ظاہر اور معلوم ہو جس طرح کہ یہی مذہب ہے کیونکہ جس کے لباس اور صورت سے مخالفتِ شریعت کا ظہور ہو وہ مستور ہے۔

۹۵

طحطاوی ——— درِ مختار میں ہے کہ ایک کی شہادت دوسرے پر قبول کی جائے جیسے غلام اور عورت اگرچہ ان کی مثل پر ہو، اس ضمن میں علامہ طحطاوی نے فرمایا کہ علیٰ مثلہا سے یہ فائدہ ہے کہ ان کے غیر مثل جیسے آزاد اور مرد کے خلاف شہادت مقبول ہے۔

اعلیٰحضرت ——— آپ نے طحطاوی میں ایک لفظ کے سقوط کی طرف اشارہ فرمایا (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نسخہ میں لفظ من یماثلہا ہوگا جبکہ پیشِ نظر نسخہ طحطاوی میں علیٰ من لم یماثلہا ہے) مرتب

۹۶

طحطاوی ——— تنویر الابصار اور درِ مختار میں ہے کہ عید الفطر کے چاند کے لئے علتِ مذکورہ اور عدالت کے علاوہ نصاب شہادت اور لفظِ اَشْہَدُ کی بھی شرط ہے۔ علتِ متقدمہ کی تفصیل میں علامہ طحطاوی نے بادلوں، گرد و غبار اور دھوئیں کا ذکر فرمایا۔

اعلیٰحضرت ——— علامہ طحطاوی کی بیان کردہ علتوں کے علاوہ لکڑی کا برادہ، بارش اور نصاب کا بھی اضافہ فرمایا۔

۹۷

طحطاوی ——— تنویر الابصار میں ہے کہ اگر کسی شہر میں حاکم نہ ہو تو وہاں کے باشندگان ثقہ (قابلِ اعتماد) آدمی کے قول پر روزہ رکھیں، علامہ طحطاوی نے اسکی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ تو وہاں قاضی ہو اور نہ ہی حکمران (فتاویٰ ہندیہ)[1]

---

[1] فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۱۹۷

Marfat.com

اعلیٰحضرت ——— اعلیٰحضرت نے حاکم کی تعریف میں علماء کو بھی شامل کیا اور فرمایا کہ جہاں حکمران نہ ہو وہاں علماء حکمران ہیں، مسلمانوں پر واجب ہے کہ انکی طرف رجوع کریں اور ان کا حکم مانیں، اگر علماء زیادہ ہوں تو ان میں سے زیادہ علم والا ہی والی ہے ورنہ (بصورتِ مساوات) قرعہ اندازی کریں۔ یہ پورا مسئلہ الحدیقۃ الندیہ میں بیان کیا گیا ہے۔

۹۸

طحطاوی ——— عید الفطر کے چاند کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے تنویر الابصار کے مصنف نے فرمایا (وافطروا باخبار عدلین) مع العلۃ (للضرورۃ) علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ منح اور ہندیہ کی عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ دو عادلوں کی خبر سے افطار کا حکم جواز کے لئے وجوب کے لیے نہیں کیونکہ ان دونوں فتاوی میں لا بأس للناس ان یفطروا سے تعبیر کیا ہے۔

اعلیٰحضرت ——— منح اور ہندیہ کی طرح فتاوٰی خانیہ، خلاصہ، فتح القدیر اور جواہر الاخلاطی میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

۹۹

طحطاوی ——— صاحب درمختار نے بیان فرمایا کہ حاکم تنہا رمضان المبارک کا چاند دیکھے تو اسے اختیار ہے کہ گواہ قائم کرے یا لوگوں کو روزے کا حکم دے، شاہد کے بارے میں علامہ طحطاوی، حلبی کے حوالے سے فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ اس کا مطلب حاکم کا کسی شخص کو شہادت پر آمادہ کرنا ہے، پھر وہ شاہد گواہی دے اور کہے کہ مجھے کسی آدمی نے خبر دی ہے کہ اس نے چاند دیکھا ہے اور اس نے مجھے شہادت دینے کی ترغیب دی ہے۔

اعلیٰحضرت ——— آپ نے علامہ طحطاوی کے بیان کردہ طریقۂ شہادت سے اختلاف کرتے ہوئے ایک ایسا طریقہ بیان فرمایا جو زیادہ قرین قیاس ہے،

Marfat.com

آپ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حاکم کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے اس کے سامنے خود شہادت دے۔

طحطاوی[101] ـــــ عیدالفطر کے چاند کے بارے حضرتِ امامِ اعظم رحمہ اللہ سے بحرالرائق میں ایک روایت نقل کی گئی جس کے راوی امام حسن رضی اللہ عنہ ہیں کہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قبول کی جائے چاہے آسمان میں کوئی علت ہو یا نہ ہو جس طرح ہلالِ رمضان کے بارے میں ہے، یونہی بدائع میں بھی ہے۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق مشائخ میں سے کسی نے اس کو ترجیح نہیں دی البتہ ہمارے اس زمانہ (۹۵۵ھ) میں اس پر عمل مناسب ہے کیونکہ لوگ چاند کے دیکھنے میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔

پھر علامہ طحطاوی نے مصر میں رونما ہونے والا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ۹۵۵ھ میں اہلِ مصر دو جماعتوں میں بٹ گئے، بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا، یونہی عیدالفطر کے بارے میں ان کا اختلاف ہوا، اس کا سبب یہ تھا کہ ایک قلیل جماعت نے قاضی القضاۃ (حنفی) کے سامنے (ہلالِ رمضان کی) گواہی دی، مطلع صاف تھا لہٰذا ان کی گواہی قبول نہ کی گئی۔ پس انہوں نے اور ان کی اتباع میں بہت سے لوگوں نے روزہ رکھا اور لوگوں کو خود قاضی نے افطار کا حکم دیا، یونہی ہلالِ فطر میں ہوا یہاں تک کہ بعض مشائخ شافعیہ نے بغیر جماعت کے عید کی نماز پڑھی اور شہر کی غالب اکثریت نے ان کی مخالفت کی اور امام کی مخالفت کے باعث ان کے اس فعل سے اختلاف کیا۔

Marfat.com

اعلیٰحضرت —— فطر میں اختلاف کے سبب کو اعلیٰ حضرت نے بیان فرمایا کہ انہوں نے اول رمضان کو حالتِ افطار میں صبح کی (اور روزہ نہ رکھا)

۱۰۱
طحطاوی —— واقعۂ مصر کے سلسلہ میں علامہ طحطاوی نے فرمایا کہ ایک قلیل جماعت نے قاضی کے پاس گواہی دی۔

اعلیٰحضرت —— یعنی رمضان کے چاند کی گواہی دی۔

۱۰۲
طحطاوی —— چاند دیکھنے والوں (جن کی گواہی رد کی گئی) اور ان کی اتباع میں بہت سے لوگوں نے روزہ رکھا۔

اعلیٰحضرت —— جن لوگوں کی شہادت کو قاضی نے رد کر دیا پھر انہوں نے روزہ رکھا، ان کا روزہ حکمِ شریعت کے مطابق تھا کیونکہ شرعی مسئلہ یہی ہے کہ جو رمضان شریف کا چاند دیکھے وہ روزہ رکھے اگرچہ اس کی بات کو رد کر دیا گیا ہو۔

۱۰۳
طحطاوی —— ایک عظیم جماعت نے ان کی اتباع میں روزہ رکھا۔

اعلیٰحضرت —— ان کے تبعین نے روزہ رکھ کر گناہ کا ارتکاب کیا اگر انہوں نے چاند نہیں دیکھا تھا۔

۱۰۴
طحطاوی —— اور اس نے لوگوں کو افطار کا حکم دیا۔

اعلیٰحضرت —— ھو ضمیر کا مرجع قاضی ہے یعنی قاضی نے لوگوں کو افطار کا حکم دیا اور ظاہرِ روایت پر عمل کیا۔

۱۰۵
طحطاوی —— تنویر الابصار اور اس کی شرح درِ مختار میں بیان کیا گیا کہ مطالع کا اختلاف اور دن کو زوال سے پہلے یا بعد چاند کا دیکھنا ظاہر مذہب پر غیر معتبر ہے اور یہی اکثر مشائخ کا مختار ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (یونہی) بحرالرائق نے خلاصہ سے بیان کیا، پس اہلِ مغرب کی روایت سے اہلِ مشرق

Marfat.com

کے لئے (روزہ یا افطار) لازم ہوگا جب کہ ان کے لئے رویت کا ثبوت بطریق موجب ہو۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں :۔

فیلزم اهل المشرق برؤیة اهل المغرب

میں یلزم کی ضمیر مرفوع منفصل ثبوت ہلال کی طرف لوٹتی ہے چاہے ہلالِ صوم ہو یا فطر اور اهل المشرق، یلزم کا مفعول ہے۔

اعلیحضرت —— اہلِ مغرب کی رؤیت کو اہلِ مشرق کے لئے ثبوتِ ہلال کے قول میں ہلالِ فطر کو بھی شامل کیا اور کہا کہ بطریق موجب (یعنی دو شہادتیں ہوں یا خبرِ مستفیض ہو، اس تعمیم اور پھر طریق موجب اور استفاضہ خبر کے ذکر سے معلوم ہوا کہ ہلالِ فطر بھی استفاضہ سے ثابت ہوتا ہے (اعلیحضرت فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ تمام چاندوں میں یہی حکم ہے۔

۱۰۶
طحطاوی —— تنویر الابصار میں ان کاموں کا ذکر کرتے ہوئے جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کہا گیا ہے کہ اگر کان میں پانی داخل ہوجائے، چاہے خود روزہ دار کے فعل سے ہی ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اس پر صاحب درمختار نے فرمایا یہ اسی طرح ہے جس طرح کوئی شخص لکڑی کے ساتھ کان کو کھجلائے پھر لکڑی باہر نکالے تو اس پر میل ہو تو چاہے کتنی ہی مرتبہ ایسا کرے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ شرح الملتقیٰ میں اس فعل سے روزے کے عدمِ فساد پر اجماع ذکر کیا گیا ہے۔

اعلیحضرت —— شرح الملتقیٰ سے شاید مسکب الانہر[1] مراد لی ہے جیسے مراقی الفلاح

---

[1] مسلک الانہر (مخطوطہ)

کے حواشی پر ذکر کیا گیا ہے۔

۱۰۷
طحطاوی —— باب الہدی میں علامہ طحطاوی نے بحر الرائق کے حوالے سے ایک روایت نقل کر کے فرمایا کہ یہ روایت عباس بن مرداس راوی کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ یہ راوی منکر الحدیث ساقط الاحتجاج ہے جس طرح اسے حفاظ نے ذکر کیا۔

اعلیٰحضرت —— اللہ تعالیٰ علامہ طحطاوی کی مغفرت فرمائے۔ سبقت قلم سے انہوں نے ایسا لکھ دیا ورنہ حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور علامہ طحطاوی کے علاوہ کسی دوسرے نے ان کے بارے حفاظ سے یہ بات نقل نہیں کی بلکہ یہ ابن حبان کا قول حضرت عباس بن مرداس کے بیٹے کنانہ کے بارے میں ہے علاوہ ازیں خود ابنِ حبان کے قول میں اختلاف ہے کہ اس نے کنانہ کو ضعفاء میں شمار کر کے یہ بات لکھی اور ثقات میں بھی ذکر کیا اور توثیق کی جس طرح علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے ذکر کیا ہے و ذکرہ ابن حبان فی الثقات قلت وقال فی کتاب الضعفاء حدیثہ منکر جدا ۱۱ الخ [1]

۱۰۸
طحطاوی —— مسجدِ نبوی کی فضیلت کے بیان میں شارح تنویر الابصار نے بیان کیا کہ حدیثِ پاک کی رو سے مسجد نبوی میں ایک نماز مسجدِ حرام کے علاوہ دیگر مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار کے برابر ہے (یہ مسئلہ شارح علیہ الرحمہ نے زیارۃِ روضۂ اقدس کے ضمن میں فرمایا اور کہا کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے البتہ جس جگہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اقدس کے اعضائے مبارکہ متصل ہیں وہ مطلقاً افضل ہے یہاں تک کہ کعبۃ اللہ سے، عرش سے اور کرسی سے بھی اور آنحضرت

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۴۴۹۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کی زیارت مستحب ہے بلکہ جن لوگوں کو طاقت ہو انکے لئے واجب ہے، اگر حج فرض ہو تو ابتداء حج سے کرے اور حج نفل ہو تو پھر اگرچہ اختیار ہے لیکن بہر حال اولیٰ یہ ہے کہ روضۂ انور کی زیارت کرے اور اسی کے ساتھ مسجد شریف کی زیارت کی نیت بھی کرے)

علامہ طحطاوی نے ابنِ ہمام کا قول نقل کیا، ابنِ ہمام کہتے ہیں مجھ ناتواں کے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ محض روضۂ انور کی زیارت کی نیت کرے، جب اسے زیارت کا شرف حاصل ہو جائے گا تو مسجد شریف کی زیارت خود بخود ہو جائے گی یا اللہ تعالےٰ سے سوال کرے کہ دوبارہ اسے یہ فضیلت حاصل ہو اور مسجد کی زیارت کی نیت کرے کیونکہ اس میں (اوّلاً روضۂ اقدس کی زیارت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اجلال ہے (ابنِ ہمام کہتے ہیں) ہمارے اس قول کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے کہ جو شخص میری زیارت کے لئے آئے اور سوائے زیارت کے دوسرا کوئی مقصود نہ ہو تو (میری رحمت و شفقت کے ذمہ) واجب ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں[1] (حلبی)

ازاں بعد علامہ طحطاوی نے مسجدِ نبوی کی فضیلت میں حدیث پاک نقل فرمائی:

لا تشد الرحال الا لثلاثۃ مساجد المسجد الحرام و مسجدی ھذا والمسجد الاقصیٰ[2] (حلبی عن الفتح)

---

[1] فقہاءِ کرام کی تصریح کے باوجود روضۂ انور کی زیارت سے انکار بدعتِ سیئہ نہیں تو اور کیا ہے؟ مرتب

[2] نجدیوں نے یہ سمجھا کہ ان تین مساجد کے علاوہ سفر کرنا، خواہ وہ کتنا ہی بابرکت ہو، منع ہے اگرچہ روضۂ انور ہی کیوں نہ ہو (العیاذ باللہ) بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف زیادتیٔ ثواب کے لئے سفر نہ کیا جائے۔

Marfat.com

اعلیٰحضرت ——— یعنی اس حدیث (لا تشدوا الرحال الخ) میں مسجدِ نبوی کی فضیلتِ عظیمہ پر دلالت موجود ہے جس طرح اس حدیث میں جس کو شارح علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا۔

۱۰۹
طحطاوی ——— نکاح بالاقرار کے انعقاد کے بارے میں تنویر الابصار میں دو قول بیان کیے گئے ہیں:

فلا ینعقد بالاقرار علی المختار وقیل ان کان بمحضر من الشھود صح وجعل انشاء وھو الاصح۔

اس پر علامہ طحطاوی فرماتے ہیں:۔

فتحصل ان فی انعقاد النکاح بالاقرار قولین مصححین۔

اعلیٰحضرت ——— بلکہ یہاں تیسرا قول بھی ہے جس کی تفصیل قاضی خاں سے گزر چکی ہے اور اسے فتح القدیر کے حوالے سے فتاویٰ شامی میں نقل کرکے کہا گیا ہے کہ یہ تفصیل حق ہے، فتاویٰ شامی کی عبارت یہ ہے:۔

وقال فی الفتح قال قاضی خان وینبغی ان یکون الجواب علی التفصیل ان اقر بعقد ماض ولم یکن بینھما عقد لا یکون نکاحا وان اقر الرجل انہ زوجھا وھی انھا زوجھا یکون نکاحا ویتضمن اقرارھما الانشاء بخلاف اقرارھما بماض لانہ کذب وھو کما قال ابو حنیفۃ اذا قال لامرأتہ لیست لی امرأۃ ونوی بہ الطلاق

Marfat.com

یقع کانہ قال انی طلقتک و لو قال لم اکن
تزوجتہا ونوی الطلاق لا یقع لانہ کذب محض الخ
یعنی اذا لم تقل لنتشہد وجعلتما ھذا نکاحا
فالحق ھذا التفصیل لہ

ان اقوال میں توفیق ممکن ہے یعنی اگر عقدِ ماضی کا اقرار ہے حالانکہ عقد نہیں ہوا تو پھر انعقاد نہیں ہوگا اور اگر ایک دوسرے کے زوج اور زوجہ ہونے کا اقرار ہے تو یہ انشار شمار ہوگا تو بات ایک ہی ہے، اگر اقرار سے ثبوت ہے تو انعقاد صحیح نہیں اور اگر انشار کا مفہوم پایا جاتا ہے تو صحیح ہے۔

طحطاوی ۱۱ —— حلبی کی ایک عبارت علامہ طحطاوی نے نقل فرمائی جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:۔

فتختص بکل لفظ لا یفید الملک ولا ینعقد
بہ النکاح الخ

اعلیحضرت —— فتاوٰی شامی میں بکل لفظ یفید الملک ولا ینعقد بہ النکاح الخ ہے اور یہی صحیح ہے (گویا کہ علامہ طحطاوی کی نقل کردہ عبارت میں "لا" زائد ہے۔

طحطاوی ۱۱۱ —— اگر باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح ایک گواہ کی موجودگی میں کرے تو اس وقت صحیح ہوگا جب وہ خود بھی موجود ہو کیونکہ اس صورت میں لڑکی خود عاقدہ ہوگی اور یہ دو گواہ ہوں گے لیکن اس کی عدم موجودگی میں صحیح نہیں کیونکہ گواہ دو نہیں (تنویر الابصار مع الدر المختار) علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ یہ نکاح نافذ نہیں ہوگا بلکہ اجازت پر موقوف ہوگا

Marfat.com

جیسے حموی میں ہے۔

اعلیحضرت ——— امام طحطاوی کا یہ قول صحیح نہیں جیسا کہ ہم نے فتاویٰ شامی کے حاشیہ (ص ۴۴۹) پر تنبیہ کی ہے۔

(نوٹ) غالباً اعلیٰ حضرت کے ارشاد کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ نکاح فاسد ہے کیونکہ گواہوں کی عدم موجودگی سے نکاح فاسد ہونا چاہیے اسی حاشیہ طحطاوی میں درِ مختار کی عبارت ہے :۔

وھو الذی فقد شرطا من شرائط الصحۃ کالشھود الخ [۱]

۱۱۲
طحطاوی ——— کنایہ کے نکاح کے بارے میں صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا کہ صحیح ہے، صاحبِ درمختار نے وان کرہ تنزیہا (اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے) کی قید لگائی ہے، علامہ طحطاوی نے فرمایا ظاہر ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ کراہتِ تحریمہ کے لئے نہی یا اس کے قائم مقام کی ضرورت ہے کیونکہ وہ واجب کے رتبہ میں ہے۔

اعلیحضرت ——— جس طرح کراہتِ تحریمی کے لئے نہی کی ضرورت ہے اسی طرح کراہتِ تنزیہی کے لئے بھی خاص نہی کا ہونا ضروری ہے ورنہ پھر خلاف ہی نہیں ہوگا۔

(پھر اس مسئلہ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں) اولیٰ وہ تحقیق ہے جو فتح القدیر میں موجود ہے)، فتح القدیر کی عبارت یہ ہے :۔

(ویجوز تنویج الکتابیات) والاولیٰ ان لا یفعل

---

[۱] حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۲، ص ۵۹

Marfat.com

ولا یاکل ذبیحتہم الا للضرورۃ وتکرہ الکتابیۃ الحربیۃ اجماعا لانفتاح باب الفتنۃ من امکان التعلق المستدعی للمقام معہا فی دار الحرب وتعریض الولد علی التخلق باخلاق اھل الکفر وعلی الرق بان تسبی وھی حبلیٰ فیولد رقیقا وان کان مسلما [1]

۱۱۳

طحطاوی ـــــ اگر کسی عورت نے قاضی کے ہاں دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے اس سے نکاحِ صحیح کے ساتھ شادی کی ہے تو اس مدعا علیہ کیلئے اس مدعیہ کے ساتھ وطی جائز ہے۔ اس پر علامہ طحطاوی استفسار کے طور پر فرماتے ہیں کہ کیا پنچ (حکَم) کو بھی قاضی کی مثل شمار کیا جائیگا۔

اعلیحضرت ـــــ میں کہتا ہوں، فقہاء نے تصریح کی ہے کہ حکَم بھی قاضی کی طرح ہے البتہ قصاص اور حدود میں وہ حکم دینے کا مجاز نہیں۔

علامہ شامی اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

قلت الظاھر نعم لانھم انما فرقوا بینھما فی انہ لا یحکم فی قصاص وحد ودیۃ علیٰ عاقلۃ [2]

فتح القدیر میں ہے:۔

و ینفذ حکمہ علیہما ولھذا اذا کان المحکم بصفۃ الحاکم لانہ بمنزلۃ القاضی ـــــ ولا یجوز

---

[1] فتح القدیر، ج ۳، ص ۱۳۵

[2] رد المحتار، ج ۲، ص ۲۹۵

التحکیم فی الحدود والقصاص ــــ قالوا وتخصیص الحدود والقصاص یدل علیٰ جواز التحکیم فی سائر[1]

۱۱۴
طحطاوی ــــ اگر ولیِ اقرب نے بالغہ لڑکی سے اذنِ نکاح چاہا اور وہ خاموش رہی پھر اس نے کسی کو نکاح کا وکیل بنایا تو اگر خاوند اور مہر معروف ہیں تو جائز ہے (درمختار)

اس پر بحر الرائق میں اعتراض اٹھایا گیا ہے کہ وکیل کو اجازت کے بغیر توکیل کی اجازت نہیں پس اس کا تقاضا عدمِ جواز ہے یا یہ صورت مستثنیٰ ہے۔

علامہ طحطاوی نے مزید بحث کرتے ہوئے نتیجہ کے طور پر یہ فرمایا کہ دوسری صورت متعین ہے یعنی یہ استثناء ہے۔

اعلیٰحضرت ــــ بندۂ ضعیف نے اپنے فتاویٰ میں اس مسئلہ کی تحقیق کی ہے کہ یہ تمام بحث لاحاصل ہے اور صحیح واجب الاعتماد بات یہ ہے کہ نکاح ناجائز ہے اور نکاح فضولی ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے :-

"وکیل بالنکاح کو شرعاً اتنا اختیار ہے کہ خود نکاح پڑھائے نہ کہ دوسرے کو پڑھانے کی اجازت دے جب تک ماذونِ مطلق یا صراحۃً دوسرے کو وکیل کرنے کا مجاز نہ ہو، بغیر اس کے اگر اس نے دوسرے سے پڑھوایا تو صحیح مذہب پر بلا اذن ہوگا"

---

[1] فتح القدیر، باب التحکیم، ج ۶، ص ۴۰۸

Marfat.com

بہرحال مذہبِ راجح پر یہ نکاح، نکاحِ فضولی ہوتے ہیں لہ

۱۱۵
طحطاوی ——— اگر نکاح کرنے والا لڑکی کا باپ یا دادا ہو تو صرف خاوند کا ذکر ہی کافی ہے کیونکہ وہ مہر میں کمی نہیں کرتے جبکہ ان کا غیر ہو تو مہر کا ذکر بھی ضروری ہے۔

اعلیحضرت ——— یعنی باپ یا دادا کسی اعلیٰ غرض کے پیشِ نظر مہر میں کمی نہیں کریں گے، لہٰذا یہاں کچھ عبارت رہ گئی ہے، یا تو یہی الفاظ لغرض فوقہ ہیں یا اسی مفہوم کے کچھ اور الفاظ ہیں۔

۱۱۶
طحطاوی ——— اگر باپ یا دادا، نابالغہ کا نکاح کر دیں تو چاہے غبن فاحش کے ساتھ یا غیر کفو میں ہی کیوں نہ ہو، لازم ہو جاتے گا (تنویر الابصار مع الدر المختار)

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ غیر کفو میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے لیکن صاحبین کے نزدیک ناجائز ہے۔

اعلیحضرت ——— پس اس صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوگا جیسا کہ ہدایہ میں ہے:۔

ومن زوج ابنتہ وھی صغیرۃ عبدا او زوج ابنہ وھو صغیر امۃ فھو جائز قال وھذا عند ابی حنیفۃ ایضا لان الاعراض عن الکفاءۃ لمصلحۃ تفوقہا وعندھما ھو ضرر ظاھر لعدم الکفاءۃ فلا یجوز واللہ اعلم ؎

لہ فتاوٰی رضویہ، ج ۵، ص ۵۵، ۵۶ ملخصاً

؎ ہدایہ اولین، ج ۲، باب الاولیاء والاکفاء، ص ۳۲۲

Marfat.com

طحطاوی ۱۱۷ ـــــ اگر باپ اور دادا کے علاوہ کوئی دوسرا شخص غبنِ فاحش کے ساتھ یا غیر کفو میں نکاح کر کے دے تو صحیح نہیں، علامہ طحطاوی نے وان کان المزوج غیرھما میں ھما ضمیر کا مرجع بتایا۔

اعلیحضرت ـــــ تنویر الابصار مع درالمختار میں بیان کیا گیا کہ اگر باپ اور دادا سوءِ اختیار سے اور خاوند سوءِ عسرت سے معروف نہ ہو تو اس صورت میں باپ دادا غیر کفو میں یا غبنِ فاحش کے ساتھ نکاح کر کے دے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں لیکن اگر نکاح کے بعد خاوند غیر کفو میں بدل جائے تو پھر کسی کو فسخِ نکاح کا اختیار نہیں لہٰذا نکاح کے عدمِ جواز کے لئے خاوند کا سوءِ عسرت سے معروف ہونا نکاح سے پہلے ضروری ہے، بعد کا اعتبار نہیں۔

طحطاوی ۱۱۸ ـــــ نکاحِ فاسد کی تعریف میں صاحبِ درمختار نے فرمایا کہ وہ نکاح جس میں شرائطِ نکاح میں سے کوئی شرط مفقود ہو جیسے گواہوں کا نہ ہونا۔

علامہ طحطاوی نے نکاحِ فاسد کی چند مثالیں بیان فرما کر آخر میں فرمایا کہ نکاح فاسد سے نسب ثابت ہو جاتا ہے اور اس عورت پر عدت واجب ہو گی۔ ان مثالوں میں سے ایک مثال "کافر کا مسلمان عورت سے نکاح" بیان فرمائی۔

اعلیحضرت ـــــ (آپ فرماتے ہیں) باب ثبوت النسب کے آخر میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کافر کا مسلمان عورت سے نکاح فاسد نہیں بلکہ باطل ہے لہٰذا نہ تو نسب ثابت ہو گا اور نہ ہی عدت واجب ہو گی۔

Marfat.com

صاحبِ درِ مختار فرماتے ہیں :

قلت و فی مجموع الفتاوی نکح کافر مسلمۃ فولدت منہ لا یثبت النسب منہ ولا تجب العدۃ لانہ نکاح باطل۔

اس کی تشریح کے طور پر علامہ طحطاوی فرماتے ہیں :۔

لانہ لیس بشبہۃ بقرینۃ عدم وجوب العدۃ منہ واللہ تعالیٰ اعلم واستغفر اللہ العظیم [۱]

لہٰذا علامہ طحطاوی کا یہ قول صحیح نہیں کہ نسب ثابت ہو جائے گا۔ فتاویٰ شامی میں ہے :۔

(لانہ نکاح باطل) ای فالوطی فیہ زنی لا یثبت بہ النسب بخلاف الفاسد فانہ وطی بشبہۃ فیثبت بہ النسب [۲]

119 طحطاوی —— دس عقودِ فاسدہ کو ایک نظم میں بیان کیا گیا ہے، نظم کے اشعار میں سے ایک شعر یہ ہے ؎

والواجب الاکثر فی الکتابۃ
من الذی سماہ او من قیمۃ

حلبی کے حوالہ سے علامہ طحطاوی نے فرمایا الکتابۃ اور من القیمۃ میں "تا" کو مجرور پڑھا جائے گا اور وقف کر کے "تا" کو "ہا" نہیں پڑھیں گے

---

[۱] حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۲ ، ص ۲۴۱

[۲] ردالمحتار ، ج ۲ (باب، فصل فی ثبوت النسب) ، ص ۹۳۳

Marfat.com

کیونکہ نظم میں رجز ہوتا ہے۔

اعلیٰحضرت —— علامہ شامی نے حلبی کے حوالے سے عدمِ توقف کی وجہ بیان فرمائی اور وہ اختلافِ قافیہ سے احتراز ہے۔

۱۲۰
طحطاوی —— ایک اور شعر کے آخری الفاظ الامانۃ اور القیمۃ کے بارے میں علامہ طحطاوی نے فرمایا کہ ان کو مرفوع پڑھا جائے گا اور سکون کے ساتھ وقف نہیں کیا جائے گا جیسے کہ اس سے قبل حلبی کے حوالے سے گزر چکا ہے۔

اعلیٰحضرت —— علامہ طحطاوی نے لما مر قالہ الحلبی کہہ کر جس حوالے کی طرف اشارہ فرمایا، اعلیٰحضرت نے اسے علامہ طحطاوی سے غیر مستحسن قرار دیا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ چونکہ اس سے قبل علامہ طحطاوی نے صرف حکم بیان فرمایا تعلیل نہیں بیان فرمائی اس لئے یہاں تعلیل کا حوالہ دینا مناسب نہیں البتہ تعلیل علامہ شامی نے حلبی کے حوالے سے بیان فرمائی اور وہ یہ ہے :-

لئلا تختلف القافیۃ [1]

۱۲۱
طحطاوی —— طلبِ مہر کی بنا پر عورت خاوند کو جماع سے منع کر سکتی ہے، اس کے علاوہ اسے منع کرنے کا حق نہیں پہنچتا اور خاوند اس کی مرضی کے بغیر بھی جماع کر سکتا ہے البتہ اگر مہر کے مطالبہ کی وجہ سے منع کرے تو امامِ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جماع جائز نہیں اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے لیکن یہ اس وقت جبکہ اس سے قبل اس کی مرضی سے جماع کر چکا ہو اور اگر اس سے قبل ایسا نہیں ہوا تو عدمِ جواز پہ اتفاق ہے۔

---

[1] ردالمحتار، ج۱، ص ۳۵۲۔

Marfat.com

اعلیحضرت ـــــــ اسی طرح بعض وہ اشیاء جو عادتاً (عرفاً) مشروط سمجھی جاتی ہیں جیسے موزے (جرابیں وغیرہ) مکعب[1]، ریشمی چادر اور مٹھائی (جو تقسیم کی جاتی ہے) کے لئے رقم وغیرہ ان کی عدم ادائیگی کی وجہ سے بھی عورت جماع سے منع کر سکتی ہے کیونکہ وہ بھی غیر مصرح مہر کی طرح ہیں، فتاوٰی شامی میں اسکی تصریح اس طرح کی گئی ہے :-

وقد رأیت فی الملتقط التصریح بلزومہ کما قلنا حیث ذکر فی مسئلۃ منع المرأۃ نفسہا حتی تقبض المہر فقال ثم ان شرط لہا شیئا معلوما من المہر معجلا فاوفاہا ذلک لیس لہا ان تمنع نفسہا وکذلک المشروط عادۃ کالخف والمکعب ودیباج اللفافۃ ودراہم السکر علی ما ہو عادۃ اہل سمرقند[2]

۱۲۲

طحطاوی ـــــــ تنویر الابصار مع الدر میں ہے کہ اگر باپ اپنے چھوٹے فقیر لڑکے کا نکاح کسی عورت سے کرے تو باپ سے مہر کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا البتہ اگر وہ خود ادائیگی کا ضامن بن جائے تو مطالبہ کیا جائے گا جس طرح نفقہ کے بارے میں ہے کہ باپ اسی صورت میں ادائیگی کرے گا جب وہ ضامن ہو۔

---

[1] مکعب کے معنی لغات میں زنبیل، ابھرے ہوئے پستان والی لڑکی وغیرہ ہیں، یہاں یا تو زنبیل مراد ہے یا پستان کے اوپر کا کپڑا یعنی باڈی،

[2] رد المحتار علی الدر المختار، ج ۲، ص ۳۴۹

Marfat.com

اعلیٰحضرت ——— باپ، قاضی کے فرض کرنے یا باہمی رضامندی سے نفقہ کا ضامن ہوگا کیونکہ فقہاء کرام کی تصریح موجود ہے کہ نفقہ یا تو باہمی رضامندی سے قرض بنتا ہے یا قاضی کے فرض کردینے سے اور کفالت کیلئے دَین ہونا شرط ہے اسی لئے فقہاء نے زوجہ کے نفقہ کی کفالت کو باطل قرار دیا ہے۔

علامہ شامی نے مختلف اقوال کے درمیان اسی طرح تطبیق دی ہے فتاوٰی شامی میں ہے:-

ان الاب لایطالب بنفقة زوجة ابنه الا اذا ضمنها مقيد بالمفروضة والمقضية توفيقا بين كلامهم [1]

۱۲۳

طحطاوی ——— جب تک مہرِ معجل ادا نہ کیا جائے عورت کو حق پہنچتا ہے کہ وہ خاوند کو جماع سے منع کردے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک اگر پورا مہر مؤجل ہو تو پھر بھی عورت کو حقِ امتناع حاصل ہے کیونکہ عادةً تمام مہر کی تاخیر کے سبب جماع مؤخر ہوتا ہے۔

اعلیٰحضرت ——— امامِ ثانی کے قول پر فتوٰی کی وجہ عرف وعادت کالحاظ ہے، لہٰذا جہاں عرف یہ ہوگا وہاں عورت کو حقِ امتناع حاصل ہوگا لیکن ہمارے ملک میں مہر کی ادائیگی سے پہلے دخول معروف ہے اس لئے یہاں باتفاقِ ائمہ عورت کو امتناع کا حق نہیں کیونکہ معروف مشروط کی طرح ہے اور یہی بات خود طحطاوی نے صراحةً بیان کی کہ یہ اس وقت ہے جب پہلے سے مشروط نہ ہو

---

[1] شامی، ج ۲، ص ۶۵۱

Marfat.com

اگر حلولِ مہر سے قبل دخول کی شرط لگا دی جائے اور عورت بھی راضی ہو تو اسے روکنے کا حق بالاتفاق نہیں ہے۔

طحطاوی ۱۲۴ ——— ہر وہ نکاح جو مسلمانوں میں صحیح شمار ہوتا ہے، کفار کے مابین بھی درست ہے۔

اس کی دلیل کے طور پر صاحبِ درِ مختار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا:

ولدت من نکاح لا من سفاح

جس کا مفاد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین (معاذ اللہ) غیر مسلم تھے۔ علامہ طحطاوی نے اس استدلال کو غیر مناسب قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اس میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کی کفر کی طرف نسبت ہے جو سوءِ ادب ہے اور صحیح اعتقاد یہ ہے کہ وہ کفر سے محفوظ تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا اور وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جیسا کہ حدیثِ پاک میں وارد ہے اور اسی پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کے بارے میں فرمایا کہ "جہنم کے ادنیٰ عذاب میں وہ شخص مبتلا ہے جسے آگ کے جوتے پہنائے گئے جن سے اس کا دماغ کھولتا ہے" اور یہ بات ابو طالب کے حق میں ہے اور یہ ادنیٰ عذاب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم و توقیر کے پیشِ نظر ہے۔

اعلیٰحضرت ——— میں کہتا ہوں اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابو طالب کفر پر قائم رہے اور اسی پر اس نے انتقال کیا، رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ پاک کو خوب جانتا کیونکہ بچپن میں آپ کی تربیت کی، سفر و حضر میں آپ کے

Marfat.com

ساتھ رہے، آپ کے معجزات کو دیکھا، قرآنِ پاک کو سُنا اور اس کا ذکر کیا،
ان تمام باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ عذاب زیادہ ہو لیکن اس کے باوجود تخفیف
کیوں ہے؟ یا تو اس کے بدلے میں ہے جو آپ نے رسولِ اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی حمایت و مدد کرتے رہے، یا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم
کے پیشِ نظر ہے کیونکہ آپ طبعی طور پر ابوطالب سے محبت کرتے تھے
اور وہ آپ کی حمایت میں کمربستہ رہے کیونکہ چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔
ظاہر ہے پہلی وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ قرآنِ پاک کے مطابق کفار کے
اعمال کالعدم ہیں اور انہیں محض دنیا میں فائدہ پہنچتا ہے لہٰذا ابوطالب
کے عذاب میں تخفیف صرف اور صرف رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی تکریم و توقیر کی وجہ سے ہے اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ آپکی
تکریم والدین کے بارے میں کہیں زیادہ ہے اور اسی طرح ان کو پہنچنے
والی تکلیف آپ کی پریشانی کا باعث ہے اور اگر معاذ اللہ وہ کفر پر
ہوتے تو ان کا عذاب ابوطالب کے عذاب سے بہت خفیف ہوتا حالانکہ
حدیثِ پاک سے واضح ہے کہ ابوطالب کا عذاب سب سے خفیف ہے،
علاوہ ازیں آپ کے والدینِ کریمین نے نہ تو زمانۂ بعثت کو پایا اور نہ ہی
اسے رد کیا پس ثابت ہوا کہ وہ مسلمان تھے اور ہم مسلمانوں کو اس بارے
میں قطعاً کوئی شک نہیں، سیدھے راستے کی راہنمائی اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے۔

١٢٥ **طحاوی** ——— والدین کریمین کے اسلام کے ضمن میں علامہ طحاوی نے
ایک فاضل کا واقعہ بھی نقل فرمایا کہ اسے علماء کے مختلف اقوال کے بارے
میں کافی تفکر تھا چنانچہ اسی تفکر کے عالم میں وہ سو گیا، صبح ہوئی تو امیر شہر کا
ایلچی اسے امیر کے پاس بطورِ مہمان لے گیا، راستے میں ایک شخص نے

Marfat.com

اس کی پریشانی کو دور کرتے ہوئے مسئلہ بتایا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو اللہ تعالے نے زندہ فرمایا اور انہوں نے رسالت کی گواہی دی لہٰذا جو شخص اس حدیث کو ضعیف کہے وہ خود ضعیف ہے اور حقیقت کو سمجھنے سے عاری ہے۔

اعلیٰحضرت ——— ان یضیفہ میں ضمیر مرفوع متصل کا مرجع جندی یعنی امیر ہے اور ضمیر منصوب متصل کا مرجع وہ شخص فاصل ہے یعنی امیر نے اس فاضل کی دعوت

۱۲۶
طحطاوی ——— جو نکاح حرمت محل (جس طرح محارم) کی وجہ سے حرام ہو منعقد ہو جائیگا لہٰذا نفقہ بھی واجب ہو گا اور قاذف کو حد بھی لگائی جائے گی لیکن اس بات پر اجماع ہے کہ زوجین ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے کیونکہ وراثت صرف نکاحِ صحیح میں ثابت ہے اور وہ بھی خلاف قیاس، لہٰذا اپنے مورد پر بند رہے گی۔

اعلیٰحضرت ——— یعنی خاوند اور بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے لیکن اولاد ماں باپ کی وارث ہو گی کیونکہ ان کی ولادت نکاحِ صحیح پر بھی موقوف نہیں اس لئے کہ نکاحِ صحیح تو خلافِ قیاس نہیں (کہ صرف اسی پر اقتصار ہو) لہٰذا جہاں نسب ثابت ہو گا وہاں وراثت بھی ثابت ہو اسی لئے نکاحِ باطل میں وراثت نہیں جیسے مسلمان کی اولاد بت پرست عورت سے باپ کی وارث نہیں ہو گی۔

۱۲۷
طحطاوی ——— صاحبِ درِ مختار نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع انقطاع مدتِ ایلاء سے زیادہ اس کی مرضی کے بغیر نہ کرے۔

اس پر علامہ طحطاوی آزاد عورت کی مدتِ ایلاء چار ماہ اور لونڈی کی مدتِ ایلاء دو ماہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ کیا ہر ایک میں اس

Marfat.com

اپنی مدتِ ایلاء معتبر ہو گی یا آزاد عورت کی مدتِ ایلاء کا اعتبار کیا جائیگا۔

اعلیٰحضرت ——— اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے امام طحطاوی کی جانب سے تعینِ مدت میں تشکیک کو تعجب خیز قرار دیتے ہوئے واضح فرمایا کہ آزاد عورت کی مدتِ ایلاء کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ اگر آزاد اور لونڈی دونوں کی اپنی اپنی مدت کا اعتبار کیا جائے تو پھر لونڈی کی فضیلت لازم آتی ہے کیونکہ اس کے لئے دو ماہ میں ایک مرتبہ جماع کا حق ثابت ہو گا جب کہ آزاد عورت کے لئے چار ماہ میں ایک مرتبہ، اور یہ آزاد عورت پر زیادتی ہے اور یہ مطلوب کے خلاف ہے کیونکہ یہ تنقیص آزاد عورت پر ایسی زیادتی ہے جو ناپسندیدہ ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اس کی تائید میں علامہ طحاوی کا قول جسے صاحب درمختار نے نقل فرمایا، بیان کیا کہ آزاد عورت کے لئے چار دنوں میں ایک دن اور لونڈی کے لئے سات دنوں میں ایک دن کا حق ہے، اسی طرح حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ بھی آپ نے بطورِ تائید پیش فرمایا جس میں مجاہدین کو چار ماہ کے بعد گھر جانے کی اجازت کا حکم دیا گیا تھا اور اس میں آزاد اور لونڈی کی کوئی تمیز نہ تھی۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنی بحث مکمل کرنے کے بعد فتاویٰ شامی کو دیکھا تو وہاں بھی یہ بات مذکور تھی، شامی میں ہے:-

وھو اربعۃ اشھر یفید ان المراد ایلاء الحرۃ ویؤید ذلک ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما سمع فی اللیل امرأۃ تقول الخ[1]

---

[1] شامی، ج ۲، ص ۳۹۸

١٢٨

طحطاوی ——— "اگر عورت کی جانب سے نافرمانی کا ڈر ہو تو پہلے سمجھایا جائے پھر علیحدگی اختیار کی جائے پھر بھی باز نہ آئے تو مارا جائے۔" قرآن پاک میں بھی حکم دیا گیا ہے[1]۔ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ لفظِ ھجر کی مراد میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ بستر علیحدہ کیا جائے الخ۔

اعلیٰحضرت ——— واھجروھن سے بستر کی علیحدگی آیت کا ظاہری مفہوم ہے۔

١٢٩

طحطاوی ——— بعض کے نزدیک ترکِ جماع مراد ہے۔

اعلیٰحضرت ——— آیتِ کریمہ میں اس معنٰی کا بھی احتمال ہے۔

١٣٠

طحطاوی ——— امام طحطاوی فرماتے ہیں، زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو بستر کی علیحدگی اور ترکِ جماع کے ساتھ ترکِ کلام بھی کیا جائے۔

اعلیٰحضرت ——— واھجروھن فی المضاجع کے ظاہر الفاظ سے تو یہ مفہوم بعید ہے، شاید دلالۃً یہ مفہوم اظہر ہو۔

١٣١

طحطاوی ——— درمختار میں ہے کہ خاوند کا بیوی پر یہ حق ہے کہ ہر مباح کام میں خاوند کی اطاعت کرے۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ جب خاوند اسے حکم دے گا تو یہ کام اس پر واجب ہو جائے گا جس طرح بادشاہ کا حکم رعایا کے لئے (وجوب کا درجہ رکھتا ہے)

اعلیٰحضرت ——— اعلیٰحضرت فرماتے ہیں کہ کتاب الجہاد کے شروع میں بحرالرائق کے

---

[1] والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن الآیۃ پ ۵ع النساء

Marfat.com

حوالے سے محشی نے نقل کیا کہ عورت پر خاوند کے احکام کی پابندی صرف انہی امور میں ہے جو نکاح سے متعلق ہیں اور فتح القدیر کے حوالے سے ہے کہ اطاعت واجب ہے لیکن ان امور میں نہیں جن میں روحانی خطرات ہوں۔ اعلیٰ حضرت کے کلام کا مفاد یہ ہے کہ امام طحطاوی کا مطلقاً خاوند کے حکم کی اطاعت کا یہ قول محشی کی نقل کردہ عبادات سے متصادم ہے۔

۱۳۲
طحطاوی —— علامہ طحطاوی نے فرمایا کہ اگر عورت باوجود (حیض ونفاس سے) پاک ہونے کے خاوند کے بلانے پر حاضر نہ ہو تو خاوند اسے سزا دے سکتا ہے۔

اعلیحضرت —— اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں (صرف طہارت کی قید کافی نہیں بلکہ) مناسب تھا کہ ایسی مرض سے سلامتی کی قید لگائی جاتی جس کے ساتھ جماع موافق نہیں یا ضرر رساں ہے، اسی طرح عورت کا بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔

۱۳۳
طحطاوی —— اگر طلاق کو طلاق نامہ کے آنے سے مشروط کرتے ہوئے کہا کہ جب تیرے پاس میری یہ تحریر آئے، تجھے طلاق ہے پس اس عورت کے پاس خاوند کی تحریر پہنچتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی، چاہے وہ اسے پڑھے یا نہ پڑھے۔

اعلیحضرت —— علامہ طحطاوی نے جو عبارت خلاصہ کے حوالہ سے نقل فرمائی اس کے بارے میں اعلیحضرت فرماتے ہیں، یہ نامکمل ہے یا تو علامہ طحطاوی نے اختصار سے کام لیا ہے یا فتاوٰی عالمگیری کے نسخہ میں عبارت رہ گئی ہے ورنہ فتاوٰی قاضی خاں اور فتاوٰی ہندیہ میں مزید عبارت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ تحریر عورت کے پاس نہ پہنچے طلاق نہیں واقع ہوگی اور اگر اس نے کہا جب تیرے پاس میری یہ تحریر

Marfat.com

پہنچے، پس تجھے طلاق ہے پھر اس کے بعد (طلاق کا ذکر نہ ہو بلکہ) دیگر ضروریات کا ذکر ہو تو بھی طلاق صحیح ہو گی۔ فتاوٰی قاضی خاں میں ہے:۔

وان علق طلاقها بمجيئ الكتاب بان كتب اذا جاءك كتابي هٰذا فانت طالق فان لم يجيئ اليها الكتاب لا يقع وان كتب اذا جاءك كتابي هذا فانت طالق وكتب بعد هٰذا حوائج فجاءها الكتاب وقرأت اولم تقرأ يقع الطلاق وان بدا له بعد ما كتب فمحا الحوائج وترك اذا جاءك كتابي هٰذا فانت طالق فجاءها الكتٰب وقع الطلاق لان قوله كتابي هٰذا اشارة الى ما كتب قبل الطلاق واذا وصل اليها ذٰلك وقع الطلاق وان بدا له بعد ما كتب فمحا اذا جاءك كتابي هٰذا فانت طالق وترك الحوائج فوصل اليها ذلك لا يقع الطلاق لان شرط وقوع الطلاق ان يصل اليها ما كتب قبل قوله هٰذا فاذا محا ذٰلك لم يصل اليها ما يتعلق به الطلاق الخ [1]

۱۳۴ طحطاوی ——— علامہ طحطاوی نے فرع کے عنوان کے تحت یہ مسئلہ درج فرمایا کہ اگر کوئی شخص جھوٹی طلاق کا اقرار کرے تو دیانۃً طلاق واقع نہیں ہو گی البتہ قضاءً طلاق واقع ہو جائے گی۔

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں برحاشیہ فتاوٰی عالمگیری، ج۱، ص ۴۷۱

Marfat.com

اعلیٰحضرت —— آپ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے میں اس مسئلے پر فتوٰی دے چکا ہوں اور اس دلیل سے کہ ہر شخص کسی بھی بات کے اقرار میں خود مختار ہے لہذا اس کا اقرار صحیح قرار دیا جائے گا اور میں نے درِ مختار کے حاشیے پر بھی اس کا ذکر کیا ہے (اب علامہ طحطاوی کا ذکر کردہ یہ مسئلہ دیکھا) الحمدللہ یہ معقول، منقول کے موافق ہوا اور یہ محض اللہ تعالیٰ بلند و بالا کی عطا فرمودہ قوت ہی سے ہے۔

۱۳۵
طحطاوی —— الفاظِ کنایہ کا ذکر کرتے ہوئے علامہ طحطاوی نے الحقی برقبتك اور وھبتك لاھلك کا ذکر فرمایا۔

اعلیٰحضرت —— برقبتك صحیح نہیں بلکہ برفقتك صحیح لفظ ہے جس طرح فتاوٰی ہندیہ میں ہے :۔

وفی الحقی برفقتك یقع اذا نوی کذا فی البحر الرائق [1]

۱۳۶
طحطاوی —— طلاق کے ضمن میں الفاظِ کنایہ کا ذکر کرتے ہوئے علامہ طحطاوی نے الدر المنتقٰی اور فتاوٰی ہندیہ کے حوالہ سے چند کنایات بیان فرمائے جن میں سے ایک وھبتك لاھلك او ابیك او امك اور دوسرا عفوت عنك لاجلھم ہے۔

اعلیٰحضرت —— اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، ممکن ہے کہ الدر المنتقٰی میں وھبتك لاھلك کو الفاظِ کنایہ میں شمار کرنے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ یہ الفاظ طلاق کا بھی احتمال رکھتے ہیں اور اس بات کا بھی کہ میں نے تیرے خاندان کی وجہ سے تجھے معاف کردیا۔ پس علامہ طحطاوی سے عبارت دیکھنے میں لغزش واقع ہوئی

---

[1] فتاوٰی ہندیہ ، ج ۱ ، ص ۳۷۵

Marfat.com

(کیونکہ) الدر المنتقی کے متن الملتقے میں ہے وھبتك لاھلك، اسکی تشریح میں مجمع الانہر میں ہے" میں نے تجھے تیرے خاندان کی وجہ سے معاف کر دیا یا میں نے تجھے تیرے گھر والوں کے سپرد کر دیا کیونکہ میں نے تجھے طلاق دے دی یعنی عفوت عنك لاجلھم کو بطور احتمال بیان کیا گیا، اصل الفاظ کنایہ کے طور پر بیان نہیں کیا جبکہ علامہ طحطاوی نے ان الفاظ کو مستقل الفاظِ کنایہ میں شمار کیا ہے

۱۳۷

طحطاوی ——— الفاظِ کنایہ میں سے ایک اظفری بمرادك ہے یعنی تو اپنی مراد کو پا لے۔

اعلحضرت ——— گذشتہ کی طرح یہاں بھی دو احتمال ہیں جس طرح خود علامہ طحطاوی نے اس سے قبل صاحب درِ مختار کے قول افلحی کے تحت بحرالرائق کے حوالہ سے بیان کیا کہ اس قول میں نیت کے ساتھ طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ اس قول کا معنی "چلی جا" بھی ہے اور "اپنے مقصد میں کامیاب ہو جا" بھی ہے (لہٰذا جب دو معنوں کا احتمال ہے تو نیتِ طلاق سے طلاق واقع ہو جائے گی (مرتب)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ان الفاظ سے وقوعِ طلاق اس وقت واضح ہے، جب عورت طلاق طلب کرے یا کہے کہ میں چاہتی ہوں تو مجھے مجھے طلاق دے تو جواب میں خاوند کہے اظفری بمرادك ظاہر ہے یہاں مراد سے مطلوب طلاق ہے۔

۱۳۸

طحطاوی ——— یہ عبارت درمختار کی ہے، صاحبِ درمختار نے تعلیقِ طلاق کی شرائطِ صحت کے ضمن میں پہلی شرط یہ بیان کی کہ جس شرط سے طلاق کو معلق کیا جائے وہ ایسی معدوم ہو جو وجود میں آسکتی ہو کیونکہ اگر وہ متحقق ہو تو

Marfat.com

طلاق فی الفور واقع ہو جائے گی، معلق نہیں رہے گی اور اگر وہ محال ہو تو وہ کلام لغو ہو جائیگی، محال کی مثال یہ ہے کہ خاوند بیوی کو کہے، اگر اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے تو تجھے طلاق ہے چونکہ اونٹ کا داخل ہونا محال ہے اس لئے یہ کلام لغو ہو جائے گی۔

دوسری شرط لفظِ طلاق اور شرطِ تعلیق کا اتصال ہے۔

اعلیحضرت ——— اعلیٰ حضرت کی کلام کا مفہوم یہ ہے کہ طلاق کو کسی امر محال سے معلق کرنے سے لغویت ایک ظاہری اور بدیہی امر ہے لیکن اگر امرِ محال سے عدمِ طلاق کو معلق کیا جائے تو کیا طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟ مثلاً یہ کہے کہ "اگر اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے تو تجھے طلاق نہیں" اس صورت میں کلام کے مفہوم کا اعتبار کیا جائے تو طلاق تنجیزی واقع ہو گی کیونکہ طلاق کو ایک وجودی سے معلق کیا گیا ہے لیکن محض نیت کرنے اور فرض کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ طلاق کے الفاظ استعمال کئے جائیں تو وقوع ہوتا ہے جس طرح اگر کوئی کہے لا حاجۃ لی الیک (مجھے تیری طرف کوئی حاجت نہیں) تو طلاق واقع نہیں ہو گی کیونکہ یہ طلاق کے الفاظ نہیں اسی طرح مذکورہ صورت میں بھی تعلیق کا مفہوم ہے الفاظ نہیں (لہذا طلاق نہیں واقع ہو گی)

۱۳۹
طحاوی ——— تنویر الابصار کے مصنف نے مسئلہ بیان فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے کہے اگر تو زید کی زیارت کرے تو تجھے طلاق ہے اب اسی عورت سے اس شخص نے نکاح کیا پھر عورت نے زید کی زیارت کی تو طلاق واقع نہیں ہو گی بلکہ کلام لغو ہو جائے گی۔

اسی ضمن میں صاحب درِ مختار نے بحر الرائق کے حوالے سے بیان کیا

Marfat.com

ہمارے عرف میں عورت کی زیارت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ کھانے کا سامان لے کر جاتے جسے وہاں جا کر پکایا جائے۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ مصر میں آجکل اس کے خلاف معروف ہے یعنی وہاں عورت زیارت کرنے والی شمار کی جائے گی اگرچہ اس کے پاس ایسی چیز بھی ہو جسے پکایا نہیں جاتا جیسے پھل وغیرہ۔

اعلیٰحضرت ــــــ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ہمارے عرف میں زیارت کا مفہوم ان دونوں سے عام ہے کیونکہ ہمارے ہاں عورت زائرہ شمار ہوگی چاہے وہ اپنے ساتھ کچھ بھی نہ لے جائے۔

۱۴۰
طحطاوی ــــــ طلاقِ مریض کی بحث میں صاحب درمختار نے المجتبیٰ کے حوالے سے بیان کیا کہ اگر مقعد[1] مسلول[2] اور مفلوج[3] کی بیماری طویل ہو جائے اور اسے چلنے پھرنے سے معذور نہ کر دے تو وہ صحیح کی طرح ہے، اس پر تفریع کے طور پر علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ بیماری طویل نہ ہو یا طویل تو ہو لیکن چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو تو وہ مریض ہے۔

اعلیٰحضرت ــــــ علامہ شامی نے کتاب الوصایا میں درمختار کے اس قول واعتمد فی التجرید کی تشریح میں جو لکھا ہے وہ اس کے خلاف ہے، فتاوی شامی کی عبارت یہ ہے :-

---

[1] الذی اقعدہ المرض عن القیام۔

[2] من السل بالکسر مرض معروف۔

[3] من یحدث فی احد شقی البدن طولا فیبطل احساسہ وربما کان فی الشقین ویحدث بغتۃ۔ (حاشیۃ الطحطاوی، ج ۲، ص ۱۶۵)

Marfat.com

والظاهر انه مقيد بغير الامراض المزمنة

التى طالت ولم يخف منها الموت كالفالج

ونحوه وان صيرته ذا فراش ومنعته عن

الذهاب فى حوائجه [1]

۱۴۱ طحطاوی ـــــــ تنویر الابصار مع درِ مختار میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے انت علی مثل امی اور احترام یا ظہار یا طلاق کی نیت کرے تو اس کی نیت صحیح ہو گی کیونکہ یہ کنایہ ہے لہٰذا جو اس نے ارادہ کیا وہی واقع ہو گا، علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ چاہے نیت کرے چاہے دلالتِ حال ہو، طلاق واقع ہو جائے گی۔

اعلیٰحضرت ـــــــ صرف دلالتِ حال سے وقوعِ طلاق کے قول سے فقیر کو اختلاف ہے۔

۱۴۲ طحطاوی ـــــــ کفارہ کے بیان میں کہا گیا ہے کہ جو شخص کسی ایسی مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو، جس کے صحیح ہونے کی امید نہ ہو یا بوڑھا ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا اس کے برابر قیمت ادا کرے اور اگر ان کو صبح وشام کے کھانے کا مالک بنائے یا ایک وقت کا کھانا اور دوسرے وقت کی قیمت ادا کرے یا دو صبح یا دو پہر یا ایک سحری اور شام کے وقت کھانا کھلائے تو جائز ہے (تنویر الابصار و درِ مختار)

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ وہ کھانا جو مساکین کے لئے مباح کیا گیا، انہی کے ہاتھوں ضائع ہو جائے تو جس نے مباح کیا

---

[1] شامی، ج ۵، ص ۴۲۳

اس کی ملک میں ضائع ہوگا یا جس کے ہاتھوں ضائع ہوا، علامہ طحطاوی فرماتے ہیں:۔

" میں کہتا ہوں کہ جب وہ کھانے میں بدل گیا اور ماکول ہوگیا تو مباح کنندہ کی ملک زائل ہوگئی، اب وہ کسی کی ملک نہیں ہوگا"

اعلیٰحضرت ——— صاحب کا اسم وہ چیز ہے جو ہلاک (ضائع) ہو رہی ہے پس یہ اس کو بھی شامل ہوگا جب پانی کو مباح کیا جائے تاکہ اس کے ساتھ وضو کیا جائے غسل کیا جائے یا اس کے ساتھ کپڑے دھوئے جائیں اور اسی قسم کی دوسری اشیاء بھی (یعنی جب کوئی چیز کسی نے مباح کر دی تو وہ مبیح عنہ کی ملک نہیں رہے گی)

۱۴۳
طحطاوی ——— تنویر الابصار میں ہے:۔

لو اباحه کل الطعام فی یوم واحد دفعة اجزأ عن یومه ذلك فقط وكذا اذا ملكه الطعام بدفعات فی یوم واحد علی الاصح۔

امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ لو اباحه میں اباحت سے مراد تملیک ہے یعنی اگر کفارہ ادا کرنے والے نے مسکین کو ایک ہی دن میں پورے طعام (کفارہ) کا مالک بنا دیا یا ایک ہی دن میں کئی بار کے ذریعے مالک بنایا تو فقط اسی دن کا کفارہ ادا ہوگا۔

اعلیٰحضرت ——— آپ فرماتے ہیں کہ امام طحطاوی کا اباحت سے تملیک مراد لینا صحیح نہیں کیونکہ اباحت کے مقابلے میں مصنف او ملکه لائے ہیں (جس سے صاف ظاہر ہے کہ دونوں سے ایک معنی مراد نہیں ہے) امام طحطاوی نے یہ بات اس لئے بتائی کہ مصنف نے اولاً اباحة دفعة کہا پھر ملكه بدفعات کہا جس سے علامہ طحطاوی نے گمان کیا کہ دونوں مسئلوں میں صرف دفعة

اور دفعات کا فرق ہے ورنہ اگر اباحت اور تملیک کو ہم معنیٰ نہ مانا جائے تو یہ قیود (دفعۃ اور دفعات) باطل ہیں لیکن امام شامی نے اس بات کا نہایت عمدہ جواب دیا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ قبیلۂ احتباک سے ہے یعنی دونوں جگہوں میں مصنف نے اس بات کی تصریح کردی جسے دوسرے مقام پر ذکر نہیں کیا،

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ دونوں مقامات پر بدفعۃ اور دفعات مراد ہے یعنی دونوں مسئلوں میں عبارت مقدر ہے، علامہ شامی کی عبارت یہ ہے :۔

(قولہ دفعۃ) ای او بدفعات وقولہ بدفعات ای او بدفعۃ کما افاد فی البحر فھو من قبیل الاحتباک حیث صرح فی کل من الموضعین بما سکت عنہ فی الموضع الآخر لہ

اب تنویر الابصار کی عبارت یوں ہوگی :۔

ولو اباحہ کل الطعام فی یوم واحد دفعۃ او بدفعات اجزأہ عن یومہ ذلک فقط وکذا اذا ملکہ الطعام بدفعات او بدفعۃ فی یوم واحد علی الاصح۔

۱۴۴ طحطاوی ——— عنین کے احکامات کے سلسلہ میں تنویر الابصار میں باب باندھا گیا، باب العنین وغیرہ ، علامہ طحطاوی نے وغیرہ کے تحت فرمایا :۔

شمل الخصی والشکاز والمسحور والخنثی المشکل والمعتوہ والشیخ الکبیر الخ۔

لہ رد المحتار علی الدر المختار ، ج ۲ ، ص ۵۸۳

Marfat.com

اعلیٰحضرت ـــــــ الشکاز کی تعریف کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ مبالغے کا صیغہ ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے معانقہ کرے، اسے چھوئے یا اسے بوسہ دے تو بلا دخول انزال ہو جائے (یعنی سرعت انزال کا مریض)

۱۴۵
طحطاوی ـــــــ صاحبِ درمختار نے عنین کا لغوی معنیٰ یہ بیان کیا :-

من لا یقدر علی الجماع

صاحب تنویر الابصار نے اصطلاحی معنیٰ یہ بیان کیا :-

من لا یقدر علی جماع فرج زوجتہ

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ لغوی معنیٰ اصطلاحی معنیٰ سے زیادہ عام ہے، کیونکہ اس میں تمام عورتوں سے جماع پہ عدمِ قدرت کا مفہوم ہے جبکہ اصطلاحی معنی میں صرف زوجہ کا ذکر ہے۔

اعلیٰحضرت ـــــــ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ایک اعتبار سے تو لغوی معنی اعم نہیں بلکہ اخص ہے کیونکہ اصطلاحی معنی میں تو یہ کہا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے فرج میں جماع پہ قادر نہ ہو اگرچہ اس کی دبر میں قادر ہو یا باقی تمام عورتوں کی فروج میں جماع پہ پہلے قادر رہ چکا ہو اور لغوی معنیٰ خاص ہے کہ مطلقاً جماع پہ قادر نہ ہو لیکن (دوسرے اعتبار سے لغوی معنی اعم ہے جس طرح علامہ طحطاوی نے فرمایا) لغوی معنیٰ کے اعتبار سے تمام عورتوں سے جماع پہ عدمِ قدرت مراد لی گئی ہے اور اصطلاحی معنیٰ میں صرف اپنی بیوی کی فرج سے جماع پہ عدمِ قدرت مراد ہے پس اس معنیٰ کے اعتبار سے لغوی معنی اعم ہے یعنی یہ (صرف بیوی کی فرج ہی نہیں بلکہ) ان فروج کو بھی شامل ہوگا جن سے جماع کی عدمِ قدرت کا بیان کیا گیا ہے۔

Marfat.com

۱۴۶
طحطاوی —— امام طحطاوی فرماتے ہیں، ابن عقیل نے کہا کہ عنین سے دبر میں جماع کی بھی نفی ہے کیونکہ یہ قُبُل (فرج) میں جماع سے بھی سخت ہے۔

اعلیٰحضرت —— اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ فرج میں جماع کی عدم قدرت سے دُبر میں جماع کی عدم قدرت ثابت کرنا صحیح نہیں کیونکہ بعض اوقات جادو کے سبب فرج میں جماع پہ قدرت نہیں ہوتی۔

۱۴۷
طحطاوی —— عنین کو ایک سال کی مہلت دی جائے۔ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ قاضی مہلت دے، پھر فرماتے ہیں، حموی شرح کنز میں ہے اور اسکی کلام دلالت کرتی ہے کہ غیر قاضی کی تاجیل معتبر نہیں اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محکم بھی ہو تو اسے بھی اختیار نہیں۔

اعلیٰحضرت —— یہ بات فتاویٰ خیریہ کی تصریح کے خلاف ہے البتہ فتاویٰ خیریہ میں صرف ضابطۂ کلیہ بیان کیا گیا ہے، کوئی دلیل نہیں دی گئی اور وہ یہ ہے کہ حد اور قصاص کے علاوہ تحکیم جائز ہے [۱]

۱۴۸
طحطاوی —— باکرہ عورت کی پہچان کے لئے یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ دیوار پہ پیشاب کرے، اگر سیدھا دیوار پہ لگے تو وہ باکرہ ہے ورنہ ثَیّبہ ہے۔ امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ یہ بات تجربہ سے تعلق رکھتی ہے۔

اعلیٰحضرت —— اعلیٰ حضرت وضاحت فرماتے ہیں کہ تجربہ سے ثیبہ اور باکرہ کے درمیان کیفیتِ پیشاب میں فرق ثابت ہو چکا ہے۔

۱۴۹
طحطاوی —— تنویر الابصار مع درمختار میں ہے کہ زوجین میں کسی ایک کو دوسرے کے عیب کی وجہ سے رد کرنے کا اختیار نہیں اگرچہ وہ عیب زیادہ ہو مثلاً

---

[۱] فتاویٰ خیریہ برحاشیہ فتاویٰ حامدیہ، ج ۲، ص ۲۷

Marfat.com

جنون، جذام، برص، رتق اور قرن وغیرہ، ائمہ ثلاثہ نے ان پانچوں عیوب میں خاوند کے اختیار کی مخالفت کی ہے جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تین عیوب میں مخالفت کی ہے۔ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہی قہستانی نے ہر اس عیب کو لاحق کیا جس کی وجہ سے عورت کے لئے خاوند کے ساتھ ٹھہرنا ناممکن ہو۔

اعلیٰحضرت ـــــــ اسے زیلعی نے تبیین میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرتِ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب خاوند میں ایسا عیب ہو جس کے باعث عورت اپنا حق نہ پاسکتی ہو تو اسے رد کا اختیار ہے کیونکہ وہ اس عیب کی وجہ سے اپنا حق حاصل نہیں کرسکے گی پس وہ مجبوب اور عنین کی طرح ہوگا لیکن مرد کو یہ اختیار نہیں کیونکہ عورت میں عیب کی وجہ سے خاوند طلاق کے ذریعے ضرر سے بچ سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کسی دوسری عورت سے متمتع ہو۔

۱۵۰

طحطاوی ـــــــ بچے کی تربیت عصبات کے بعد ذوالرحم کے ذمے ہے (درمختار) علامہ طحطاوی نے ذوالرحم کو محرم کی قید سے مقید کیا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ اگر مطلقًا ذوالرحم مراد ہو تو یہ ان عورتوں کو بھی شامل ہوگا جو محرم نہیں جس طرح پھوپھی زاد اور خالہ زاد بہنیں اور یہ بات صحیح نہیں، کیونکہ یہ درمختار کے بعد والے قول ولاحق لولد عم وعمۃ وخال وخالۃ لعدم المحرمیۃ کے مخالف ہے۔

اعلیٰحضرت ـــــــ لاحق لولد عم الخ مشتہاۃ کے حق میں ہے جب کہ چچازاد سے امن نہ ہو جس طرح خود علامہ طحطاوی نے بعد میں بحر الرائق سے نقل کیا ہے اس لئے دونوں عبارتوں میں کوئی تناقض نہیں ہے۔

Marfat.com

بحرالرائق کے حوالے سے علامہ طحطاوی نے یہ عبارت نقل کی ہے:۔

عبر بالولد ليعم الذكر والانثى وهذا في حق الانثى المشتهاة اذا كان ابن العم غير مامون الخ[۵]

بحرالرائق میں ہے:۔

لكن ينبغي ان يكون محل عدم الدفع الى ابن العم ما اذا كانت الصغيرة تشتهى وهو غير مامون اما اذا كانت لا تشتهى كبنت سنة فلا منع لانه لا فتنة وكذا اذا كانت تشتهى وكان مامونا[۶]

۱۵ طحطاوی —— چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد اور ماموں زاد بھائیوں کو حقِ حضانت (تربیت) حاصل نہیں کیونکہ وہ محرم نہیں (درمختار)

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ عدمِ محرمیت کی علت کا تقاضا ہے کہ ان مذکورہ بالا کو حقِ پرورش حاصل نہیں اگرچہ بچی غیر مشتہاۃ ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت —— اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی نے مختلف کتبِ فقہ کے حوالوں سے بیان فرمایا کہ چچازاد بھائیوں کو، بچہ یا چھوٹی بچی پرورش کے لئے نہ دی جائے (قاضی ملخصاً)، غیر محرم اور عصبہ فاسق کو بچی کی پرورش کا کوئی اختیار نہیں (کفایہ و ہندیہ[۷]) محرم ہی کو بچی کی تربیت کا حق حاصل ہے۔ (فتاویٰ خیریہ عن المنہاج للعقیلی، خلاصہ، تاتارخانیہ)، چچازاد کو لڑکی کی پرورش کا کوئی

---

۵ حاشیۃ الطحطاوی، ج ۲، ص ۲۴۶

۶ بحرالرائق، ج ۴، ص ۱۶۹

۷ فتاویٰ ہندیہ، ج ۱، ص ۵۴۲

Marfat.com

حق نہیں (خانیہ و فتح القدیر)[1]

ہدایہ میں ابنِ عم کے لئے عدمِ حق حضانت کو بلا تفصیل بیان کیا گیا ہے اگرچہ صاحبِ ہدایہ نے جو دلیل بیان کی ہے اس کے ظاہر الفاظ تفصیل کی طرف اشارہ کرتے ہیں کیونکہ صاحبِ ہدایہ نے ابنِ عم کو حقِ حضانت حاصل نہ ہونے کی دلیل "فتنے سے حفاظت" بیان کی[2] اور ظاہر ہے کہ فتنہ مشتہاۃ ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

۱۵۲
طحطاوی ——— علامہ طحطاوی نے فتاوٰی قاری الہدایہ کے حوالے سے نقل فرمایا کہ فقہاء کے قول ویصح اسلام الصبی العاقل میں صبی سے مراد وہ ہے جو سات سال یا اس سے زائد عمر کا ہو جائے، اس پر بطورِ دلیل فرمایا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرتِ امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات سال کی عمر میں دعوتِ اسلام دی۔

اعلیٰحضرت ——— اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، صحیح یہ ہے کہ آپ کی عمر دس سال تھی۔

۱۵۳
طحطاوی ——— پرورش کرنے والی، ربیبہ کے غیر محرم سے نکاح کر لے تو حقِ حضانت ساقط ہو جائے گا (تنویر الابصار)

اس مسئلے کے ضمن میں درِ مختار میں قنیہ کے حوالے سے ہے کہ اگر بچے کی ماں کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے اور اس بچے کو اس کی نانی اس کے سوتیلے باپ کے گھر میں رکھے تو باپ کو بچہ واپس لینے کا حق ہے، بحر الرائق میں ہے، مجھے اس بارے میں تردد ہے کہ اگر بچے کو

---

[1] فتاوٰی خانیہ بر حاشیہ فتاوٰی ہندیہ، ج ۱، ص ۴۲۳ - فتح القدیر، ج ۴، ص ۱۸۶

[2] ہدایہ اولین ، ص ۴۳۵ (باب حضانۃ الولد ومن احق بہ)

Marfat.com

اس کی خالہ یا اس جیسی کوئی رشتہ دار کسی اجنبی کے ہاں ٹھہرائے تو آیا حقِ حضانت ساقط ہو جائے گا؟ صاحبِ بحر الرائق فرماتے ہیں کہ ساقط ہو جائے گا لیکن نہر الفائق میں ہے کہ ساقط نہیں ہوگا کیونکہ زوج الام اور اجنبی میں فرق ہے۔

صاحبِ نہر الفائق کے قول کی وجہ علامہ طحطاوی نے بیان فرمائی کہ اگرچہ زوج الام اپنی بیوی کے بچے پر اپنا مال خرچ نہیں کرتا لیکن اس کے باوجود مال سے تعلق کی بنا پر اسے ناپسند کرتا ہے اور بسا اوقات بعض اغراض کے تحت اپنی بیوی یا اس بچے کو منع کر دیتا ہے جبکہ اجنبی میں یہ چیز نہیں پائی جاتی۔

اعلیٰحضرت ——— آپ نے اس دلیل کو اقویٰ قرار دیتے ہوئے وجہ بیان فرمائی کہ چونکہ عورت کا نفقہ خاوند کے ذمہ ہوتا ہے اور عام طور پر گھر کا سب سامان عورت کے اختیار میں ہوتا ہے اس لئے اجتناب کے باوجود مال از روئے شفقت بچے کو خاوند کے مال میں سے بالخصوص پھل اور کھانا وغیرہ دے دیتی ہے چنانچہ خاوند بدگمانی کرتا ہے اور عورت کو متہم کرتا ہے اور اس بنا پر وہ بچے کو ناپسند کرتا ہے حتیٰ کہ بیوی اور خاوند کے درمیان اختلاف رونما ہو جاتا ہے جبکہ اجنبی میں یہ بات نہیں ہوتی کیونکہ عورتیں اجنبی کے مال سے اجتناب کرتی ہیں اور وہ بھی ان کو موردِ الزام نہیں ٹھہراتا، ان تمام باتوں کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ ہم نے بارہا دیکھا کہ اجنبی لوگ چھوٹے بچوں پر مشفق ہوتے ہیں اور زوج الام کو بچے سے نفرت کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ المختصر اجنبی سے عداوت متصور نہیں جبکہ مربی سے علاقہ عداوت ہے لہذا دونوں میں فرق ہے۔

۱۵۲ طحطاوی ——— ماں اور دادی کو بچی کے حیض آنے تک حقِ حضانت ہے اور ان کے غیر کو اس بچی کے مشتہاۃ ہونے تک حق ہے لیکن امام محمد علیہ الرحمہ

Marfat.com

کے نزدیک ماں اور دادی کے لئے مشتہاۃ ہونے تک حقِ حضانت
ہے۔ (تنویر الابصار) درِمختار میں زیلعی کے حوالے سے اس کی
کثرتِ فساد بیان کی گئی ہے۔

اعلیحضرت ——— امامِ محمد علیہ الرحمہ کی اس روایت پہ عمل درآمد اس وقت
ہوسکتا ہے جب بچی کا باپ یا کوئی عصبہ موجود ہو نیز حاضنہ سے
کوئی بہتری کی امید نہ ہو اور عصبہ سے مراد محارم ہیں اور بچی ان کے
علاوہ کسی دوسرے کے سپرد بھی نہ کی جائے۔

۱۵۵
طحطاوی ——— مسائلِ نفقہ کے ضمن میں علامہ طحطاوی نے ایک
بیان کرتے ہوئے علامہ عبدالقادر کی کتاب "الواقعات" کا ذکر

اعلیحضرت ——— یہ علامہ عبدالقادر بن یوسف آفندی ہیں جو قدری لوزی مشہور

۱۵۶
طحطاوی ——— کیا غیر اللہ کے ساتھ قسم کھائی جاسکتی ہے؟ بعض کے نزدیک
مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ نہیں، بالخصوص ہمارے زمانہ
میں اسی پر فتویٰ ہے اور حدیثِ پاک میں جو نہی وارد ہوتی ہے اس کا
مطلب یہ ہے کہ عادۃً اور تفاخر کے طور پر قسم نہ کھائی جائے اگر وثوق
تو کوئی حرج نہیں (درِمختار)

اعلیحضرت ——— اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، حدیثِ پاک میں طلاق کے ساتھ
قسم کی مذمت کی گئی، ابنِ بلبان نے تلخیص الجامع میں اس کی تصریح
کی ہے جیسے علامہ شامی نے (ردالمحتار کے) ص ۶۹ پر نقل کی ہے
اور ہم نے ردالمحتار کے حاشیے پر ص ۷۰ پر اس کی توجیہ کی ہے۔

۱۵۷
طحطاوی ——— یمینِ لغو کے بارے میں مصنفِ تنویر الابصار نے فرمایا
اس میں گناہ نہیں ہوگا لیکن امامِ محمد علیہ الرحمہ نے اس پر جزم نہیں کیا

Marfat.com

بلکہ عدمِ مواخذہ کی امید سے معلق کیا۔

اب امامِ محمد علیہ الرحمہ پر اعتراض کیا گیا ہے کہ قرآنِ پاک میں اس آیت لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم کے ذریعہ عدمِ مواخذہ پر جزم کیا گیا ہے اور امامِ محمد علیہ الرحمہ کا قول اس کے خلاف ہے۔

صاحبِ ہدایہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ چونکہ یمینِ لغو کی تفسیر میں اختلاف ہے اس لئے عدمِ مواخذہ کو امامِ موصوف نے امید سے معلق کیا ہے نہر الفائق میں اس کی یہ توجیہ کی گئی ہے کہ دو چیزیں ہیں، ایک کفارہ، دوسرا عذاب۔ تو جب آیت میں مواخذہ بالکفارہ کے ساتھ منفی ہو گی تو آیت میں آخرت کے بارے میں سکوت ہے اسی لئے امام موصوف نے رجاء سے معلق کیا ہے، امامِ حموی نے نہر الفائق کی عبارت نقل کر کے اس پر اعتراض کیا کہ امامِ شافعی تو امامِ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہوئے ہیں لہٰذا اس وقت اختلاف ہی نہ تھا تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اختلافِ تفسیر کی بنا پر امامِ محمد علیہ الرحمہ نے امید کے ساتھ معلق کیا ہے۔

اعلیٰحضرت —— یمینِ لغو کی تفسیر میں صرف امامِ شافعی ہی کا اختلاف نہیں بلکہ امامِ شافعی بلکہ امامِ محمد رحمہما اللہ سے پہلے ائمہ مجتہدین میں اختلاف تھا۔

۱۵۸
طحطاوی —— وسلطان اللہ کے الفاظ اسی وقت قسم بن سکتے ہیں جبکہ قدرت کی نیت کی جاتی، اگر بادشاہی یا قوتِ مراد لی جائے تو قسم نہیں بنیں گے لہٰذا عرف کے اعتبار سے فرق کیا جائے گا یعنی جہاں سلطان کے معنیٰ قدرت لئے جاتے ہیں وہاں قسم منعقد ہو جائے گی اور جہاں نہیں وہاں نہیں۔

اعلیٰحضرت —— ردالمحتار[1] میں اس کی بہترین توجیہ کی گئی اور وہ یہ کہ نوٰی

---

[1] ردالمحتار، ج ۳، ص ۵۴

Marfat.com

قدرت کے الفاظ کے ساتھ اس کلام سے احتراز کیا گیا، جب السلطان کے ساتھ البرھان و الحجۃ کے الفاظ بھی ہوں کیونکہ لفظ برہان اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے۔

۱۵۹
طحطاوی ——— وہ زنا جس سے حد واجب ہوتی ہے اس کی تعریف صاحب تنویر الابصار نے یہ فرمائی :-

وطئ مکلف ناطق طائع فی قبل مشتہاۃ خال عن ملکہ وشبہتہ فی دار السلام او تمکینہ من ذلک او تمکینہا۔

محیط میں اس کے ساتھ العلم بالتحریم کی بھی قید لگائی گئی، صاحب فتح القدیر نے فرمایا کہ زنا ہر ملت میں حرام ہے۔ امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ صاحب فتح القدیر کا رد ظاہر نہیں کیونکہ ہر ملت میں حرمت کا ثبوت اس بات کے مخالف نہیں کہ بعض لوگ اس سے لاعلم ہوں، نیز کسی صاحب نے ہر ملت میں اس کے حلال ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کیا اور اسی کے ساتھ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ اگر وہ شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا ہے تو اسے کوڑے لگاؤ اور اگر نہیں جانتا تو اسے بتاؤ کہ پھر ازتکاب زنا کرے تو کوڑے لگاؤ [1]

اعلیحضرت ——— امام طحطاوی کے اس جواب کے ساتھ کہ بعض لوگوں کی جہالت اس کی حرمت ثابتہ کے مخالف نہیں، یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہوتے ہیں تو شریعت حقہ کے بہت سے احکام کو اپنی باطل

---

[1] امیر المؤمنین نے یہ حکم اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے یمن میں زنا کا ارتکاب کیا۔ مرتب

Marfat.com

شریعت کے مخالف دیکھتے ہیں لہٰذا نومسلم کا اپنے دین میں کسی بات کی حرمت کو جاننے سے پہلے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دینِ اسلام میں اس کی حرمت کو بھی جانتا ہو۔

۱۶۰
طحطاوی ——— زنا کے ثبوت کے لئے جو چار گواہ گواہی دیں ان سے قاضی پوچھے ماھو وکیف ھو واین ھو ومتی زنی وبمن زنی۔ "ماھو" سے زنا کی شرعی تعریف یعنی "ابلاج" کا سوال ہوگا تاکہ غیرِ ابلاج سے احتراز ہوجائے، کیف ھو سے یہ مطلب ہے کہ آیا ارتکابِ زنا اطاعت کے ساتھ ہوا یا اکراہ کے ساتھ، علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ جب زنا موجبِ حد کی تعریف میں لفظِ "طائعًا" کے ذریعے مکرہ سے احتراز ہوگیا تو یہاں اس کی کیا ضرورت ہے؟

اعلیٰحضرت ——— اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ کیف ھو کے ذریعے سوال صحیح ہے کیونکہ ایک زنا وہ ہے جس سے حد واجب ہوتی ہے اور اس کو جمیع قیود کے ساتھ علماء ہی جانتے ہیں۔ اس تعریف سے مکرہ کا خارج ہونا اسے مطلقًا زنا کی تعریف سے تو خارج نہیں کرتا اور زنا کی شرعی تعریف جس کے بارے میں گواہوں سے سوال کیا جاتا ہے محض آنکھوں اور ہاتھوں کے زنا نیز ران یا ناف کے جماع سے احتراز کے لئے ہے اسی لئے شارح نے اسے محض ایلاج قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ مکرہ سے زنا میں فرج میں ذکر کا دخول پایا جاتا ہے لہٰذا یہ سوال ضروری ہوگیا کہ کیف ھو تاکہ اس کے ذریعے مکرہ وغیرہ کو حدِ زنا سے خارج کیا جاسکے۔

۱۶۱
طحطاوی ——— امامِ طحطاوی نے "تتمہ" کے عنوان کے تحت فتوحاتِ مکیہ کے حوالے سے بیان فرمایا کہ اہلِ جنت کی صفات میں سے ہے کہ ان کے دُبر نہیں ہونگے کیونکہ یہ دنیا میں ناپاک فضلائے حاجت کے لئے بنائے گئے ہیں اور جنت

ناپاکی کی جگہ نہیں۔

اعلیٰحضرت —— مذکورہ بالا علت پر قیاس کرتے ہوئے عورتوں کی شرمگاہوں کے بارے میں بھی یہی بات مناسب ہے کیونکہ وہ پیشاب کے سوراخ ہیں۔

۱۶۲
طحطاوی —— تنویر الابصار میں ہے کہ بچے، غلام اور عورت پر جہاد فرض نہیں ہے امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو یا مالک اپنے غلام کو جہاد کا حکم دے تو ان کے حکم کی تعمیل میں فرض ہوگا۔ بحرالرائق میں اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ بات مسلمان غلام کے بارے میں تو کہی جا سکتی ہے لیکن عورت کے بارے میں نہیں کیونکہ عورت پر صرف انہی احکام میں خاوند کی اطاعت واجب ہے جو نکاح سے متعلق ہیں۔

اعلیٰحضرت —— نکاح سے متعلق امور جن میں بیوی پر خاوند کی اطاعت واجب ہے یہ ہیں، زیبائش اختیار کرنا، جماع کی طرف بلائی جائے تو حاضر ہونا بشرطیکہ جماع اپنی شروط کے ساتھ ہو، خاوند کے گھر سے ناجائز باہر نہ جانا، کسی کے ہاں چاہے باپ ہی کیوں نہ ہو، رات نہ گذارنا البتہ اگر باپ کو بالخصوص اس کی ضرورت ہو تو وہاں رات گذار سکتی ہے، نفلی روزے ترک کر دینا، لباس اور بدن کو عطر وغیرہ سے خوشبو لگانا اور حیض کے بعد شرمگاہ کو خوشبودار روئی وغیرہ سے صاف کرنا وغیرہا۔

۱۶۳
طحطاوی —— اگر دارحرب سے قیدیوں کو خریدنے کا ارادہ کیا جائے اور قیدیوں میں مرد، عورتیں، علماء اور جہال ملے جلے ہوں تو انہیں کس ترتیب سے خریدا جائے، اس بحث میں علامہ طحطاوی نے الدرالمنتقیٰ کے حوالے سے فرمایا کہ مردوں کو مقدم کیا جائے تاکہ دشمنوں سے دفاع کے سلسلہ میں ان سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

Marfat.com

اعلیٰحضرت —— اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ اگر امام کو تکثیرِ لشکر کی ضرورت ہو تو مردوں کو پہلے خریدے ورنہ عورتوں کی خریدیہ کو مقدم کرے تاکہ ان کی عصمت محفوظ ہو سکے۔

۱۶۴

طحطاوی —— مالِ غنیمت میں سے بعض لوگوں کے لئے حصہ مقرر ہے جبکہ بعض کے لئے کچھ عطیہ ہے، مؤخر الذکر افراد میں سے ایک وہ ذمی ہے جو راستہ دکھائے (تنویر الابصار)

صاحبِ درِمختار فرماتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت کفار سے استعانت جائز ہے اور خود رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہودیوں کے خلاف یہودیوں سے مدد لی اور مالِ غنیمت میں سے بھی انہیں کچھ حصہ دیا۔

علامہ طحطاوی نے مسئلہ مذکورہ کے ضمن میں فتح القدیر کی عبارت نقل فرمائی جس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین کے خلاف مشرکین سے استعانت جائز ہے جبکہ وہ خوشی سے آمادہ ہوں نیز نہ تو ان کو حصہ دیا جائے اور نہ ہی ان کیلئے جھنڈا ہو، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ آپ نے ان کو پورا حصہ دیا ہو بلکہ کچھ مال دیا۔ اس اعتراض کے جواب میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں بعض افراد کو واپس کر دیا، صاحبِ فتح القدیر نے فرمایا:-

ولعل رده من رده فی غزوة بدر رجاء ان یسلم الخ [1]

---

[1] فتح القدیر، ج ۵، ص ۲۴۳۔

اعلیٰحضرت ——— "لعل مراده من الخ" فتح القدیر کی کلام نہیں بلکہ صاحب فتح القدیر نے اسے امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل فرمایا ہے جیسا کہ انہوں نے اسے نصب الرایہ میں بیان کیا۔

۱۶۵
طحطاوی ——— بزازی نے کہا کہ اگر کوئی شخص شراب پیتے، ارتکاب زنا کرتے یا قطعی حرام کھاتے وقت بسم اللہ پڑھے تو اس نے کفر کیا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اسمِ مبارک کی توہین کی۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ بزازی کے قول لانہ استخف باسم اللہ تعالیٰ میں اس بات کی صراحت ہے کہ کفر کی وجہ استخفاف ہے اور استخفاف کا تعلق دل سے ہے لہذا اگر استخفاف ثابت ہو جائے تو کفر ہے ورنہ کفر نہیں ہوگا۔

اعلیٰحضرت ——— موجباتِ کفر مختلف ہیں بعض میں دونوں جانبیں (استخفاف و عدمِ استخفاف) برابر ہیں اور استخفاف صرف دلیل ہی سے ثابت ہو سکتا ہے جیسے کوئی شخص رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری جمال کی کم پرواہ کرے اور لباس مبارک کے میلا ہونے کو اگر القاء پر یا اس بات کے اظہار پر کہ دنیا قابلِ التفات نہیں یا کسی دوسرے اچھے مقصد سے تعبیر کیا جائے تو یہ تعبیر محمود ہے اور اگر اس بات کا ذکر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے انداز میں ہو تو کفر ہے اور یہ بات ظاہر سے معلوم ہوئی۔

بعض موجبات وہ ہیں جن میں جانبِ استخفاف راجح ہے تو جب تک اس کے خلاف پر دلیل نہ ہو، استخفاف ہی سمجھا جائے گا جیسے قرآن پاک کو (معاذ اللہ) نجاست میں ڈالنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک کے وقت اپنا ستر کھولنا، پس اس ضابطے کو اچھی طرح محفوظ کر لے جزئیات

Marfat.com

میں تجھے نفع دے گا، اللہ تعالٰی بہتر جاننے والا ہے اور درالمختار ج ۳ ص ۴۳۸ میں ملاحظہ کریں۔

۱۶۶
طحاوی ـــــ بحر الرائق کے حوالہ سے علامہ طحاوی نے باب المرتد میں بیان فرمایا

ویکفر بقولہ لم تعص الانبیاء حال النبوۃ و لا قبلہا لہدہ النصوص۔

اعلیٰحضرت ـــــ الاشباہ میں لم تعص کی بجائے لم یعصوا ہے اور امام حموی نے فرمایا ظاہر یہ ہے کہ یہ لفظ لم یعصموا ہے (عصیان سے نہیں بلکہ عصمت سے ہے) کیونکہ اکابر محققین اہلِ سنت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نہ تو نبوت کے بعد اور نہ ہی پہلے کبھی عصیان کے مرتکب ہوئے، ان محققین میں سے ایک حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ علامہ ابنِ حجر مکی نے بھی افضل القرٰی اور الزواجر میں یہی نقل فرمایا، حموی کی عبارت یہ ہے :-

وقد یقال ان المیم سقطت من ثنایا الاقلام فاوجبت فساد الکلام وان الاصل کان ولوقال الانبیاء لم یعصموا حال النبوۃ ولاقبلہا کفر لانہ رد النصوص والمراد بالنصوص حینئذٍ الادلۃ الدالۃ علی عصمتہم المذکورۃ فی علم الکلام واللہ الھادی الی بلوغ المرام [1]

۱۶۷
طحاوی ـــــ بحر الرائق میں ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ اگر ہمارے نبیِ اکرم

---

[1] الاشباہ والنظائر مع الحموی، ص ۱۷۹

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو حضرتِ آدم علیہ السلام کی پیدائش نہ ہوتی۔ اس قول سے وہ کافر تو نہ ہوگا البتہ یہ بات خطا ہے۔

اعلیٰحضرت —— میں کہتا ہوں یہ بات (خطا نہیں بلکہ) صحیح اور متفق علیہ ہے اور صحیح احادیث میں مذکور ہے لہٰذا اس قول خطا سے بچنا چاہیئے۔

طحطاوی ۱۶۸ —— کسی شخصِ معین کی لعنت سے انکار کفر نہیں۔

اعلیٰحضرت —— یہ بات محلِ غور ہے کیونکہ نصوصِ متواترہ کثیرہ سے ثابت ہے کہ جس طرح مطلقاً لعنت ثابت ہے اسی طرح لعنتِ مطلقہ[1] کا ثبوت بھی ہے اور یہ مسئلہ ضروریاتِ دین سے ہے۔

طحطاوی ۱۶۹ —— تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے کہ دو شریکوں میں سے ایک کا مال ضائع ہوگیا، پھر دوسرے نے اپنے مال سے سامان (تجارت) خریدا، اگر انہوں نے عقدِ شرکت میں وکالت کی تصریح کی ہے بایں طور کہ ہم میں سے جو بھی اپنے مال سے جو کچھ خریدے گا وہ دونوں میں مشترک ہوگا تو حسب شرائط خریدا ہوا مال دونوں میں مشترک ہوگا کیونکہ وکالت باقی ہے اور اگر انہوں نے محض شرکت کا ذکر کیا تھا اور وکالت کا ذکر نہیں کیا تھا تو پھر وہ مال صرف اسی کا ہوگا جس نے خریدا ہے، یہاں درمختار اور طحطاوی دونوں میں ولم یتصادقا علی الوکالۃ کے الفاظ ہیں۔

اعلیٰحضرت —— صحیح عبارت لم ینصا علی الوکالۃ فیہا ہے جیسے علامہ شامی نے طحطاوی سے نقل کی ہے[2]

---

[1] لعنتِ مطلقہ کا تقاضا یہ ہے کہ تمام انبیاء کی لعنت کا اقرار کیا جائے اور کسی ایک کی لعنت کا انکار سب کا انکار ہے۔

[2] ردالمحتار ج ۳ ص ۳۴۴ ، فتح القدیر، ج۵ ، ص ۴۰۰ ۔

Marfat.com

۱۷۰
طحطاوی ــــــــ تعلیقِ وقف کی بحث میں علامہ طحطاوی نے بحر الرائق کی ایک طویل عبارت نقل فرمائی جس میں وقفِ مریض کا ذکر ہے، پھر خود ہی سوال اٹھایا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ منقولہ عبارتِ وقفِ مریض کے بارے میں ہے اور تمہاری کلام تعلیقِ وقف کے سلسلہ میں ہے تو اس کا جواب علامہ طحطاوی نے یہ دیا کہ اس سے قبل صاحبِ بحر الرائق نے طحاوی کے حوالے سے بتایا کہ مرضِ موت میں وقف، وصیت بعد الموت کی طرح ہے۔

اعلیٰحضرت ــــــــ یہ صحیح ہے کہ بحر الرائق نے طحاوی سے نقل کیا لیکن اس کے بعد اس کے خلاف کو صحیح قرار دیا، اس لئے علامہ شامی نے فرمایا کہ اس شخص پر تعجب ہے جس نے بحر الرائق کی ابتدائی عبارت نقل کی لیکن پوری عبارت نہیں دیکھی۔

۱۷۱
طحطاوی ــــــــ مسجد کا بانی فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ اہلِ مسجد کو مسجد میں کمی زیادتی سے منع کریں اور اگر وہ راستے میں سے کچھ حصہ مسجد میں داخل کر کے مسجد کو وسیع کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

اعلیٰحضرت ــــــــ یہ اجازت اس وقت ہے جب راستہ بطورِ علامت ہو اور گزرنے والے کو اس کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچے نیز مسجد کو توسیع کی ضرورت ہے، زیلعی اور الدر وغیرہا میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

۱۷۲
طحطاوی ــــــــ اگر کسی بستی کے خراب ہونے اور وہاں کے ماحول کے خراب ہو جانے کی وجہ سے مسجد غیر آباد ہو جائے تو امام یوسف رحمہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک قاضی کی اجازت سے اس کا سامان بیچ کر دوسری مساجد میں صرف کیا جائے۔ زیلعی[1] نے اس کی تصریح کی ہے۔

---

[1] شامی، ج ۳، ص ۳۷۱

Marfat.com

اعلیٰحضرت ——— امام زیلعی نے لفظِ عند کے ساتھ ذکر کیا جو ظاہر روایت کے اوپر دلالت کرتا ہے لیکن الدر سے اس کے غیر کا پتہ چلتا ہے۔

۱۷۳
طحطاوی ——— شرح الملتقٰی میں ہے کہ اگر متولی کسی غیر کو مختار بنائے تو صحیح نہیں۔

اعلیٰحضرت ——— اگر کسی کو تولیت کی وصیت کرے تو جائز ہے اور وہی وصی، متولی ہوگا جس طرح فتاوٰی خیریہ اور اسی فتاوٰی طحطاوی میں ہے۔

۱۷۴
طحطاوی ——— وقف میں اگر کوئی شخص اپنی ذمہ داری سے کسی دوسرے کے لئے فارغ ہو تو مفروغ لہ کے لئے حق اس وقت تک ثابت نہیں ہوگا جب تک قاضی کی طرف سے تقرری نہ ہو۔

اعلیٰحضرت ——— اور یہ فارغ ہونے والا شخص بھی واقف یا قاضی کے علم کے بغیر (اپنے آپ) معزول نہیں ہو سکتا جیسے عنقریب متن میں آئے گا:

ولو عزل الناظر نفسہ ان علم الواقف او القاضی صح والا لا [1]

۱۷۵
طحطاوی ——— اگر کسی معین شخص کو نگران مقرر کیا پھر حاکم کو نگران بنایا گیا۔ اب اس شخصِ معین نے کسی دوسرے شخص کی تقرری کی، پھر وہ مر گیا تو کیا اختیارات حاکم کی طرف لوٹیں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تفویض صحت کی حالت میں ہوئی تو حاکم کو اختیار حاصل ہو جائے گا اور اگر حالتِ مرض میں تفویض کئے گئے تو جب تک مفوض الیہ زندہ ہے، حاکم کو اختیارات حاصل نہیں ہو سکتے۔

اعلیٰحضرت ——— حموی نے اس بات کی مخالفت کی ہے کیونکہ یہ شرطِ واقف

---

[1] درمختار مع حاشیۃ الطحطاوی، ج ۲، ص ۵۵۷

Marfat.com

کو باطل کرنے کی طرف لے جاتی ہے (واقف نے تو اس کے بعد حاکم کو مقرر کیا ہے لہٰذا اس صورت میں واقف کی شرط باطل ہو جائیگی)

۱۷۶
طحاوی — علامہ شیخ قاسم سے سوال کیا گیا کہ سلطان حقمق نے بیت المال سے مصالح مسجد کے لئے زمین مہیا کی تو کیا یہ وقف صحیح ہے؟ علامہ موصوف نے فتوٰی دیا کہ یہ وقف صحیح ہے اور دوسرے سلطان کو اس کے باطل کرنے کا کوئی اختیار نہیں [1]

اعلیحضرت — یعنی یہ اسی طرح لازم ہو جائے گی جس طرح وقف لازم ہوتا پس دوسرے سلطان کو اس کے باطل کرنے کا کوئی حق نہیں لیکن یہ وقف شرعی نہیں جس میں شروط کا اعتبار کیا جائے جیسے علامہ شامی نے بیان فرمایا ہے، فتاوٰی شامی میں ہے :-

افتی المولیٰ ابو السعود بان اوقاف الملوک والامراء لا یراعی شرطہا لانہا من بیت المال وتؤل الیہ — ولعل مراد العلامۃ القاسم بقولہ ان الوقف صحیح ای لازم لا ینتقض علی وجہ الارصاد المقصود منہ وصول المستحقین الی حقوقہم ولم یرد حقیقۃ الوقف الخ [2]

۱۷۷
طحاوی — صاحب درمختار نے نہر الفائق کے حوالہ سے نقل کیا کہ مصر میں امراء کے اوقاف عام طور پر زمین کے وہ ٹکڑے ہوتے ہیں جو بیت المال کے

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے الاشباہ والنظائر مع الحموی، ص ۱۸۸

[2] ردالمحتار، ج ۳، ص ۳۹۳

وکیل سے صورۃً خریدے ہوئے ہوتے ہیں۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے علامہ طحطاوی فرماتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جب ان کا خریدنا صحیح نہیں تو وقف بھی صحیح نہیں، پھر علامہ طحطاوی تحفۂ مرضیہ سے نقل کرتے ہیں کہ بیت المال سے خریدی ہوئی زمین کا حال معلوم نہ ہو تو اسے اصل پر محمول کرتے ہوئے صحیح قرار دیا جائے گا۔

اعلیٰحضرت ——— یعنی جب یہ معلوم ہو کہ خریدی گئی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ خریدنا صحیح ہے یا نہیں تو اسے اصل پر محمول کرتے ہوئے صحیح قرار دیا جائے گا لیکن جب نفسِ شراء کا بھی علم نہ ہو تو پھر صحت پر محمول نہیں کیا جائے گا، اب یہ صورۃً وقف ہوگی کیونکہ وقفِ سلطان کے لئے خریدنا لازم نہیں ہے جیسے علامہ شامی نے تحقیق فرمائی، فتاویٰ شامی میں ہے:۔

وان کان الواقف لها السلطان من بیت المال من غیر شراء فافتی العلام قاسم بان الوقف صحیح [1]

۱۷۸
طحطاوی ——— الاشباہ والنظائر میں ہے (چند مسائل کے علاوہ) خاموشی کلام کی طرح ہے، ان میں سے ایک مسئلہ سکوت البکر عند استیمار ولیها قبل التزویج و بعدها بیان کیا گیا[2]۔ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ لفظِ وبعدہ کا عطف عند استیمار پر ہے۔

اعلیٰحضرت ——— اس مسئلہ یعنی عطفِ بیان میں علامہ طحطاوی نے حموی کی پیروی

---

[1] ردالمحتار علی الدرالمختار، ج ۳، ص ۳۹۲

[2] الاشباہ والنظائر مع الحموی، ص ۱۱۴

Marfat.com

کی ہے اور جو کچھ ہم نے اس پر لکھا ہے اسے ملاحظہ کریں، حموی میں ہے:۔

وبعده عطف علی قوله عند استیمارها اعلی قبله کما هو ظاهر لمن تدبر[1]

۱۷۹
طحاوی —— لفظِ "قبل" پر بھی عطف جائز ہے اور اس سے کوئی مانع نہیں۔

الحضرت —— بلکہ یہی (یعنی لفظِ "قبل" پر عطف ہی) متعین ہے جیسا کہ ہم نے اپنے مقام پر بیان کیا ہے۔

۱۸۰
طحاوی —— مجبور شخص کی خرید و فروخت فاسد ہے یعنی کسی کو کسی چیز کے اصل قیمت سے زیادہ کے ساتھ خریدنے پر مجبور کیا جائے اور یونہی اسے مجبور کر کے اس سے کچھ خرید جائے۔

الحضرت —— الاشباہ میں جو حکایت امام صاحب کی اعرابی کے ساتھ پانی فروخت کرنے کے بارے میں مذکور ہے اس میں دیکھیں، شاید وہ امام صاحب سے ثابت نہیں۔

۱۸۱
طحاوی —— تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے کہ دراہم و دنانیر آٹھ مسائل میں ایک ہی جنس ہیں جن میں سے ایک ادائیگی قرض ہے۔

علامہ طحطاوی نے اس کی ایک صورت یہ بیان فرمائی کہ ایک شخص کے دراہم دوسرے کے ذمے قرض ہیں اور وہ مقروض ادائیگی نہیں کرتا، دریں اثنا اس کے مال سے دنانیر قاضی کے قبضہ میں آجاتے ہیں تو قاضی کو حق پہنچتا ہے کہ ان دنانیر کو دراہم کی جگہ صرف کرے اور قرض خواہ کا قرض بھی ادا کرے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف دیناروں ہی ہیں

---

[1] الاشباہ والنظائر مع الحموی، ص ۱۱۴

Marfat.com

اس طرح کر سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک غیر دینار بھی اسی حکم میں ہیں۔

اعلیٰحضرت ——— ظاہرِ روایت کے مطابق قرض خواہ خود بخود دینار نہیں لے سکتا جبکہ اس کا قرض درہم ہوں اور یونہی بالعکس، قاضی خاں نے باب الصرف میں اسے صحیح قرار دیا ہے اور ہمارے زمانے میں فتویٰ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر ہے جسطرح باب الحجر میں آرہا ہے:

والفتویٰ الیوم علیٰ جواز الاخذ عند القدرۃ من ای مال کان لاسیما فی دیارنا لمداومتہم العقوق[1]

فتاویٰ قاضی خاں کی عبارت یہ ہے:

وان ظفر بدنانیر مدیونہ فی ظاہر الروایۃ لیس لہ ان یأخذ الدنانیر وذکر فی کتاب العین والدین لہ ان یأخذ والصحیح ھو الاول[2]

۱۸۲ **طحطاوی** ——— غصب شدہ کھانا اگرچہ پکانے کے سبب اسے اپنی اصل سے بدل دیا گیا ہو جب تک اس کی قیمت نہ ادا کی جائے یا ضمانت نہ دی جائے یا معاف نہ کرایا جائے، خریدنا حرام ہے۔

اعلیٰحضرت ——— امام طحطاوی کی یہ تعمیم صاحبین کے مذہب پر صحیح ہے کیونکہ ان کے نزدیک غاصب، مغصوب کے تبدیل یا ہلاکت ہونے سے مالک نہیں بنتا جب تک اس کی قیمت ادا نہ کرے یا ضمانت نہ دے لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غاصب مغصوب کا مالک ہے اگرچہ بسببِ ملک میں خبث ہے لہذا یہ اسطرح

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی، ج ۴، ص ۸۶

[2] قاضی خاں بر حاشیہ عالمگیری، ج ۲، ص ۲۵۲

ہوگا جیسے بیعِ فاسد میں خریدا ہوتا ہے یعنی مشتری کے لئے طیب ہے کیونکہ خبث کا تعلق صرف غاصب کے ساتھ ہے لہٰذا مغصوب کے تبدیل ہونے یا ہلاکت پذیر ہونے سے اس کا تعلق مغصوب منہ کے ساتھ نہیں ہوگا کیونکہ وہ تعلق ضمانت کی طرف منتقل ہوگیا بلکہ ہماری تحقیق کے مطابق غاصب کی ملکیت پر تمام ائمہ کا اجماع ہے جیسے کہ ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ پر بیان کیا ہے۔

۱۸۳

طحطاوی ـــــــ بیعِ فضولی کے ضمن میں بحر الرائق عن البزازیہ کے حوالہ سے علامہ طحطاوی نے ایک عبارت نقل فرمائی :۔

والصحیح انہ اذا اضیف العقد فی احد الکلامین الیٰ فلان یتوقف علیٰ اجازۃ فلان کذا فی البحر عن البزازیۃ [۱]

اعلیٰحضرت ـــــــ فتاوٰی بزازیہ میں کتاب البیوع کی فصل عاشر کے آخر میں یہ عبارت ہے لیکن وہاں لفظِ الصحیح نہیں ہے [۲]

۱۸۴

طحطاوی ـــــــ فتاوٰی ہندیہ میں ہے کہ اگر کوئی قرضخواہ مقروض کے دراہم حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے اور قرض معجل بھی ہوا ور نہ ہی یہ دراہم اس کے دراہم سے زیادہ کھرے ہوں تو وہ لے سکتا ہے ورنہ نہیں جیسے اسے اگر مدیون کے دینار مل جائیں اور مقروض کے ذمہ دراہم ہوں تو نہیں لے سکتا۔

---

[۱] بحر الرائق ، ج ۶ ، ص ۱۴۹

[۲] فتاوی بزازیہ علیٰ حاشیہ فتاوٰی ہندیہ ، ج ۴ ، ص ۴۹۰

Marfat.com

اعلیٰحضرت ——— فتاویٰ خانیہ کے باب الصرف میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح مذکور ہے [1]

۱۸۵
طحطاوی ——— کسی شخص سے ایک مقررہ وعدہ پر کوئی چیز بنوانا بیع سلم ہے بشرطیکہ وقتِ مقرر میں عجلت نہ ہو بلکہ مہلت ہو (تنویر الابصار مع الدرالمختار) اس کی تفصیل میں علامہ طحطاوی فرماتے ہیں اجل، یا تو اجلِ سلم کی طرح ہوگا جس طرح ایک مہینہ یا زائد تو یہ بلا تفصیل سلم ہے اور اگر اجل سلم کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو پھر دو صورتیں ہیں، اس میں تعامل جاری ہو سکتا ہے یا نہیں، اگر جاری ہو سکتا ہے تو پھر طلبِ صفت ہے ور پھر دو صورتیں ہونگی، اگر اجل بطورِ عجلت ہے تو بھی طلبِ صفت کہلائیگی لیکن اگر بطور مہلت ہو تو اجل فاسد ہوگی۔

اعلیٰحضرت ——— امامِ طحطاوی کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تجزیہ اس صورت میں ہے جب تعامل جاری نہ ہو سکتا ہو تو اس صورت میں فساد کی دو شرطیں ہیں، اجل کا ذکر بطورِ مہلت کیا جائے اور تعامل بھی نہ ہو سکے اور صحت کے سلسلہ میں دو باتوں سے ایک بات ضروری ہے، تعامل یا ذکر بطورِ عجلت، حالانکہ ایسا نہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے پس صحت کے لئے دو شرطیں ہیں، تعامل اور اجل بلا مہلت اور ان دونوں میں سے ایک کے پائے جانے سے حصولِ فساد ہے۔

۱۸۶
طحطاوی ——— استصناع بطور بیع صحیح ہے، بطور معاہدہ صحیح نہیں ہے (تنویر الابصار) علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ اہلِ مذہب سے ایک جماعت نے بطورِ معاہدہ صحیح ہونے کا قول کیا ہے۔

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی، ج ۳، ص ۱۲۶

Marfat.com

اعلیحضرت ——— اس جماعت میں سے حاکم شہید بھی ہیں جیسا کہ قہستانی میں ہے۔

(نوٹ) بحر الرائق میں بھی اسی طرح ہے:۔

فقد اختلفوا فی کونہ مواعدۃ ومعاقدۃ فعند الحاکم الشہید والصفار ومحمد بن سلمۃ وصاحب المنثور مواعدۃ [1] (مرتب)

۱۸۷

طحطاوی ——— درمختار میں بیع الوفار کی یہ صورت بیان کی گئی کہ کوئی شخص کسی عین چیز کو مثلاً ایک ہزار درہم پر بیچے اور یہ بات طے ہو جائے کہ جب وہ چیز واپس لوٹائے گا تو رقم واپس کردی جائے گی۔ اس کے بعد کہا گیا ثم اذا ذکر الفسخ فیہ او قبلہ الخ

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ جب بیع وفا کی صورت میں علی ان اذا رد علیہ الثمن الخ کہہ دیا تو پھر ثم اذا ذکر الفسخ صحیح نہیں لہذا اسے حذف کرنا اولیٰ ہے تاکہ اختلاف صحیح ہو سکے۔

اعلیحضرت ——— میں کہتا ہوں کہ جب بیع مطلق ہوا اور نفس عقد میں شرط فسخ اور عدم لزوم کا نہ تو صراحۃً ذکر ہوا اور نہ دلالۃً اور عقد کے بعد اس کا معاہدہ ہوا اور اس بیع میں بائع کے علم میں غبن فاحش یا اصل ثمن پر زائد منافع بھی نہ ہو تو وہ بیع رہن نہ ہوگی اور یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ بیع وفا وہ ہے جس میں نفس عقد میں فسخ کا ذکر ہو جس طرح بحر الرائق اور دیگر کتب فقہ میں ہے اور اسی میں اختلاف جاری ہوتے ہیں اور درمختار میں تیسرے قیل کے تحت جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ مسئلہ کی مختلف اجمالی صورتیں ہیں اگرچہ بعض صورتیں

---

[1] بحر الرائق ج ۶، ص ۱۷۱

Marfat.com

بیعِ وفا کی نہیں ہیں لہٰذا علامہ طحطاوی کا قول مسیأتی الخلاف ساقط ہو جائیگا۔

۱۸۸
طحطاوی ——— اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ حاکم سے میرا فلاں کام کرادو اور رشوت کا ذکر نہیں کرتا پھر کام بن جانے پر کچھ دیتا ہے تو کیا یہ عطیہ لینا جائز ہے؟ بعض کے نزدیک ناجائز ہے اور بعض کہتے ہیں جائز اور یہی صحیح ہے کیونکہ بدلۂ احسان ہے۔

اعلیٰحضرت ——— علامہ طحطاوی کے لئے مناسب تھا کہ جواز سے عطیۂ معہودہ کی استثنا کرتے کیونکہ جو چیز معروف ہو وہ مشروط کی طرح ہے۔

۱۸۹
طحطاوی ——— اگر کوئی شخص اپنے مقروض سے کہے کہ میرا فلاں کام بادشاہ سے کرادو اور میں نے قرض سے تمہیں بری الذمہ کردیا تو یہ ابراء صحیح نہیں کیونکہ یہ اصلاح مہم کی خاطر ہے اور اصلاح مہم قرض دار کا اخلاقی فرض ہے۔

اعلیٰحضرت ——— اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس کام کا کرنا اخلاقی فرض ہے اس پر کوئی چیز لینا جائز نہیں ہے۔

۱۹۰
طحطاوی ——— لفظِ بحر سے قبل بحر الرائق کی عبارت ہے اور اس کے بعد فتاویٰ ہندیہ کی عبارت شروع ہوتی ہے۔

اعلیٰحضرت ——— علامہ طحطاوی کے قول "تتمہ" سے لے کر یہاں تک تمام عبارت بحر الرائق سے منقول ہے۔

۱۹۱
طحطاوی ——— یتیموں کے مال میں وصی کے لئے مصانعت جائز ہے

اعلیٰحضرت ——— مصانعت کا مطلب ہے ظالموں کے ظلم کو دور کرنے کیلئے کوئی چیز بطورِ رشوت دینا یعنی جب وصی کو معلوم ہو کہ اگر وہ یتیم کے مال سے بطورِ رشوت نہ دے تو مشقت زیادہ ہوگی یا مال کم ہو جائے گا تو د

Marfat.com

ظالم کو کچھ دے کر بچاؤ کر سکتا ہے، فتاویٰ ہندیہ میں ہے :۔

وفی فتاوی النسفی فی مسائل الميراث الوصی اذا طولب بجبايات دار اليتيم وكان بحيث لو امتنع من اداء المؤنة فدفع من التركة جباية داره فلا ضمان عليه وكان كالمصانعة [1]

۱۹۲ طحطاوی —— خلاصہ میں ہدیہ کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں :۔

(۱) لینا دینا دونوں حلال اور یہ باہمی میل جول کی خاطر ہے۔

(۲) لینا دینا دونوں حرام اور وہ ظلم پر مدد کی خاطر کچھ لیا جائے۔

(۳) دینا حرام نہیں البتہ لینا حرام ہے اور وہ ظلم سے نجات حاصل کرنے کیلئے دیا جائے اور اس کا حیلہ، حیلۂ استجارہ ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

اعلیحضرت —— خلاصہ کی عبارت یہ ہے :

(ترجمہ) اور تیسری (قسم) اپنے نفس سے ظلم دور کرنے کے لئے ہدیہ دینا اور یہ لینے والے کے لئے حرام ہے اور حیلہ یہ ہے کہ اس کو تین دن کے لئے یا اس کی مثل کے لئے اجرت پر حاصل کر لے تاکہ وہ اس کے لئے کام کرے پھر اس سے کام لے (لیکن یہ حیلہ اس وقت ہوگا) جبکہ وہ کام جائز ہو، مثلاً پیغام پہنچانا وغیرہ اور اگر مدت کا تعین نہ ہو تو جائز نہیں ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دفع ظلم کے لئے کچھ لینا جائز نہیں چاہے ظالم کوئی دوسرا شخص ہی کیوں نہ ہو

---

[1] فتاویٰ ہندیہ، ج ۶، ص ۱۵۰

Marfat.com

کیونکہ حیلۂ استئجار امرِ جائز میں ہوتا ہے اور مظلوم سے دفعِ ظلم تو شرعاً ہر اس شخص پر لازم ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو لہٰذا اس پر اجر لینا جائز نہیں اور یہی مراد بحر الرائق کے اس قول کی ہے جو گذر چکا ہے کہ کسی کی مشکلات حل کرنا دیانۃً لازم ہے اور اس کی دلیل فتاوٰی ہندیہ کا وہ قول ہے جو محیط کے حوالے سے گذر چکا ہے کہ اگر معاملہ کو ٹھیک کرنے اور ظلم سے نجات دلانے کے بعد کچھ دیا تو دینا اور لینا دونوں صحیح ہیں (اس تفصیل کے بعد) اب اس قول کی حاجت نہیں رہے گی جو میں نے بحر الرائق کے قولِ مذکور ۴۸۶/۴ پر لکھا ہے کہ شاید اصلاح المھم مستحق علیہ دیانۃ اس وقت ہو جب وہ بادشاہ کی جانب سے اس کام پر بانخواہ متعین ہو، پس بحکمِ اجارہ اس پر واجب ہوگا"، اور جو کچھ شامی ج ۴، ص ۱۷۴ پر لکھا ہے اسے ملاحظہ کریں۔

۱۹۳
طحطاوی ——— بعض لوگوں کے نزدیک غیر انبیاء پر خلیفۃ اللہ کا اطلاق جائز نہیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کے لئے مخصوص ہے جس طرح قرآنِ پاک میں حضرتِ آدم علیہ السلام اور حضرتِ داؤد علیہ السلام کے لئے لفظ خلیفہ استعمال ہوا۔

اعلیٰحضرت ——— حدیثِ پاک میں حضرتِ امام مہدی کے لئے خلیفۃ اللہ کا لفظ آیا ہے جس سے غیر انبیاء علیہم السلام پر اس لفظ کے اطلاق کا جواز ثابت ہے۔

۱۹۴
طحطاوی ——— صاحبِ تنویر الابصار نے فرمایا کہ" بادشاہ عادل ہو یا جائر اس کی طرف سے عہدۂ قضا قبول کرنا جائز ہے"

علامہ طحطاوی نے اس کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کیوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ عہدہ قبول کیا

Marfat.com

حالانکہ حضرتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔

اعلیٰحضرت ——— یہ مثال نہایت غیر مناسب ہے کیونکہ کہیں اس سے فاسق، ظالم اور عیب جو قسم کے لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، صحابہ کرام کے ساتھ اپنے بغضِ عظیم کی تسکین کے لئے توہین کی جرأت نہ کریں حالانکہ مسلمانوں کے نزدیک جائر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کو اپنی جگہ پر نہ رکھے جیسے عادل، کسی چیز کو اپنی جگہ پر رکھنے والے کو کہتے ہیں۔ حضرتِ علی المرتضیٰ اور حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں برحق امام اور سچے خلیفہ تھے البتہ حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے احکامات کی سماعت وطاعت لازم تھی لیکن انہوں نے اس کے برعکس دعویٰ کر کے خلافت کو اس کے غیر مقام پر رکھا اور یہ لفظ اس لفظ سے زیادہ تعجب خیز بھی نہیں جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حواری، پھوپھی زاد بھائی اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے لئے استعمال کیا اور فرمایا کہ تو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی لڑے گا اور تو ظالم ہوگا تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں لفظوں سے مراد وہی شخص ہے جو کسی چیز کو اس کے غیر مقام پر رکھتا ہے۔

اب اگر یہ وضعِ عناد سے ہو تو قابلِ مذمت ہے اور اجتہاد میں خطا ہو تو مجتہد معذور مستحق اجر غیر عاصی ہوگا (حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی خطائے اجتہادی واقع ہوئی) پس یہ لفظ قبیح ہے کیونکہ اس سے صحابہ کرام کی توہین کا دروازہ کھل جائے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کی توبہ قبول فرمائے ہر قسم کی قوت، اللہ بلند و بالا کے لئے جو نہایت توبہ قبول کرنے والا بخشنہار، مہربان ہے۔

Marfat.com

۱۹۵

طحطاوی —— اجتہادی مسئلہ میں اگر اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کیا تو مطلقاً نافذ نہیں ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے (تنویر الابصار)

امام طحطاوی نے کمال کا قول نقل کیا کہ اگر قصداً اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کرنا ہے تو یہ اچھے مقصد کے لئے ایسا نہیں کر رہا بلکہ باطل خواہش کے تحت ایسا کر رہا ہے اور بھول کر ایسا فیصلہ کرنے والے کا فیصلہ اس لئے نہیں قبول کیا جائے گا کہ مقلد نے اس کی تقلید اس لئے کی کہ وہ اس کے مذہب کے مطابق فیصلہ کرے، اس لئے نہیں کہ وہ غیر کے مذہب پر فیصلہ کرے۔

اعلیٰحضرت —— مقلد سے مراد وہ شخص ہے جس نے اس قاضی کو فیصلہ کیلئے قاضی بنا کر اس کی تقلید کی۔

۱۹۶

طحطاوی —— بابِ شہادت میں فرع (جس کا عدل ظاہر ہے) کا اپنے اصل کا عدل ثابت کرنا کافی ہے جس طرح دو گواہوں میں سے ایک کا دوسرے گواہ کی عدالت ثابت کرنا کافی ہے کیونکہ فرع اصل کا ناقل ہونے کی وجہ سے اس کی مثل ہو گیا اور مثل کی تعدیل سے عدل تہمت سے ملوث نہیں ہوتا

امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ اس تعلیل لان العدل لا یتھم بمثلہ کا مطلب ظاہر نہیں۔

اعلیٰحضرت —— الحمدللہ! اس تعلیل کا مطلب واضح ہے کیونکہ وہ شخص جس کے قول پر اکتفا نہیں کیا جاتا (بلکہ دوسرے کے قول کی بھی ضرورت ہوتی ہے) وہ اپنے اصل یا اپنے ساتھی کی تعدیل اس لئے کرتا ہے کہ اس کی اپنی گواہی چل سکے کیونکہ دوسرے کی عدم موجودگی میں وحدت کی وجہ سے اس کی گواہی مردود ہے۔

Marfat.com

۱۹۷

طحطاوی ——— زمین کے دعویٰ میں حدبندی شرط ہے جس طرح اس کے خلاف گواہی میں شرط ہے اگرچہ زمین مشہور ہو البتہ جب گواہ زمین کو بالتعیین جانتے ہوں، اس وقت حدبندی کی ضرورت نہیں (تنویر الابصار)

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ مقصود یہ ہے کہ قاضی کو علم ہو جائے اور گواہوں کی معرفت سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

اعلیٰحضرت ——— الا اذا عرف الشھود میں عرف باب تفعیل (تعریف) سے ہے، معرفۃ (مجرد) سے نہیں لہٰذا امام طحطاوی کا اعتراض ساقط ہو گیا، ردالمحتار پر جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس کا مطالعہ کیا جائے۔

۱۹۸

طحطاوی ——— اگر مضارب، رب المال کی ہدایات کے خلاف عمل کرے تو غصب ہو گا چاہے رب المال بعد میں اجازت بھی دے دے کیونکہ مخالفت کی وجہ سے وہ غاصب شمار ہوتا ہے (تنویر الابصار مع درمختار)

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں لصیرورتہ غاصبا بالمخالفۃ کے الفاظ سے جو علت بیان کی گئی ہے وہ تعلیل الشیئ بنفسہ ہے۔

اعلیٰحضرت ——— میں کہتا ہوں یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مالک کی اجازت نہ ہونا اس کے غصب کی دلیل ہے، مخالفت کے باعث اس کا غاصب ہونا دلیل نہیں تاکہ عین دعویٰ کا دلیل ہونا لازم آئے، اب معنیٰ یہ ہو گا کہ جب وہ غاصب ہو گیا تو مالک اس کی اجازت سے غصب کو مضاربت میں بدلنے کا اختیار نہیں رکھتا، اس کو بغور دیکھیں، شاید حق اس سے متجاوز نہ ہو گا۔

۱۹۹

طحطاوی ——— اجارۂ فاسدہ میں مضارب کو نفع میں سے کچھ نہیں دیا جائے گا بلکہ عمل کے مطابق اجر ہو گا، امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر نفع حاصل نہ ہو تو اجرِ عمل بھی نہیں دیا جائے گا اور یہ صحیح ہے تاکہ اجارہ صحیحہ پر اجارہ فاسدہ

Marfat.com

کی فضیلت لازم نہ آئے۔

اعلیٰحضرت —— کیونکہ جب اجارۂ صحیحہ میں فائدہ نہ ہو تو اسے کچھ نہیں دیا جاتا۔

۲۰۰

طحطاوی —— اگر کوئی شخص یہ کہے منحتك ثوبی او جاریتی ھٰذہ وحملتك علی دابتی ھٰذہ تو یہ عاریت ہوگی بشرطیکہ ہبہ کا ارادہ نہ کرے کیونکہ یہ الفاظ عاریت کے لئے صریح ہیں۔

اعلیٰحضرت —— کہا گیا ہے کہ یہ الفاظ بادشاہ کی جانب سے ہوں تو ہبہ ہوگا جیسے کہ فتاوٰی ہندیہ میں ہے:۔

وقیل ھو من السلطان ھبۃ کما فی لظھیریۃ [۱]

۲۰۱

طحطاوی —— امام طحطاوی نے فتاوٰی ہندیہ کے حوالے سے فرمایا کہ موہوب لہ کے لئے ملک کا ثبوت قبضہ کے ساتھ مشروط ہے، اس کے بعد تفریع میں "قبض" کی بجائے لفظِ "قبول" ہے۔

اعلیٰحضرت —— میرے پاس فتاوٰی ہندیہ کا جو نسخہ ہے اس میں لفظِ قبض کی بجائے لفظِ قبول ہے اور یہی اس تفریع کے لئے ظاہر ہے جو آگے آرہی ہے:۔

حتی لو حلف لا یھب فوھب ولم یقبل الاٰخر حنث [۲]

۲۰۲

طحطاوی —— قہستانی نے اس مسئلہ کی تائید کی ہے جو محیط میں ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا مال راستے میں رکھا تاکہ وہ اٹھانے والے کی ملک ہوجائے

---

[۱] فتاوٰی ہندیہ ج ۴، ص ۳۷۵ فتاوٰی خانیہ ج ۳، ص ۲۶۳

[۲] حاشیۃ الطحطاوی ج ۳، ص ۳۹۳

Marfat.com

توبہ جائز ہے (اس سے معلوم ہوا کہ قبولیت شرط نہیں۔)

اعلیٰ حضرت ــــــ میرے پاس جو نسخہ ہے اس میں (محیط کی) تائید نہیں بلکہ محیط میں مذکورہ مسئلہ کی مخالفت ہے اور اگر مان بھی لیا جائے (کہ تائید ہے) تو بھی ثابت ہوتا ہے کہ قبولیت شرط نہیں ہے مع ہذا محیط میں رکنیت کا انکار ہے شرط کا انکار نہیں اور قہستانی کے اس استدلال کا جواب ہم نے ردالمحتار کے حاشیے پر دیا ہے۔

۲۰۳

طحطاوی ــــــ صاحبِ تنویرالابصار نے ارکانِ ہبہ میں سے ایک رکن شرطِ خیار کا نہ ہونا بتایا، اس پر بطورِ تفریع صاحبِ درمختار فرماتے ہیں کہ اگر اس نے شرط لگادی تو صحیح ہو جائے گی اگر وہ جدا ہونے سے پہلے اختیار کرلے۔

امامِ طحطاوی فرماتے کہ عدم صحتها بخيار الشرط کے الفاظ اولیٰ ہیں کیونکہ تفریع اس پر قرینہ ہے ورنہ معنیٰ یہ ہوگا کہ ہبہ مطلقاً صحیح ہے اور شرط باطل ہے۔

اعلیٰحضرت ــــــ امام قاضی خاں نے فتاویٰ خانیہ میں فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی چیز اس شرط پر ہبہ کی کہ واہب کو تین دن کا اختیار ہے تو ہبہ صحیح ہو جائیگا اور اختیار باطل ہوگا کیونکہ ہبہ عقدِ غیر لازم ہے لہٰذا اس میں شرطِ خیار صحیح نہیں" (تنویرالابصار کے) متن سے یہی بات صراحۃً معلوم ہوتی ہے البتہ (درمختار کی) تفریع اس کے خلاف ہے۔ پھر میں نے فتاویٰ خانیہ میں اسی مسئلہ منقولہ کے متصل دیکھا کہ اگر کوئی شخص غلام یا کوئی اور چیز ہبہ کرے اور موہوب لہ کو تین دن کا اختیار دے (تو اس صورت میں) اگر موہوب لہٗ مجلس برخاست ہونے سے قبل جائز قرار دے تو جائز ہے ورنہ نہیں (اور اختیار باطل ہے) اور جب اختیار واہب کو ہو تو اس وقت شرط صحیح نہیں اور

Marfat.com

جب اختیار موہوب لہ کو ہو تو ہبہ صحیح نہیں، پس مصنف علیہ الرحمہ کی کلام محلِ تخصیص میں مطلق ہے (کسی ایک کی تخصیص نہیں) اور شارع کی تفریع علیٰ وجہ الاختلاف ہے۔

میرے لئے (بیع اور ہبہ) دونوں میں فرق اس طرح ہے کہ ہبہ بنفسہٖ لازم نہیں ہوتا لہٰذا واہب کے لئے شرطِ خیار لغو ہے جس طرح فتاویٰ خانیہ کے اس قول سے ظاہر ہے کہ یہ عقد غیر لازم ہے لیکن بیع عقد لازم جازم ہے لہٰذا بائع مشتری کے لئے اور اسی طرح مشتری بھی خیار کی شرط لگا سکتے ہیں اور اگر موہوب لہ کے لئے اختیار ہو تو یہ عطیہ کے ذریعے تکلیف پہنچانا اسے تین دن تک اپنے مال میں تصرف سے روکنا اور انتظار کرنا کہ آیا موہوب لہ قبول کرتا ہے یا رد کرتا ہے، پس اس میں قلبِ موضوع ہے، علاوہ ازیں قبولیت میں اختیار دینا ہلکا پن ہے، بیع میں خیارِ شرط حاجت کو پورا کرنے کے لئے ہے تاکہ زیادتی نہ ہو اور یہاں کوئی حاجت نہیں لہٰذا جائز نہیں اور اگر شرطِ خیار ہو تو اصلاً قبولیت کے منافی ہے کیونکہ اس کی بنا رکاوٹ، تردد اور رشک پر ہے پس جب موہوب لہ کو اختیار دیا گیا اور اسی حالت میں وہ جدا جدا ہوئے تو گویا کہ وہ بغیر قبولیت کے جدا ہوئے اور یہ بات معلوم ہے کہ جب تک مجلس میں موہوب شے قبول نہ کی جائے، ہبہ صحیح نہیں۔

۲۰۴
طحطاوی ——— فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے کہے کہ میرے مال میں سے تیرے لئے کھانا، لینا یا کسی کو دینا حلال ہے تو اس کے لئے قائل کے مال میں سے کھانا، لینا اور کسی کو دینا جائز ہے۔

اعلیٰحضرت ——— فتاویٰ خانیہ اور ہندیہ میں وغیرہما میں ہے کہ کھانا تو حلال ہے

Marfat.com

لیکن لینا یا کسی کو دینا جائز نہیں اور اس کی دلیل فتاویٰ خانیہ میں ہے اور وہ یہ ہے :-

لان اباحۃ الطعام المجھول جائزۃ وتملیک المجھول باطل (ملخصاً) [1]

۲۰۵

طحاوی ——— مشترکہ چیز جو ابھی تقسیم نہیں ہوئی، کیا ہبہ کی جاسکتی ہے ؟ عام کتب فقہ میں ہے اور یہی مذہب ہے کہ چاہے شریک کے لئے ہو یا اجنبی کیلئے ہبہ نہیں کی جاسکتی، اور ایک قول یہ ہے کہ شریک کے لئے جائز ہے اور یہی مختار ہے (تنویر الابصار مع ردِ محتار)

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ فقہاء کی عبارات سے قول کا معتمد علیہ ہونا ظاہر ہوتا ہے یہاں تک کہ شیخ الاسلام نے اہلِ مذہب سے اطلاق کی حکایت کے بعد دوسرے قول کو ابنِ ابی لیلیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔

اعلیٰحضرت ——— امام قاضی خان نے بھی یونہی ابن ابی لیلیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔

۲۰۶

طحاوی ——— مشترکہ مال سے قرض دینا بالاجماع جائز ہے۔

اعلیٰحضرت ——— اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کو ایک ہزار روپیہ دیا نصف قرض ہے اور نصف مضاربت کے لئے ہے۔

۲۰۷

طحاوی ——— یہ عبارت تنویر الابصار کی ہے، مطلب یہ کہ اگر موہوب لہ کو مشترکہ چیز ہبہ کرکے اس کے حوالے کر دی جائے تو وہ نہ تو اس کا مالک ہوگا اور نہ ہی وہ اس میں تصرف کر سکتا ہے۔

اعلیٰحضرت ——— یہی صحیح ومختار ہے، یہی ظاہر روایت کے مطابق ہے اور اسی پر

---

[1] فتاویٰ خانیہ بر فتاویٰ ہندیہ ، ج ۳ ، ص ۲۶۱

Marfat.com

عمل ہے، علامہ شامی کا بھی اسی پر اعتماد ہے جبکہ فتویٰ اس کے خلاف ہے جو بعض فتاوٰی میں مذکور ہے، اسے، ظاہر روایت پر جو صحیح ہے، ترجیح نہیں دی جا سکتی اگرچہ دوسری جانب " وبہ یفتیٰ " کے الفاظ ہیں مکمل بحث فتاوٰی شامی میں ملاحظہ کی جائے۔

۲۰۸
طحطاوی ——— محبت میں بعض اولاد کو بعض پر فضیلت دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ عملِ قلب ہے (اور اس میں انسان مجبور ہے) اسی طرح اگر ارادہ ضرر نہ ہو تو عطیات میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت دی جا سکتی ہے اور اگر ارادہ ضرر ہو تو پھر امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک لڑکے اور لڑکی کو برابر دے اور امامِ محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک (میراث کی طرح) لڑکے کو دوگنا دے (درِ مختار مع الطحطاوی)

بزازیہ میں ہے کہ لڑکے اور لڑکی کو ہبہ کرنے میں تثلیث افضل ہے یعنی میراث کی طرف لڑکے کو دوگنا دے اور امامِ ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک نصف نصف ہے اور یہی مختار ہے اور اگر تمام مال اپنے بیٹے کو دے دیا تو قضاءً جائز ہے لیکن واہب گنہ گار ہو گا (بزازیہ)

امامِ طحطاوی فرماتے ہیں کہ بزازیہ کی نص قصدِ اضرار سے خالی ہے۔

علت الحصر ——— ایک کو دوسرے پر فضیلت تفضیل کی صورت میں ہے لیکن جب ایک کو تمام مال ہبہ کر دیا جائے تو مطلقاً ضرر پہنچانا ہے۔ اس مسئلہ میں علامہ طحطاوی نے بزازیہ کی نص کا ذکر نہیں کیا بلکہ بزازیہ کے قول وعند الثانی التنصیف وھو المختار سے اس کا قصدِ اضرار سے خالی ہونا مراد لیا جبکہ درِ مختار میں یہ بات گزر چکی ہے کہ تسویہ قصدِ اضرار کی صورت میں ہو گا (ورنہ تفضیل جائز ہے)

Marfat.com

۲۰۹ طحطاوی ——— سید حموی نے المفتاح نامی کتاب کے حوالے سے تملیک اور ہبہ کے بارے میں بحث کی ہے جسے علامہ طحطاوی نے "تنبیہ" کے عنوان سے نقل فرمایا، وہ یہ ہے: تملیک ہبہ کے معنی میں ہے اور قبضہ سے مکمل ہوتی ہے، جب قبضہ اور تسلیم نہ پائے جائیں تو اس کے جواز و عدمِ جواز میں علماء کا اختلاف ہے، بعض نے ہبہ پر قیاس کرتے ہوئے عدمِ جواز کا قول کیا ہے جبکہ اکثر مشائخ کے نزدیک بغیر تسلیم کے بھی جائز ہے، اور یہ غیر ہبہ ہے کیونکہ ہبہ اور تملیک دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں، نام کا اختلاف تو ظاہر ہے اور حکم میں اختلاف یوں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو درخت پر موجود پھل ہبہ کرے تو جائز نہیں اور اگر تملیک کا اقرار کرے تو جائز ہے، اس سے ثابت ہوا کہ تملیک بغیر تسلیم کے صحیح ہے اور یہ ہبہ کا غیر ہے، اسی پر فتویٰ اور لوگوں کا عمل ہے، نیز مقر کی موت تسلیم کے قائم مقام ہے اور اسی پر اتفاق ہے (مفتاح)

الملتقط المحضر ——— یہ نقل مجہول غیر معقول اور غیر مقبول ہے، جہالت اس لئے کہ مفتاح نامی کتاب کتبِ مذہب سے نہیں ہے اور غیر معقول اس لئے کہ تملیک فی الحال کی چار صورتیں ہیں:

(۱) تملیک عین بالعوض

(۲) تملیک عین بلا عوض

(۳) تملیک منافع بالعوض

(۴) تملیک منافع بلا عوض

تملیک عقلی طور پر ان چار صورتوں میں منحصر ہے اور یہ بات بالبداہۃ معلوم ہے کہ جس تملیک کا یہاں ذکر ہے وہ نہ تو تملیکِ عین بعوض ہے نہ تملیک منافع بالعوض اور نہ ہی تملیک منافع بلا عوض بلکہ تملیک عین بلا عوض ہے

Marfat.com

اور یہی تو ہبہ ہے، متونِ فقہ میں اسی طرح تفسیر کی گئی ہے۔ قاضی زادہ نے نتائج الافکار میں فرمایا کہ ہبہ کا شرعی مفہوم مال کی بلا عوض تملیک ہے، اسی طرح عام شروح بلکہ متون میں مذکور ہے۔

نیز شریعتِ مطہرہ میں ایسا کوئی عقد نہیں کہ جس میں تملیکِ عین بلا عوض فی الحال ہو اور وہ ہبہ بھی نہ ہو، اگر کوئی ایسا عقد ہوتا تو اس کے لئے کتبِ فقہ میں کوئی کتاب، باب، فصل یا کچھ عنوان مختص ہوتا جیسے کتب میں بیع، ہبہ، عاریہ اور اجارہ وغیرہ کے لئے باب باندھے گئے ہیں لیکن عام کتبِ مذہب اس بات کی طرف ادنیٰ اشارے سے بھی خالی ہیں لہٰذا یہ عقد شریعت میں غیر معروف ہے بلکہ لوگوں کے درمیان یقینی طور پر یہ بات مشہور ہے کہ اگر کہا جائے کہ زید نے عمرو کو اپنے مکان کا بلا عوض مالک بنایا تو اس سے کوئی شخص بھی ہبہ سے سوا کوئی دوسرا مفہوم نہیں سمجھے گا اور کسی عقلمند بچے اور نہ ہی کسی فاضل عالم کے دل میں اس کے سوا (ہبہ کے سوا) کوئی دوسری بات کھٹکے گی۔

ہدایہ اور دیگر متعلقہ کتب میں ہبہ کے قبضہ کے ساتھ مشروط ہونے کی تعلیل یہ بیان کی گئی ہے کہ ہبہ عطیہ پر مبنی عقد ہے اور قبضہ سے پہلے ملک ثابت کرنے میں معطی پر ایسی چیز لازم کی جارہی ہے جو عطیہ کے خلاف ہے اور وہ مالِ موہوب کا سپرد کرنا ہے اور یہ بات صحیح نہیں ہے۔

(صاحبِ مفتاح کا مسئلۂ اقرار سے استدلال اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ کلام بغیر سمجھ کے واقع ہوئی کیونکہ یہاں (صورتِ اقرار میں) مطالبہ اقرار کی وجہ سے ہے تو کیا اس سے یہ استدلال کیا جائے گا کہ مملک کے قبول کئے بغیر تملیک صحیح ہو جائے، پھر اس بات میں ذرہ برابر شک نہیں کہ

Marfat.com

بیع کا اقرار جائز ہے تو کیا اس سے یہ استدلال کیا جائے کہ بیع صرف بائع سے پوری ہو جاتی ہے کیونکہ یہاں مشتری کی جانب سے تو کوئی بات بھی نہیں بلکہ وہ بات جس سے استدلال مذکور میں غفلت برتی گئی ہے، یہ ہے کہ اقرار کی دو صورتیں ہیں، ایک لحاظ سے خبر ہے اور ایک لحاظ سے انشار، پس خبر سے مشابہت کی وجہ سے اقرار کی صورت میں مطالبہ ہوتا ہے، اس لئے مطالبہ نہیں ہوتا کہ یہ کوئی نیا عقد ہے جو قبضہ کا محتاج نہیں ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غیر منقسم گھر کے نصف حصے کا غیر کے لئے اقرار کرے تو صحیح ہے جس طرح درد وغیرہ میں ہے تو یہ صحت محض اقرار کے خبر سے مشابہ ہونے کی وجہ سے ہے، اگر یہ انشار ہوتی تو یہ قول صحیح نہ ہوتا جیسے کہ اس پر فقہار کی نص وارد ہے۔

اگر اس واہم (صاحب مفتاح) کے وہم کو صحیح تسلیم بھی کیا جائے تو بھی اقرار کے باب میں اس سے قبل یہ بات متن اور شرح میں گزر چکی ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرا تمام مال یا جس مال کا میں مالک ہوں، فلاں کے لئے ہبہ ہے تو یہ اقرار نہیں ہوگا پس تسلیم ضروری ہوگی بخلاف اقرار کے [له]

جمیع مالی او ما املکه له هبة لا اقرار فلابد من التسلیم بخلاف الاقرار۔

لام تملیک سے معلوم ہوا کہ یہ ہبہ ہے اور تسلیم شرط ہے اور اقرار میں تسلیم کی شرط کا نہ ہونا اس لئے ہے کہ وہ ایک لحاظ سے خبر ہے، اس واسطے نہیں کہ وہ ایک ایسا عقد ہے جو تسلیم کا محتاج نہیں، اس میں نکتہ یہ ہے کہ تملیک بیع اور ہبہ

[له] حاشیۃ الطحطاوی، ج۳، ص۳۳۰

Marfat.com

دونوں کو شامل ہے، پس جب کسی نے کسی دوسرے کے لئے تملیک کا اقرار کیا تو (دیکھا جائے) اگر درختوں پر موجود پھلوں کی تملیک کا اقرار کیا ہے تو اس سے مراد بیع ہوگی اور اقرار کی وجہ سے اس سے مطالبہ کیا جائے گا تاکہ اس کی کلام ممکن حد تک صحیح قرار پائے لیکن ہبہ کے اقرار کی صورت میں اس نے اس چیز کی تصریح کی ہے جو بوجہ مشغولیت (پھل کا درخت پر ہونا) پوری نہیں کی جاسکتی اور یونہی ہر بات میں ہوگا کہ جب کوئی اقرار کرے کہ میں نے اس سے قبل فلاں کو مالک بنایا اور اس نے مشغولیت یا اجزار یا ان کے علاوہ کسی قسم کی تفصیل بیان نہیں کی کیونکہ تملیک کے اقرار سے اس کی ملکیت ختم ہوگئی اور جس کے لئے اقرار کیا اس کی ملکیت ثابت ہوگئی اور عطیات میں یہ بات بلا قبضہ صحیح نہیں لہذا ایسا اقرار ہبہ کا اور اسی وقت قبضہ دینے کا اقرار ہوگا لیکن اگر وہ یہ اقرار کرے کہ میں نے فلاں کو ہبہ کیا تو واہب سے ہبہ کا صدور قبضہ دینے کو مستلزم نہیں پس وہ موہوب لہ کے لئے حصولِ ملک کا اقرار نہیں ہوگا الخ دونوں اقراروں میں یہی فرق ہے۔

یہ مطلب جو صاحبِ مفتاح نے سمجھا کہ تملیک میں قبضہ ضروری نہیں، اگر موصوف یہ دلیل ذکر کرتے تو ہم تعین کرتے کہ یہ نقل اور فتویٰ مشائخ پر افتراء ہے لیکن استدلال سے ظاہر ہوا کہ مسئلہ کے سمجھنے میں خطا واقع ہوئی

اس سے قبل ہم نصوصِ قاطبہ سے یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ یہاں تملیک سے مراد ہبہ ہے اور اس بات کا اس فاضل (علامہ طحطاوی) نے بھی کلام کے شروع میں اعتراف کیا کہ تملیک ہبہ کے معنیٰ میں ہے اور قبضہ سے تام ہوتی ہے [1]

[1] حاشیۃ الطحطاوی، ج ۳، ص ۳۹۲

Marfat.com

لہذا جب قبضہ کے بغیر یہ تام نہیں ہوتی تو بلا تسلیم کیسے مکمل ہو گی پھر نہایت تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اختلاف تو اس بات میں ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھے اس چیز کا مالک بنایا، آیا یہ ہبہ ہو گا یا یہ کلام بالکل صحیح نہیں ہو گی کیونکہ تملیک عام ہے جیسے ہم ردالمحتار سے پہلے نقل کر چکے ہیں اور تملیک بلا قبضہ کو بالکل صحیح قرار دینا اور مفتی بہ قول بتانا تو نہایت تعجب خیز ہے۔

تتمہ ——— جامع الفصولین، خیر رملی اور عقود الدریہ میں یہ نص موجود ہے کہ کسی دستاویز میں یہ تحریر ہو کہ فلاں نے فلاں کو تملیک صحیح کے ساتھ مالک بنایا تو یہ تملیک فاسد غیر مقبول ہے کیونکہ جہت تملیک مجہول ہے[1] اور یہ عقد جدید من گھڑت ہے، جس کا شریعت اور عرف میں کوئی وجود نہیں البتہ جو شخص اس قول کو ہبہ پر محمول کرتے ہوئے قبول کرے تو مقبول ہو جائے گا اور یہ بات کہ اقرار کرنے والے کی موت بالاتفاق تسلیم کے قائم مقام ہے، اس اجماع کے خلاف ہے کہ تسلیم سے پہلے عاقدین میں سے کسی ایک کی موت عقد کو باطل کر دیتی ہے، پس حق بات یہ ہے کہ یہ نقل مجہول لا معقول ہے جس پر نہ صرف یہ کہ اعتماد جائز نہیں بلکہ یہ لائق توجہ ہی نہیں، عصمت و توفیق صرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

۲۱۰
طحاوی ——— مفتاح کی گذشتہ عبارت کے ذکر کے بعد علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ تملیک کو ہبہ کے مقابلہ میں لانے کی صورت میں مناسب یہ تھا کہ کہا جاتا ولو ملکہ۔ کیونکہ اقرار بالملک کی صورت یہ ہے کہ کہے یہ چیز

---

[1] فتاوی خانیہ بر حاشیہ فتاوی ہندیہ، ج ۳، ص ۲۶۱ پر ہے وتملیک المجهول باطل۔

Marfat.com

فلاں کے لئے ہے تو یہ خبر ہے، تملیک نہیں ہے [1]

اعلیٰحضرت ——— قرۃ العیون میں بھی امام طحطاوی کے حاشیہ سے اسی طرح نقل کیا گیا ہے اور یہی بہتر ہے۔

۲۱۱
طحطاوی ——— اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو خط لکھے اور اس میں لکھے کہ جواب اسکی دوسری طرف لکھ دو تو مکتوب الیہ کے لئے وہ کاغذ لوٹانا ضروری ہے اور اسے اس میں تصرف کا کوئی حق نہیں۔

اعلیٰحضرت ——— اسی طرح اگر اس مکتوب میں لکھے کہ اسے پڑھ کر فلاں کو پہنچا دو تو مکتوب الیہ کے لئے اس میں تصرف جائز نہیں، اب یا تو وہ کاتب کی طرف لوٹا دے یا اس (جس کے بارے میں کہا گیا ہے) کی طرف پہنچا دے۔

۲۱۲
طحطاوی ——— تنویر الابصار مع درمختار میں ہے کہ اجارۂ فاسدہ میں اجرِ مثل واجب ہوگا اگر مقررہ اجر معلوم ہو۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں (کہ درمختار کے قول) لو المسمی معلوما سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اجرِ مقرر کی صورت میں اجرِ مثل واجب ہوگا چاہے وہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو حالانکہ یہ مطلب نہیں بلکہ مفہوم یہ ہے کہ جب مقررہ اجرت معلوم نہ ہو تو اجرِ مثل واجب نہیں ہوگا حالانکہ عدمِ علم کی صورت میں اجرِ مثل ہی واجب ہوگا چاہے وہ کتنا ہی کیوں نہ ہو۔

یہاں امام طحطاوی کے الفاظ یہ ہیں:

معانہ یجب بالغا ما بلغ

اعلیٰحضرت ——— یجب بالغا ما بلغ کا مطلب یہ ہے کہ چاہے وہ مقررہ اجرت

---

[1] مخطوطہ میں یہاں علامہ طحطاوی کی عبارت موجود نہیں، تتبع کے بعد اعلیٰحضرت کی طرف اسی قول کو حاشیہ کے طور پر درج کرنا مناسب سمجھا گیا۔ واللہ اعلم

Marfat.com

سے زائد ہی کیوں نہ ہو۔

۲۱۳ طحطاوی ——— امام طحطاوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ بزاز اور طیالسی نے بھی اسے روایت کیا اور طبرانی نے بھی حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذکر میں اسے بیان کیا، یہ بات المقاصد الحسنہ[۱] میں ہے۔

اعلیٰحضرت ——— علامہ شامی نے بھی (ردالمحتار میں) اسی طرح المقاصد الحسنہ کے حوالے سے بلا تبصرہ نقل فرمایا حالانکہ حلیۃ الاولیاء، حافظ ابونعیم (احمد بن عبداللہ اصبہانی (م ۴۳۰ھ)) کی تصنیف ہے، حافظ ابوقاسم سلیمان طبرانی اس کے مؤلف نہیں ہیں[۲]

۲۱۴ طحطاوی ——— تنویرالابصار مع درمختار میں ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اس نے اسی شخص یا کسی دوسرے سے یہ عقد باندھا کہ وہ اس کا وارث ہوگا اور اس کی طرف سے جنایت کی دیت دے گا، تو یہ عقد عقدِ موالات کہلاتا ہے۔

امام طحطاوی نے ابراہیم نخعی کا قول نقل کیا کہ جب کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اس سے عقدِ موالات باندھا تو وہ اس کا وارث ہوگا اور اسکی طرف سے دیت ادا کرے گا۔

امام طحطاوی مزید فرماتے ہیں کہ امام نخعی کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی

---

[۱] کشف الظنون ج ۲ ص ۱۷۷۹ میں شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی (م ۹۰۲ھ) کی تصنیف کے بارے میں ہے: المقاصد الحسنۃ فی کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ ۱۹

[۲] کشف الظنون ج ۱ ص ۶۸۹

Marfat.com

ہے کہ صحتِ موالاۃ، وراثت اور دیت کی شرط پر موقوف نہیں بلکہ صرف عقد ہی کافی ہے کیونکہ حاکم نے وراثت اور دیت کو بطور شرط ذکر نہیں کیا بلکہ صحتِ عقد کے بعد ان دونوں کو حکم قرار دیا ہے۔

اعلیحضرت ——— کسی بات کا حکم ہونا اس کے شرط ہونے کے منافی نہیں کیونکہ جب کسی چیز میں تمام شروط پائی جاتی ہیں اس وقت اس پر حکم نافذ ہوتا ہے جب کہا جاتا ہے عقد کذا تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس نے تمام شرائط کو پورا کیا لہذا اگر وراثت اور دیت کو شرط قرار دیا جائے تو ابراہیم نخعی کے قول والاہ کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے کہا " میں نے تجھ سے عقد باندھا کہ تو میرا وارث ہوگا اور میری طرف سے دیت ادا کرے گا جیسے کوئی کہے الرجل الرجل الرجل الخ تو اس سے مراد وہ شخص ہوگا جو مجہول النسب غیر عربی ہوگا جس کے لیئے نہ تو ولایت عتاقہ ہو اور نہ ہی کسی کے ساتھ عقدِ موالات ہو جو اس کی طرف سے دیت ادا کرے۔

۲۱۵
طحطاوی ——— اگر کوئی شخص والیتک کہے یعنی میں نے تجھ سے عقد باندھا اور دوسرا کہے قبلتُ میں نے قبول کیا" تو اس صورت میں عقدِ موالات منعقد ہو جائے گا۔ (تحفہ بحوالہ شرنبلانی)

اعلیحضرت ——— تحفہ کی یہ عبارت دو باتوں کا احتمال رکھتی ہے، یا تو اس مجموعہ عبارت کا عوض ہے جو اوّلاً ذکر کی گئی یا صرف انت مولای کا بدل ہے اس دوسری صورت میں بقیہ عبارت ضروری ہے کیونکہ ملک العلماء جو صاحبِ تحفہ کے تلمیذ ہیں، انہوں نے اپنی شرح البدائع، جسے انہوں نے اپنے استاذ کے سامنے پیش کیا تو استاذ نے ان سے اپنی بیٹی کا رشتہ کر دیا، میں لکھا ہے کہ یا کوئی کہے والیتک اور جواباً دوسرا شخص عقد میں وراثت اور دیت کے

Marfat.com

تاذکرہ کے بعد کے قبلت، میں نے قبول کیا۔

طحطاوی ۲۱۶ ——— علامہ طحطاوی نے ابراہیم نخعی کی عبارت سے ارث اور دیت کی شرط کے بغیر عقد کو ثابت کرتے ہوئے صاحبِ تحفہ کی تفسیر کو بطور تائید پیش کیا (جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے) اسے قاضی زادہ نے رد کرتے ہوئے کہا کہ اس عبارت میں ایسی کوئی بات نہیں جو ارث اور دیت کے عدمِ شرط ہونے پر دلالت کرے۔

اعلیٰحضرت ——— یعنی عبارت میں صراحۃً ایسی بات نہیں۔

طحطاوی ۲۱۷ ——— امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ قاضی زادہ کا رد محقق بالدلائل نہیں بلکہ محض جواز اور امکان پر مبنی ہے۔

اعلیٰحضرت ——— اس کا جواب ہم نے ردالمحتار کے حاشیے پر دیا ہے۔

طحطاوی ۲۱۸ ——— عقدِ موالاۃ کی شرائط کے بیان میں صاحبِ درِمختار نے فرمایا:-

والخامس ان یشترط العقل والارث

امامِ طحطاوی فرماتے ہیں کہ اس شرط کے بارے میں بحث گزر چکی ہے۔

اعلیٰحضرت ——— قد سبق کی بجائے قد سلف فیہ کے الفاظ مناسب ہیں[1]

طحطاوی ۲۱۹ ——— صاحبِ درِمختار نے مجمع الفتاوٰی سے ایک مسئلہ نقل فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیمار بیوی کو اپنے ماں باپ کے پاس جانے سے روکے اور اجازت کے لئے مہر کے ہبہ کا مطالبہ کرے، اس صورت میں اگر عورت بعض مہر ہبہ کر دے تو ہبہ باطل ہوگا کیونکہ وہ عورت بمنزلہ مجبور ہے۔

صاحبِ درمختار فرماتے ہیں کہ اس جزیہ سے اس نو پید فتوٰی کا جواب

---

[1] کیونکہ سبقت کے معنی کسی سے آگے بڑھنا اور سلف کے معنی محض گذشتہ ذکر کے ہیں (مرتب)

Marfat.com

بھی حاصل ہو گیا کہ اگر کوئی شخص اپنی باکرہ لڑکی کا نکاح کرے اور زفاف سے منع کرتے ہوئے اس سے گواہی حاصل کرے کہ اس (لڑکی) نے اپنے باپ سے ماں کی وراثت حاصل کر لی ہے، پھر جب لڑکی اقرار کرلے تو وہ اسے شب باشی کی اجازت دے تو اس صورت میں اقرار صحیح نہیں کیونکہ وہ مجبور کے حکم میں ہے۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ یہ علت اس وقت ظاہر ہوگی جب خاوند اس عورت پر دوسری شادی کرنا چاہے یا لونڈی سے شب باشی کا ارادہ کرے کیونکہ اس سے اس میں صبر کی طاقت باقی نہیں رہتی۔

اعلیحضرت ——— ہم نے اس کا جواب ردالمحتار کے حاشیے پر دیا ہے چنانچہ وہاں ملاحظہ کیا جائے۔

۲۲۰
طحطاوی ——— جو بات محض نفع بخش ہو اس میں بچہ بالغ کی طرح ہے لہذا اس کا (کسی کی طرف سے) ہبہ قبول کرنا اور اسلام لانا صحیح ہے۔

اعلیحضرت ——— بچے کا اسلام اسی وقت صحیح ہے جب کہ وہ سمجھدار ہو ورنہ نہیں جس طرح مجنون کا اسلام صحیح نہیں کیونکہ اسلام اقرار اور اعتقاد کا نام ہے اور ان دونوں کے لئے اذعان ثابت نہیں۔

۲۲۱
طحطاوی ——— ناسمجھ اگر اپنا مال غلط کاموں میں ضائع کرتا ہے تو وہ فاسق ہے، اس کی شہادت قبول نہیں کی جائیگی۔

اعلیحضرت ——— جو شخص اپنا مال ناجائز کاموں میں ضائع کرے وہ فاسق ہے اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، اس سے ان لوگوں کا حکم بھی معلوم ہوا جو شب برائت وغیرہ میں آتش بازی کرتے ہیں یا پتنگ بازی کرتے ہیں اور یہ دونوں کام ہندوستان بلکہ دوسرے مقامات پر بھی عام ہیں، اللہ تعالےٰ

Marfat.com

ہماری حفاظت فرمائے۔

۲۲۲
طحطاوی ——— صاحبِ درمختار نے نقل فرمایا کہ بزازیہ میں ہے، اگر کوئی شخص کسی کی جیب سے درہم غصب کرے، پھر اسے بتائے بغیر واپس کر دے تو بری الذمہ ہو جائے گا۔

اعلیٰحضرت ——— فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بچے سے کچھ درہم لے اور اپنی ضرورت میں خرچ کرے، پھر ان کی مثل دراہم واپس لوٹائے تو عہدہ برآ نہیں ہوگا جب تک کہ بچہ بالغ ہو کر اسے بری الذمہ قرار نہ دے۔

۲۲۳
طحطاوی ——— اگر کوئی شخص مالِ مغصوب یا مالِ ودلیعت میں تصرف کر کے نفع حاصل کرے تو اسے صدقہ کر دے جبکہ وہ دراہم اشارہ کے ساتھ یا ودلیعت وغصب کے دراہم کے ساتھ خریدنے اور نقد قیمت ادا کرنے کی وجہ سے متعین ہو جائیں اور اگر اس کی طرف اشارہ کیا اور نقد سودا کیا، پھر بھی صدقہ کرے کیونکہ نقدیت کی وجہ سے خبث پیدا ہو گیا اگرچہ وہ اشارہ کے ساتھ متعین نہیں ہوا۔

اعلیٰحضرت ——— مجھے اس بات سے اختلاف ہے جس کا ذکر میں نے ردالمحتار کے حاشیے پر کیا ہے۔

۲۲۴
طحطاوی ——— دراہم مغصوب و ودلیعت کے غیر متعین ہونے کی صورت میں چار صورتیں بیان کی گئی ہیں اور کہا گیا ہے کہ امامِ کرخی کے نزدیک تین صورتوں میں نفع صدقہ کیا جائے اور اسی پر فتویٰ کا قول کیا گیا ہے۔

امامِ طحطاوی فرماتے ہیں کہ جب نفع میں چار صورتیں جاری ہوتی ہیں تو اس چیز کے حصول میں بھی چار صورتیں پیدا ہونگی جو خریدی گئی ہے کیونکہ نفع اپنے اصل کے تابع ہے۔

Marfat.com

اعلیحضرت ——— رد المحتار میں تبیین کے حوالے سے ہے کہ ادائیگی ضمانت سے پہلے حلال نہیں، بعد میں جائز ہے مگر جو کچھ قیمت سے زائد ہے اور وہ نفع ہے وہ (کسی صورت میں) جائز نہیں، اسے صدقہ کر دے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں حکمِ نفع، حکمِ اصل کے خلاف ہے، پھر فتاویٰ ہندیہ میں تبیین کے حوالے سے دیکھا وہاں صراحت ہے کہ ضمانت کی ادائیگی کے بعد اصل کا حاصل کرنا جائز ہے لیکن صورتِ نقد میں نفع کا استعمال جائز نہیں۔ امام کرخی کا مذہب ذکر کرنے کے بعد کہا کہ ہمارے مشائخ نے اسے ہر حال میں غیر طیب قرار دیا ہے، چاہے ضمانت سے قبل ہو یا بعد، ہر حال میں نفع کا استعمال اچھا نہیں اور یہی مختار ہے۔

میں کہتا ہوں ممکن ہے کہ علامہ طحطاوی کا کلام اس صورت کے بارے میں ہو کہ جب ضمانت ادا نہ کی جائے کیونکہ اس صورت میں اصل اور نفع دونوں ناپاک ہیں، اسی لئے اس پر خبث کا حکم لگایا گیا ہے یعنی امام کرخی کے نزدیک اس وقت جب اشارہ کیا جائے اور نقد ادائیگی ہو اور مختار قول کے مطابق مطلقاً ناجائز ہے۔

۲۲۵
طحطاوی ——— حموی میں صدر الاسلام سے ہے کہ اگر غصب شدہ ہزار روپے سے کھانے کا سامان خریدا تو کھانا جائز ہے۔

اعلیحضرت ——— یعنی ضمانت ادا کرنے سے پہلے (جائز ہے)

۲۲۶
طحطاوی ——— صدر الاسلام کا قول نقل کرنے کے بعد علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ ایسا کھانا حلال نہیں کیونکہ سبب میں ایک قسم کا خبث پایا جاتا ہے، پھر اس پر تفریع کے طور پر فرماتے ہیں کہ بعض ظالم غیر عادل چیزیں خریدتے ہیں، پھر اپنی حاجات پوری کرنے کے بعد قیمت ادا کرتے ہیں۔

Marfat.com

اعلیحضرت ــــــ عدمِ ملک کی وجہ سے خبث پایا گیا، پس یہی خبث نقود میں بھی مستعمل ہوگا البتہ ضمانت کی ادائیگی کے بعد چونکہ یہ خبث زائل ہو جاتا ہے لہذا یہ کھانا بھی حلال ہے اور مغصوب مال سے خرید کردہ لونڈی سے وطی بھی صحیح ہے جیسا کہ ہم نے ردالمحتار کے حاشیے پر تحقیق کی ہے۔

طحطاوی ۲۲۷ ــــــ اگر کسی شخص نے کپڑا وغیرہ غصب کیا اور اس سے لونڈی خریدی تو اس کے ساتھ وطی حلال نہیں اور اگر اس مغصوبہ کپڑے کے ذریعے شادی کی تو جائز ہے۔

اعلیحضرت ــــــ یہ خلاف صحیح ہے یعنی امام طحطاوی کا یہ قول کہ لونڈی سے وطی جائز نہیں، یہ ضمانت کی عدم ادائیگی تک ہے، بعد ادائے ضمانت صحیح ہے۔

طحطاوی ۲۲۸ ــــــ اگر ان دونوں میں سے ایک کے ذریعے عورت سے نکاح کیا یا کپڑا وغیرہ خریدا اور ضمانت ادا کر چکا ہے تو نفع حلال ہے۔

اعلیحضرت ــــــ ھما کا مرجع دراہم غصب و ودیعت ہیں یعنی ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ خریدا۔

طحطاوی ۲۲۹ ــــــ مختصر کے حوالے سے علامہ طحطاوی نے ایک عبارت نقل فرمائی جس کا کچھ ذکر پیچھے ہو چکا ہے کہ اگر مغصوبہ کپڑے سے لونڈی خریدے تو وطی حلال نہیں البتہ اس مغصوبہ کپڑے کے ذریعے کسی عورت سے شادی کی تو وطی جائز ہے۔

اسکے تحت علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ جب دراہم غصب جو معین بھی ہوں اور نقد بھی، کے ساتھ کچھ خریدا تو اس کا استعمال حرام نہیں کیونکہ عین کے ساتھ عقد کا تعلق نہیں۔

اعلیحضرت ــــــ یہ بات جو علامہ طحطاوی نے بیان فرمائی، اس ضابطہ کے موافق ہے

Marfat.com

جو بیع فاسد میں ذکر کیا گیا کہ اگر کلام اس میں ہو جس میں ضمانت ادا کی گئی تو اس وقت وہ ملک ہو گی اگرچہ ملک خبث ہی سہی اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اگر خبث فسادِ ملک کے سبب سے ہو تو غیر معین میں حلال نہیں پس نفع بغیر عقد و نقد کی تفصیل کے حلال ہو گا اور مطلقاً جواز کے قول سے بظاہر جو فائدہ نظر آتا ہے کہ چاہے ضمانت ادا کی جائے یا نہ، وہ ضابطہ کے خلاف ہے، ضابطہ میں کہا گیا ہے کہ جب خبث عدمِ ملک کے سبب سے ہو تو متعین و غیر متعین دونوں میں عمل ہو گا، پس اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ یہ مقامِ لغزش ہے اور ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ پر کتاب الغصب اور بیع فاسد کے بیان میں اس بات کی تحقیق کی ہے۔

طحطاوی ۲۳۰ ——— کسی شخص نے ورق غصب کیا اور اس پر کچھ لکھا آیا مالک کی ملک منقطع ہو جائیگی؟ اس میں اختلاف ہے، سغدی نے کہا صحیح یہ ہے کہ ملک منقطع نہیں ہو گی۔

اعلیٰحضرت ——— خلاصہ میں ہے کہ منقطع ہو جائے گی۔

طحطاوی ۲۳۱ ——— کتاب بحرِ ذاخر میں ہے کہ مغصوبہ بکری کو پکایا یا بھونا تو قیمت کا ضامن ہو گا اور اگر مالک غائب ہو یا حاضر ہو لیکن ضمانت پر راضی نہ ہو تو غاصب کے لئے قیمت کی ضمانت ادا کرنے یا اس کے ذمہ قرض ہو جانے سے قبل نہ تو کھانا جائز ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کو کھلانا، یونہی کسی دوسرے کو کھانا جائز نہیں۔ (مکی)

اعلیٰحضرت ——— السراج الوہاج کے ص۵۵ پر "غصب الشاۃ" کے ذکر میں یہ مسئلہ زیادہ بیّن اور واضح ہے۔

طحطاوی ۲۳۲ ——— تنویرالابصار مع درمختار میں ہے کہ کسی شخص نے کوئی چیز غصب کی

Marfat.com

اسے تبدیل کر دیا یہاں تک کہ اس کا نام بدل گیا اور وہ زیادہ نفع بخش ہو گئی یا وہ مغصوبہ چیز غاصب کی ملک سے مخلوط ہو گئی اور امتیاز ناممکن ہو گیا تو اس صورت میں غاصب کو ضمانت دینی پڑے گی اور وہ چیز کا مالک ہو جائے گا لیکن ادائیگی ضمانت سے قبل نفع حاصل کرنا جائز نہیں، صاحب درمختار فرماتے ہیں، قیاس یہ ہے کہ ضمانت کی ادائیگی سے قبل بھی انتفاع حلال ہے۔

علامہ طحطاوی اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، زیلعی نے کہا قیاس یہ ہے کہ اس سے انتفاع جائز ہے اور یہ قول امام زفر، امام حسن رحمہما اللہ کا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی ایک روایت یونہی ہے

اعلیٰحضرت ——— یہ بات واضح طور پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ظاہر روایت کے خلاف ہے لیکن خلاصہ، ہندیہ اور دیگر کتب میں اسے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کا قول قرار دیا گیا ہے، صاحبین کا قول استحسان ہے اور اسی پر فتویٰ ہے لیکن فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ امام نجم الدین نسفی اس قول کی امام اعظم کی طرف نسبت سے انکار کرتے تھے۔ اگر اسے امام اعظم رحمہ اللہ ہی کا قول قرار دیا جائے اور یہ سوال کیا جائے کہ اس صورت میں اور بیع فاسد کے ساتھ مبیع میں کیا فرق ہو گا کیونکہ اس سے انتفاع امام صاحب کے نزدیک حلال نہیں حالانکہ اس میں ملک ثابت ہے اگرچہ ملک خبیث ہی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں اس طرح فرق کیا جائے گا کہ مغصوب میں تبدیلی ہو جائے تو رد نہیں کی جا سکتی جبکہ بیع فاسد کے مبیع کا رد کرنا حق شریعت کے تحت واجب ہے کیونکہ یہ بیع فسخ ہے پس غیر کا حق اس چیز کی ذات سے ہے جبکہ بدلے ہوئے مغصوب میں یہ بات نہیں۔

Marfat.com

۲۳۳
طحطاوی ——— مغصوبہ زمین کے مسائل کو صاحبِ درمختار نے تفصیل سے بیان فرمایا علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ یہ تفصیل علامہ کرخی نے اپنی بعض کتب میں ذکر فرمائی اور فرمایا کہ کتاب میں جو کچھ ہے اس سے یہی مراد ہے۔

اعلیٰحضرت ——— کتاب کے مطلقاً ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ البدایہ مراد ہے اور ہو سکتا ہے کہ مبسوط مراد ہو لیکن مختصر القدوری مراد لینا ممکن نہیں جیسے عام طور پر فقہاء مطلقاً ذکرِ کتاب کے وقت مختصر القدوری مراد لیتے ہیں کیونکہ امامِ قدوری کو امام کرخی سے تین واسطوں سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔

۲۳۴
طحطاوی ——— ضمانتِ غصب کے ضمن میں صاحب درمختار نے چند مثالیں بیان فرمائیں مثلاً زمین غصب کی اور اس پر مکان تعمیر کیا یا درخت لگائے یا مرغی نے کسی کا موتی نگل لیا وغیرہ وغیرہ تو ان صورتوں میں زیادہ قیمت والے کو اختیار رہے، چاہے تو کم قیمت والی چیز لیکر مالک کو قیمت دے دے یا وہ چیز چھوڑ دے اور کم قیمت والے سے اپنے چیز کی قیمت وصول کرے (مثلاً زمین غصب کی اس پر مکان بنایا، اب قیمت زیادہ ہو گئی اب یا تو زمین کی قیمت دے یا مکان بھی چھوڑ دے اور اسکی لاگت وصول کرلے)، امامِ محمد علیہ الرحمہ کا یہی قول ہے اور مصنف نے بھی اپنی شرح میں یونہی ذکر کیا ہے۔

اعلیٰحضرت ——— فتاویٰ خانیہ میں جو کچھ اس بارے میں مذکور ہے وہ بھی اس قول کو رد کرتا ہے کہ صاحبِ اکثر صاحبِ اقل کو قیمت کا مالک بنائے [1]

۲۳۵
طحطاوی ——— کسی غیر کی زمین میں عمارت تعمیر کی یا درخت لگائے تو درخت

---

[1] فتاوی خانیہ بر فتاوی ہندیہ ج ۳، ص ۲۴۲

Marfat.com

کاٹنے اور زمین واپس کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

امام کرخی فرماتے ہیں کہ یہ حکم نہیں دیا جائے گا اور وہ غاصب قیمت کی ضمانت دے گا، اسی پر بعض متاخرین، مثلاً صدر الاسلام وغیرہ کا فتویٰ ہے اور یہ احسن ہے۔

اعلیٰحضرت ——— قہستانی اور عقود میں ان سے اسم تفضیل کے ہمزہ کے بغیر (صرف "حسن") مروی ہے۔

۲۳۶
طحطاوی ——— درمختار میں ہے کہ کسی انسان کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں لیکن جہاد میں (جائز ہے)

علامہ طحطاوی نے الا فی الغزو کے دو احتمال بیان کر کے فرمایا کہ تفکرات اور پریشانیوں کی کثرت کی وجہ سے میری سوچ میں ضعف ہے لہذا کسی دوسری جانب رجوع کیا جائے۔

علامہ طحطاوی نے پہلا احتمال یہ ذکر فرمایا کہ غازی، اہل حرب کے گھروں میں بلا اجازت داخل ہو سکتا ہے اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جب جہاد فرض ہو جائے اور بعض لوگ پہلو تہی کریں تو سربراہ کو اختیار ہے کہ وہ کسی کو بھیجے جو لوگوں کے گھروں میں داخل ہو کر انہیں نکال لائے۔

اعلیٰحضرت ——— علامہ شامی نے تیسری توجیہ یہ بیان فرمائی کہ جب کسی شخص کا گھر دشمنوں سے بلندی پر واقع ہو تو مجاہدین کے لئے وہاں داخل ہونا جائز ہے تاکہ وہ وہاں سے دشمن کے سامنے جنگ کریں۔

میں کہتا ہوں کہ ایک چوتھی توجیہ میرے لئے ظاہر ہوئی اور وہ یہ کہ بعض کفار کسی ذمی یا مسلمان کے گھر میں پناہ لیں اور مجاہدین اسلام اسے قتل کرنا چاہتے ہوں جبکہ صاحب خانہ ان کو اندر آنے کی اجازت نہ دیتا ہو

Marfat.com

تو مسلمانوں کے لئے اندر داخل ہونا جائز ہے اگرچہ گھر میں مستورات ہوں کیونکہ خود گھر والا مسلمانوں کو روک کر مستورات کے بے پردہ کرنے کا باعث بنا۔

پانچویں توجیہ یہ ہے کہ مجاہدین کسی حاجت یا مصلحت کے تحت اندر جانا چاہتے ہوں، اور یہ تمام توجیہات ممکن ہیں کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ ضرورت کے مقامات مستثنیٰ ہیں جیسے تجنیس کے حوالے سے غمز میں ہے۔

۲۳۷
طحطاوی ——— درمختار میں ہے کہ اگر غاصب مغصوبہ مال کو اجرت پر دے اور اجرت مالک کی طرف لوٹا دے تو یہ مالک کے لئے پاکیزہ ہے کیونکہ اجرت کا لینا جائز ہے۔

اعلیٰحضرت ——— یہ عجیب بات ہے کیونکہ اجازت کا تعلق معدوم چیز کے ساتھ نہیں ہو سکتا اور اجازت کی صحت کے لئے معقود علیہ کا قائم ہونا شرط ہے اور وہ اس صورت میں نفع ہے جو معدوم ہے البتہ یہ تعلیل اس صورت میں جاری ہو سکتی ہے جب مستاجر کے مالِ اجرت سے نفع حاصل کرنے سے پہلے اجرت حاصل کر لی جائے اور مالک کی طرف لوٹا دی جائے۔

۲۳۸
طحطاوی ——— صاحبِ درمختار نے فروع کے عنوان سے چند مسائل بیان فرمائے جن میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ سوائے جہاد کے (جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے) کسی انسان کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا جائز ہے۔

اعلیٰحضرت ——— یہ مسائل الاشباہ سے منقول ہیں اور حموی (شارحِ اشباہ) نے الا فی الغزو پر کوئی بحث نہیں کی۔

۲۳۹
طحطاوی ——— امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں علامہ طحطاوی نے شرح النقایہ اور تشنیع المصنف کے حوالے سے ایک عبارت نقل فرمائی جو یہ ہے :-

وقد ایدہ ماصح عندنا انہ افضل العلماء فی

زمانہ واکمل العرفاء فی اوانہ زین الملۃ والدین

وقد رأی بعضھم فی المنام انہ شافعی المذہب الخ

اعلحضرت اصل عبارت جو ص ۴۴۳ پر منقول ہے وہ یہ ہے [1]

۲۴۰ طحطاوی ——— اہلِ ہوا اور بدعتی کی تکفیر میں اختلاف ہے، اگر بدعتی کا مذہب کفر کی طرف پہنچا تا ہو اور اس کی کوئی تاویل ممکن نہ ہو تو وہ بالاجماع کافر ہے البتہ جس کی بدعت اس طرح نہ ہو اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابنِ ہمام نے شرح ہدایہ میں فرمایا کہ اہلِ مذاہب کی کلام میں ایسے بہت سے لوگوں کی تکفیر ثابت ہے لیکن یہ ان فقہاء کی کلام نہیں جو منصبِ اجتہاد پہ فائز ہیں اور غیر مجتہد کا اعتبار نہیں، فقہاء و مجتہدین سے عدمِ تکفیر منقول ہے۔

اعلحضرت ——— غیرِ فقہاء کی کلام جب فقہاء کے اقوال کے خلاف ہو، اس وقت غیر معتبر ہو گی (مطلقاً نہیں)

۲۴۱ طحطاوی ——— مذبوحہ جانور کے پیٹ سے بچہ نکلا تو صاحبین کے نزدیک اگر اس کے اعضاء مکمل ہو گئے ہوں تو کھایا جائے گا ان تم خلقہ کی قید سے یہ پتہ چلا کہ ناتمام کو نہیں کھایا جائے گا اور یہ بھی احتمال ہے وہ بمنزلہ جزءِ جانور

---

[1] امام طحطاوی کی منقولہ عبارت میں انہ میں ضمیر کے اضافے ابوبکر البانباری کے عدم ذکر اور وقد رأی میں واؤ کے اضافے سے عبارت کا مفہوم بالکل بدل گیا اور امام ابوبکر کی بجائے امام ابو یوسف مراد لے لئے گئے اور خواب دیکھنے والے خود ابوبکر ہیں جبکہ امام طحطاوی کی عبارت سے خواب کسی دوسرے کی طرف منسوب ہو جاتی ہے (محمد صدیق ہزاروی)

نوٹ :۔ آگے خواب کا ذکر ہے جو امامِ ابو یوسف کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

Marfat.com

کے سبب ہے لہٰذا حلال ہے۔

اعلیٰحضرت ——— یہ احتمال صحیح نہیں کیونکہ نص سے ثابت ہے کہ مضغہ ناپاک ہے اسی طرح وہ بچہ بھی جس نے پیدا ہونے کے بعد کوئی آواز نہیں نکالی اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ ہر نجس حرام ہے۔

۲۴۲

طحطاوی ——— شرمگاہ، کپورے اور مثانہ مکروہ ہیں اور یہ کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی، اس کے بارے میں دو قول ہیں۔

اعلیٰحضرت ——— مادہ جانور کی شرمگاہ اور پتہ دونوں کا بھی مکروہ ہیں جیسا کہ اسی کتاب کے آخر میں مختلف مسائل کے ذکر میں آئے گا[1]

۲۴۳

طحطاوی ——— اسی طرح وہ خون بھی مکروہ ہے جو گوشت سے نکلتا ہے۔

اعلیٰحضرت ——— ردالمحتار میں والدم المسفوح کے الفاظ ہیں نیز وہ خون جو ذبح کے بعد رگوں میں رہ جاتا ہے مکروہ نہیں اور اسے خود علامہ طحطاوی نے مسائل شتّٰی کے باب میں بیان کیا ہے[2]

۲۴۴

طحطاوی ——— کیا یہ کراہت تحریمی ہے؟ اس میں دو قول ہیں۔

اعلیٰحضرت ——— یعنی شرمگاہ اور اس کے بعد مذکورہ اشیاء کی کراہت کے بارے میں دو قول ملتے ہیں۔

۲۴۵

طحطاوی ——— مچھلی کی ایک قسم الجریث کا ذکر کرتے ہوئے علامہ طحطاوی نے ابوالسعود کے حوالے سے بتایا کہ عینی سے، الجریث جیم کے کسرہ کے ساتھ مروی ہے۔

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی، ج ۴، ص ۳۶۰

[2] ایضاً

Marfat.com

اعلیحضرت ——— صحیح لفظ الوانی ہے کیونکہ ابو السعود کی عبارت میں عینی سے جو منقول ہے وہ الجریث سمکۃ ہے اور الوانی سے الجریث بکسر الجیم منقول ہے۔

۲۴۶ طحطاوی ——— اگر ماکول اللحم جانور نے شراب پی اور پھر اسی وقت اسے ذبح کر دیا گیا تو اس کا گوشت حلال ہے البتہ مکروہ ہے۔

امام طحطاوی فرماتے ہیں، یہ بات معلوم ہے کہ جب مطلقاً کراہت کا لفظ بولا جائے بالخصوص کتاب الحظر میں تو اس سے مراد مکروہ تحریمہ ہے۔

اعلیحضرت ——— حلت کے ساتھ مقید کراہتِ مطلقہ نہیں ہوتی اور اس کی تحقیق ردالمحتار کے حاشیہ پر ہم نے کی ہے لہذا وہاں ملاحظہ کی جائے۔

۲۴۷ طحطاوی ——— عورت اپنے خاوند کی محبت کے حصول کے لئے تعویذ کرے اور اس سے قبل وہ اس سے بغض رکھتا ہے تو یہ عمل حرام ہے، حلال نہیں، جامع اصغر میں اسی طرح ہے۔

اعلیحضرت ——— جامع صغیر میں امام محمد رحمۃ اللہ تعالی کے الفاظ ہیں التولہ تا کے کسرہ اور واؤ کے فتحہ کے ساتھ، ایک قسم کا جادو ہے جو محبت کے حصول کے لئے کیا جاتا ہے ——— اور اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن وہ تعویذ جو اللہ تعالی کے اسماءِ مبارکہ یا کسی قرآنی آیت سے کیا جائے ظاہر ہو یا پوشیدہ، جیسا کہ عام طور پر لوگ کرتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اسمائے باری تعالی کیں تاثیر پائی جاتی ہے، نیز محبت، اللہ تعالی کے نزدیک محبوب چیز ہے، البتہ اگر عورت کا ارادہ یہ ہو کہ حاکمیت کے کے لئے خاوند کو مطیع بنایا جائے تو اس مقصد کے لئے یہ تعویذ یا دوسری کوئی بھی کوشش حرام ہے اور اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں کیونکہ

Marfat.com

اس میں شرعی موضوع کو بدلنا ہے جو مرد کے حق میں ہے اور وہ قرآنِ پاک کا ارشاد ہے کہ مرد، عورتوں پر حاکم ہیں کیونکہ بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے اور اس صورت میں حرمت ایک دوسری وجہ سے ہے۔

۲۴۸

طحطاوی —— ہر ملاقات کے وقت مصافحہ مستحب ہے اور صرف صبح اور عصر کی نماز کے بعد کے ساتھ تخصیص کوئی شرعی مسئلہ نہیں (امام نووی)

ابوالحسن البکری کہتے ہیں کہ شاید یہ اس زمانے میں لوگوں کی عادت ہو۔

اعلیحضرت —— یعنی فجر اور عصر کے ساتھ تخصیص اس زمانے (امام نووی کے زمانے) میں لوگوں کی عادت ہو۔

۲۴۹

طحطاوی —— امام نووی کے زمانے میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ صبح اور عصر کے بعد مصافحہ کرتے تھے۔

اعلیحضرت —— امام ابوالحسن البکری کی کلام کا تتمہ یہ ہے کہ (یہ امام نووی کے زمانے کی عادت ہو گی) ورنہ تمام نمازیں اسی طرح ہیں یعنی ہر نماز کے بعد مصافحہ مستحب ہے۔

۲۵۰

طحطاوی —— جو چیز بازار میں فروخت کی جا رہی ہے، اگر گمان غالب ہو کہ یہ ظلماً حاصل کی گئی ہے اور پھر بازار میں بیچی گئی ہے تو وہ چیز نہیں خریدنی چاہیئے۔

اعلیحضرت —— علامہ طحطاوی نے یہاں فتاوٰی ہندیہ کے الفاظ نقل کئے ہیں کہ ہر وہ چیز جو قائم ہے اور خریدنے والے کو ظنِ غالب ہے کہ یہ غیر سے ظلماً حاصل کی گئی ہے اور پھر بازار میں بیچی گئی ہے تو اس کا خریدنا مناسب نہیں اگرچہ بار بار فروخت ہوتی چلی آئی ہو۔

یہ بات مقصود کو نہایت واضح طور پر ظاہر کرتی ہے یعنی وہ مغصوبہ چیز خریدنی جائز نہیں جس کے بارے میں گمانِ غالب ہو کہ یہی مغصوبہ ہے۔

Marfat.com

۲۵۱
طحطاوی ——— مغصوبہ چیز نہیں خریدنی چاہیئے اگرچہ کئی ہاتھوں سے ہو کر آئے۔

اعلیحضرت ——— پھر مذہب مختار کے مطابق اس حکم میں سامان اور نقود برابر ہیں کیونکہ خبث عدم ملک کی وجہ سے ہے لہذا متعین اور غیر متعین دونوں میں عمل کرے گا لیکن امام کرخی کے مذہب کے مطابق نقود مغصوبہ کا بدل خریدنا جائز ہے جبکہ ان نقود پر عقد نہ ہو لیکن لعینہ مال مغصوب کا خریدنا جائز نہیں اور قرض میں لینا، امانت رکھنا یا کسی بھی انداز میں لینا، جائز نہیں جب تک غاصب عہدہ برآنہ ہو جائے یا ضمانت نہ ادا کر دے۔ اس پر اجماع ہے کیونکہ نفس مغصوب سے خبث کے ازالہ کی یہی صورت ہے۔

۲۵۲
طحطاوی ——— اگر یہ معلوم ہو کہ مغصوبہ چیز لعینہ قائم ہے لیکن دوسری چیز سے اس طرح مخلوط ہو چکی ہے کہ امتیاز ناممکن ہے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگرچہ غاصب کی ملک ہو جائیگی لیکن جب تک مخالف عوض لے کر راضی نہ ہو جائے، یہ مغصوبہ چیز خریدنی مناسب نہیں۔

اعلیحضرت ——— میں کہتا ہوں اگر غاصب نے مغصوبہ چیز کو کسی دوسری شئے سے بدل دیا تو اس کا بدل خریدنا بھی جائز نہیں جبکہ مغصوب متعین ہو کیونکہ وہ ملک خبیث کے ساتھ اس کا مالک ہوا لہذا مفتیٰ بہ مذہب کے مطابق براءت سے پہلے انتفاع جائز نہیں اور جب خبث، فساد ملک کی وجہ سے ہو تو متعین میں عمل ہو گا البتہ ایک ضعیف روایت اس کے خلاف ہے اور وہ یہ کہ محض تغیر اور مخلوط ہو جانے سے انتفاع حلال ہو جاتا ہے۔ اگر غیر متعین ہو تو بدل کا خریدنا جائز ہے کیونکہ خبث فساد ملک کی وجہ سے ہے اور غیر متعین میں عمل صرف ان لوگوں کے قول پر ہو گا جو رد کرنے یا ضمانت دینے سے قبل خلط اور تغیر کو ملک کے لئے مفید نہیں سمجھتے۔

Marfat.com

امام مفتی الثقلین نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب میں سے محققین نے اس بات پر اجماع کیا ہے، پس اس وقت عدم تعین کی وجہ سے خبثِ ملک پایا گیا لہذا اس میں عمل ہوگا اور ابدال اسی وقت جائز ہوگا جب اس مغصوب سے عہدہ برآ ہو جائے یا ضمانت دے دے۔

۲۵۳
طحطاوی —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور نچوڑنے والے پر لعنت کی لہ صاحبِ درِ مختار نے فرمایا کہ شراب کے لئے انگور کا نچوڑنا جائز نہیں کیونکہ عمل کے ساتھ معصیت قائم ہے۔

امامِ طحطاوی فرماتے ہیں کہ اس سے قبل صاحبِ درمختار نے فرمایا:

لان المعصية لا تقوم بعينه

لہذا دونوں قولوں میں منافات ہے اور معصیت کی دلیل المنح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیثِ پاک کو قرار دیا گیا ہے:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن العاصر

اعلیحضرت —— مطلقاً نچوڑنے والا ملعون نہیں بلکہ وہ جو گناہ کا ارادہ کرے اور شارح علیہ الرحمہ کے قول میں بھی یہی مراد ہے لہذا یہ تعلیل (جو حدیث پاک سے بیان کی گئی ہے) صحیح ہے کیونکہ وہ اس کے ذریعے قصدِ گناہ کرتا ہے، چنانچہ ان دو اقوال میں سے منافات بھی زائل ہو گئی۔

۲۵۴
طحطاوی —— صاحبِ درمختار نے فرمایا کہ گانے بجانے والے کو کچھ دینا حرام ہے۔

امامِ طحطاوی فرماتے ہیں کہ جو کچھ وہ بلا شرط لیتے ہیں، جائز ہے اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔

Marfat.com

اعلیٰحضرت ——— یہ بات معلوم ہے کہ معروف، مشروط کی طرح ہوتا ہے[1] اور شاید یہ مسئلہ محشی (امام طحطاوی) نے باب الاجارہ میں تحریر فرمایا ہے۔

۲۵۵
طحطاوی ——— صاحبِ درِ مختار نے وہبانیہ سے چند اشعار نقل کیے جن میں سے ایک کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پرندہ چھوڑے اور یہ کہے کہ جو اسے پکڑے وہی اس کا مالک ہے، تو یہ جائز ہے اور اگر بغیر کسی کی تملیک کے ارادے کے آزاد کیا تو بعض ائمہ نے اس کا انکار کیا ہے۔

امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ شارح نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اکثر ائمہ نے اسے جائز قرار دیا حالانکہ یہ منقول نہیں بلکہ ظاہر مذہب کے مطابق حرام ہے۔

اعلیٰحضرت ——— لیکن احادیثِ مبارکہ سے (بلا تملیک چھوڑنے کا) جواز اور استحباب ثابت ہوتا ہے اور شارح علیہ الرحمہ نے جو اس سے پہلے حج کے باب میں بیان کیا ہے وہ بھی ملاحظہ کیا جائے۔

درِ مختار میں ہے :-

شری عصافیر من الصیاد واعتقہا جاز ان

قال من اخذہا فہی لہ الخ[2]

۲۵۶
طحطاوی ——— المجتبیٰ کے حوالے سے درِ مختار میں ایک مسئلہ بیان کیا گیا کہ صاحبِ مال قرضدار کا مال بلا اجازت رہن رکھ سکتا ہے اور کہا گیا ہے کہ جب ناامید ہو جائے تو اپنا قرض پورا کرتے ہوئے اسے لے سکتا ہے

---

[1] لہٰذا جہاں گدیوں کو کچھ دینا معروف ہے وہاں اسے مشروط ہی تصور کیا جائے گا۔ (مرتب)

[2] حاشیۃ الطحطاوی ج ۲، ص ۵۳۴

Marfat.com

لفظِ 'قیل' کے ساتھ دوسرا قول بیان کر کے آخر میں کہا گیا وافرہ المصنف'
امامِ طحطاوی فرماتے ہیں کہ مصنف کی نقل میں لفظِ قیل نہیں ہے۔

اعلیحضرت — لیکن فتاوٰی شامی[1] میں درمختار کا یہی قول (قیل کے ساتھ) نقل کرنے کے بعد
کہا گیا ہے کہ اسی طرح المنح میں تعبیر کیا گیا ہے۔

۲۵۷ طحطاوی — اگر راہن، مرہون کو فروخت کرے تو (اس کی صحت) مرتہن کی اجازت
پر موقوف ہو گی (تنویر الابصار)

امامِ طحطاوی فرماتے ہیں کہ یہی صحیح ہے اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک
بیع نافذ ہو جائے گی۔

اعلیحضرت — فتاوٰی خانیہ میں عمادیہ سے نقل کیا گیا کہ صغرٰی میں مرہون کی بیع کے
نفاذ کا فتوٰی دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ راہن اور مرتہن دونوں میں سے
کسی کو فسخ کا اختیار نہیں، اسی طرح طحطاوی کے باب الاجارہ میں بھی گزر چکا ہے

۲۵۸ طحطاوی — کیا مرتہن، مرہون کے زوائد سے، راہن کی اجازت سے نفع
حاصل کر سکتا ہے؟ بعض کے نزدیک یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ سود ہے۔

اعلیحضرت — علامہ خیر الدین رملی نے بھی فتاوٰی خیریہ میں رہن کے باب ص ۱۷۳
میں یہی فتوٰی دیا ہے۔

۲۵۹ طحطاوی — بعض فقہاء نے مرہون کے زوائد سے مرتہن کے انتفاع کو مباح قرار دیا
ہے، کئی کتبِ فقہ اور شروح میں اسی طرح ہے اور حموی نے اشباہ کے حاشیہ
میں کہا ہے کہ اسی پر فتوٰی ہے[2]

---

[1] ردالمحتار ج ۵، ص ۳۲۲

[2] الاشباہ مع شرح الحموی، ص ۳۱۰

Marfat.com

اعلیحضرت ——— اباحت کے قول کو اس بات سے مقید کرنا ضروری ہے کہ جب عقد میں شرط نہ رکھی گئی اور عرف میں بھی ایسا نہ ہو، کیونکہ وہ مشروط کی مثل ہے ردالمحتار کی کتاب البیوع کے باب القرض اور باب الرہن کے شروع میں نیز اسی حاشیہ طحطاوی کے ص۲۳۶ پر بھی اسی طرح ہے۔

۲۶۰
طحطاوی ——— دیت کے بیان میں صاحب تنویرالابصار نے آنکھوں کا ذکر کیا علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ اس کی اصل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے فی العینین الدیۃ۔

اعلیحضرت ——— تبیین الحقائق میں یہ حدیث مذکور ہے۔

۲۶۱
طحطاوی ——— اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کا حصہ کسی دوسرے کے لئے وصیت کردے تو صحیح نہیں جیسے کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے زید کی ملکیت کی وصیت کردے پھر وہ مرجائے اور زید اسے اجازت دے دے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

اعلیحضرت ——— اس صورت میں بیٹے کو موصی لہ کے لئے مال دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص غیر کا مال ہبہ کردے تو محض مالک کی اجازت سے صحیح نہیں ہوگا جب تک مالک مال موہوب موہوب لہ کے سپرد کردینے پر راضی نہ ہوجائے، فتاوی عالمگیری کتاب الوصایا کے پہلے باب کے آخر میں یونہی بیان کیا گیا ہے:-

کانہ وھب مال غیرہ لا یصح الا بالتسلیم والقبض کذا فی المبسوط[1]

---

[1] عالمگیری ج۶، ص۹۴-

Marfat.com

۲۶۲
طحطاوی —— اس بارے میں اختلاف ہے کہ دو وصیوں میں سے ایک کا فعل دوسرے کی رائے کے بغیر باطل ہوگا یا دونوں اپنے اپنے فعل میں منفرد ہونگے، صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف اس وقت ہے جب وصی کی تقرری، میت، واقف یا ایک قاضی کی طرف سے ہو اور اگر دو شہروں کے دو قاضیوں کی جانب سے دو وصی مقرر ہوں تو دونوں کا تصرف انفرادی ہوگا کیونکہ دونوں اپنے اپنے تصرف میں منفرد ہیں لہذا ان کے نائبین کا بھی یہی حکم ہے۔

امام طحطاوی فرماتے ہیں کہ "بلدتین" کی قید یا تو اتفاقی ہے اس لئے کہ عام طور پر ایک شہر میں ایک ہی قاضی ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر بادشاہ نے ایک شہر میں دو قاضی مقرر کیۓ اور انہیں وصی مقرر کرنے کا اختیار دیا تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا، اور قید احترازی بھی ہو سکتی ہے لیکن تعلیل، پہلے احتمال کی مؤید ہے، تعلیل یہ ہے کہ ہر قاضی کا تصرف اپنی جگہ جائز ہے، اسی طرح ان کے نائبین کا تصرف بھی جائز ہے۔

علامات الحصر —— اگر سلطان کسی ایک کنارۂ شہر کے لئے کسی کو قاضی مقرر کرے اور دوسرے حصے کے لئے دوسرے کو پھر ہر ایک قاضی نے وصی مقرر کیا تو ہر وصی اپنے قاضی کی جانب سے منفرد ہوگا کیونکہ دونوں قاضی تصرف میں منفرد ہیں لہذا ان کے نائبین کا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر ایک شہر میں دو قاضی مقرر کیۓ تو ہر ایک کے لئے فیصلے میں انفراد نہیں ہوگا جیسے کہ وکالۃ الاشباہ میں ہے، یہی حکم اوصیاء کا بھی ہے البتہ وصی کو قاضی کا نائب قرار دینا محل نظر ہے کیونکہ وصی میت کا نائب ہے اگرچہ قاضی نے مقرر کیا جس طرح محافظ اوقاف، فقراء کا وکیل ہے اگرچہ واقف نے مقرر کیا۔

Marfat.com

۲۶۳
طحطاوی ——— وصی، یتیم کے مال میں سے کسی کو قرض نہ دے اور اگر دے دیا تو خیانت نہیں ہوگی۔

اعلیحضرت ——— اگر قرض دے دیا تو ضامن ہوگا جیسے فتاویٰ شامی میں فتاویٰ خانیہ کے حوالے سے ہے:۔

ولا یتصدق بشیئ خانیہ وفیہا ولا یملک اقراض مال الیتیم فان اقرض ضمن [1]

۲۶۴
طحطاوی ——— الاشباہ میں فتاویٰ خانیہ سے منقول ہے کہ وصی کسی دوسرے کو وصی بنا سکتا ہے، چاہے میت کا مقرر کردہ وصی ہو یا قاضی کا البتہ ثانی یعنی قاضی کے مقرر کردہ وصی میں اختلاف ہے۔

اعلیحضرت ——— اقوالِ مختلفہ میں اس طرح موافقت پیدا کی گئی ہے کہ قاضی نے وصی کو عمومی اختیار دیا ہے تو اس کا مقرر کردہ وصی، وصی کہلائے گا ورنہ نہیں اور عنقریب اس کی شرح آئے گی اور وہ یہ ہے:۔

فلہ ان یوصی فی العامۃ دون الخاصۃ

اور وقد نقل البیری عن القنیۃ ما منہ یستفاد التسویۃ بین وصی القاضی ووصی المیت فی نصب الوصی عنہما من غیر تقیید بعموم فی جانب وصی القاضی [2]

۲۶۵
طحطاوی ——— درمختار میں ہے کہ قاضی اپنے مقرر کردہ قاضی کو معزول کر سکتا ہے اگرچہ وہ عادل ہو۔

---

[1] شامی، ج۵، ص۴۵۵

[2] حاشیۃ الطحطاوی، ج۴، ص۳۴۷

Marfat.com

امام طحطاوی فرماتے ہیں، تتمہ میں ہے کہ اسے یہ اختیار نہیں کیونکہ یہ غیر مفید میں مشغولیت ہے۔

اعلیٰحضرت —— مناسب ہے کہ متولیٔ اوقاف پر قیاس کرتے ہوئے فتویٰ دیا جائے اور وہ یہ کہ قاضی کو اپنے مقرر کردہ متولیٔ اوقاف کو بلا وجہ معزول کرنے کا حق نہیں جس طرح واقف کے مقرر کردہ متولی کو معزول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اس دور کے قاضی قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔

۲۶۶

طحطاوی —— قرض کی ادائیگی سے قبل ترکہ قرض کے بدلے میں مرہون کے حکم میں ہے لہٰذا اس میں ورثاء کا تصرف نہیں نافذ ہو سکتا۔

اعلیٰحضرت —— یعنی قرض خواہوں کی مرضی کے بغیر تصرف نہیں ہو سکتا اور اگر وہ رضامند ہوں تو جائز ہے، اسی طرح خانیہ اور حموی میں ہے۔

۲۶۷

طحطاوی —— تنویر الابصار میں ہے کہ اگر اصحابِ فروض سے ترکہ بچ جائے اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو بقیہ ترکہ اصحابِ فروض کی طرف ان کے اپنے اپنے حصے کے مطابق لوٹایا جائے البتہ بیوی یا خاوند کی طرف نہ لوٹایا جائے۔

درِ مختار میں حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا گیا کہ زوجین کی طرف بھی لوٹایا جائے، اسے مصنف وغیرہ نے بیان کیا اور میں (صاحبِ درِ مختار) کہتا ہوں کہ الاختیار میں اس بات پر جزم ہے کہ یہ راوی کے وہم سے ہے۔

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ مولیٰ عجم زادہ نے حاشیہ شرح سید علی السراجیہ میں اسے ضعیف قرار دیا کیونکہ ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی زوجین

Marfat.com

کی طرف لوٹنے کا قول نہیں کیا۔

اس کے بعد علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ یہ کوئی بات نہیں کیونکہ جب مثبت اور نافی کی خبروں میں تعارض پیدا ہو جائے تو مثبت کی خبر اولیٰ ہوتی ہے۔

اعلیحضرت ——— امامِ طحطاوی کا لیس بشیٔ کہنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ روایۃً ثبوت کی شان درایۃً ثبوت سے زیادہ ہے (اور یہاں روایۃً ثبوت نہیں ہے) اس لئے اگر ایسی کوئی روایت ثابت بھی ہو کہ ایک عورت مرگئی اور اس کا وارث اس کا خاوند ہی ہے، خاوند کو تمام مالِ وراثت دے دیا گیا تو اس واقعہ سے زوجین پر رد ثابت نہیں ہوتا کیونکہ واقعاتِ خارجیہ میں ہر قسم کا احتمال ہے لہذا ہوسکتا ہے کہ وہ خاوند اس عورت کا چچازاد ہو اور بقیہ مال اسے بصورتِ عصبیت ملا ہو، اسی بات پر "الاختیار" میں جزم کیا گیا ہے۔

تمام شد بقلم یکے از گدایانِ پیر سیال
شاہ محمد چشتی سیالوی، محلہ محمود پورہ، قصور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ[1] —— ولو کان من الوسم کما قال الکوفی الخ [1]

اقول —— وتعدها الکوفیۃ من باب القلب کادر فی ادور اینق فی انیق۔

قولہ[2] —— واما کونہ خاصا فلان الاولی الخ [2]

اقول —— ولا یضر کونہ خاصا عند قیام القرینۃ۔

قولہ[3] —— وغیرہ خاص المعنی بالمومن الخ [3]

اقول —— یعنی اذا اطلق علی اللہ تبارک وتعالی۔

قولہ[4] —— رحیم الدنیا ورحمن الاخرۃ الخ [4]

اقول —— اقول والحق ان تغیر اللفظ فی الحدیث من قبیل التفنن والا فقد ورد فی الحدیث رحمن الدنیا والاخرۃ ورحیمہما وھذا یرد المذہبین فاذا الصواب ما یستنظرہ۔

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۱ ، ص۴

[2] ایضاً : ص۴

[3] ایضاً : ص۴

[4] ایضاً : ص۵

Marfat.com

قولہ[۵] ـــــ فتسن التسمیۃ و اما المباح الخ[۱]

اقول ـــــ قلت وھو الثابت بالحدیث الذی ذکر فیہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجہ عدم کتابۃ بسم اللہ فی اول البراءۃ کما لا یخفی۔

قولہ[۶] ـــــ ھل توکل الاصح لا لکفرہ الخ[۲]

اقول ـــــ اقول ھذا خلاف المعتمد ولا یعول علیہ کما افادہ الشامی عن السائحانی و بیناہ فی الذبائح من فتاوٰنا

قولہ[۷] ـــــ ایھم المنادی تعظیما لہ[۳]

اقول ـــــ ومنھم من کرھہ و الصواب الجواب للورود فی کثیر من الاحادیث منھا قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یامن ستر القبیح واظھر الجمیل وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم یامن وعد فوفا واوعد فعفا الی غیر ذلک۔

قولہ[۸] ـــــ کما قالہ فی القنیۃ و ان استبعدہ الزیلعی[۴]

اقول ـــــ کما ان الاکتفاء عن حروف المد بالحرکات لغۃ قوم اخرین کما حکاہ ایضا فی القنیۃ فالاولون یقولون فی اعوذ اعوذ والاخرون اعذ۔

---

[۱] حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۱ ، ص ۵

[۲] ایضاً : ص ۶

[۳] ایضاً : ص ۷

[۴] ایضاً : ص ۱۴

Marfat.com

٩

قولہ ــــ روی الخطیب فی تاریخہ عن ابی یوسف قال قال ابو حنیفۃ الخ[1]

اقول ــــ سامحنا اللہ تعالیٰ و ایاہ جمع فی کتابہ مثالب الامام

ومناقبہ واکثر من ایراد کلام الطاعنین والمادحین

وقد جوزی علی ما اورد من جہالات الذامین بالسہم

المصیب فی کبد الخطیب وہٰذہ الحکایۃ من ذٰلک

الباب غیر ان واضعہا ساق فیہا الکلام بحیث لا یکون

حکایۃ فی الذم[2] فاغتر بہ الامام الجلال السیوطی

فاوردہا فی المناقب وتبعہ ہٰذا السید غفر اللہ الجمیع

وکل من یرجع الی عقلہ یشہد بسخافتہا خلقۃ مما[3] فیہا

من الرکاکۃ و سخف القول مما لا یرجی الا من السوقیۃ

العوام الانعام[4] دون العلماء الائمۃ الاعلام وکان

الزمان من خیر القرون ولم یکن الناس بلغوا من

الجہالۃ و[5] الضلالۃ الی ان یترکوا الحدیث[6] والقرآن

ویمنعوا الطالب عن طلبہما ومن اکبر شاہد علی

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۱ ، ص ۲۶

[2] حکانی (مخطوطہ)

[3] عما (")

[4] الطعام (")

[5] الحیل لہ (")

[6] الحدیث ولی (")

بطلان ان الفقه لم یکن یعرف عندهم مع حفظ[1] الفروع من کلام احد بل هو الاجتهاد ولا امکان له الا بعد الاحاطة باحکام القرآن والحدیث ولا ادراک لهما الا باللغة[2] العربیة فقبح الله من وضعها وانما غرضه من هذه الدسیسة الخبیثة ان یوهم ان الامام لم یتعلم القرآن ولا الحدیث الا العربیة وانما افترى[3] على الشریعة برأیه[4] فاحل ماشاء وحرم ماشاء و هذا لا یقول به من له حیاء او دین ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

قوله —— ان العلم ببرکته حصل تصحیحه[5]

اقول —— وقرر الغزالی فی الاحیاء من حال العلم الحقیقی بانه لا تحصل الا اذا خلصت[6] النیة لله تعالیٰ ومایری لمن لم یخلصها فلیس بالعلم الحقیقی الذی هو علم

---

[1] مور (مخطوطہ)

[2] بالخوارع (")

[3] افتح (")

[4] مرآتیہ (")

[5] السہم المصیب فی کبد الخطیب (او فی رد الخطیب) مصنفہ عیسیٰ بن ابی بکر الملک المعظم الایوبی الحنفی (م ۶۲۴ھ) کشف الظنون ج ۲، ص ۱۰۱۰

[6] حاشیۃ الطحطاوی، ج ۱، ص ۳۰

الآخرة المرغب الی اللہ المزھد فیما سواہ۔ ھذا حاصل ما قالہ والتفصیل فیہ۔

قولہ[11] —— فھو کذب لا اصل لہ والتنجیم لہ[1]

اقول —— ای نسبتہ الی امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نعم ھو حق ثابت من سیدنا الامام جعفر الصادق رحمہ اللہ کما ذکرہ العلامۃ الزرقانی فی شرح المواھب اللدنیۃ اقول ومن عرف علم الجفر علم ان لیس فیہ خطر ولا خطر الا من اعتقد الخیر والشر من غیر الخالق العلی الاکبر او ادعی علم الغیب بنفسہ وبھذا لا یثبت فی نفس العلم ضرر واللہ اعلم بحقائق الخیر۔

قولہ[12] —— ای الشیخ زین فی الاشباہ والنظائر[2]

اقول —— ونصہ ھکذا ص۳۹۷ الرجل لا یصیر محدثا کاملا الا ان یکتسب اربعا مع اربع کاربع مع اربع فی اربع عند اربع باربع علی اربع عن اربع لاربع وھذہ الرباعیات لا تتم الا باربع فی اربع فاذا تمت لہ کلھا ھانت علیہ اربع باربع فاذا صبر اکرم اللہ تعالی فی الدنیا باربع واثابہ فی الآخرۃ باربع الخ

قولہ[13] —— فیہ ان علیا مات قبل الثمانین[3]

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی، ج۱، ص۳۱
[2] ایضاً ، ص۳۲
[3] ایضاً ، ص۳۷ الثلاثین (مخطوطہ)

Marfat.com

اقول ــــ الظاهر ان الباء فی بجدی زیادة من بعض النساخ او الرواة وانما الروایة ذهب ثابت جدی ۔

١٤ قوله ــــ صاحب الاشاعة الخ [١]

اقول ــــ السید محمد بن السید عبد الرسول البرزنجی المدنی الشافعی المتوفی ١١٠٣ھ رحمه الله تعالیٰ ۔

١٥ قوله ــــ فی تصنیف له شاع الخ [٢]

اقول ــــ ای بالفارسیة کما فی الاشاعة المراد به الشیخ المجدد وذکره فی مکتوب ٢٨٢ من المجلد الاول واوله بموافقة احکام المسیح لاجتهاد ابی حنیفة فی المکتوب ٥٥ من المجلد الثانی ۔

١٦ قوله ــــ من کتاب انیس الجلساء الخ [٣]

اقول ــــ لم یذکره فی کشف الظنون ولا یعرف هو ولا مؤلفه

١٧ قوله ــــ وکفر فیما اظهر [٤]

اقول ــــ بالذی فی الاشاعة ص١٢٦ فیما ظهر اه ولو کان کما وقع ههنا لکان الاظهر کفر بما اظهر ۔

١٨ قوله ــــ بنسخ شرعه الخ [٥]

---

[١] حاشیة الطحطاوی ، ج١ ، ص ٣٩

[٢] ایضاً

[٣] ایضاً ص ٤١

[٤] ایضاً

[٥] ایضاً

اقول ـــــ ھٰذا من شنیع الزلات والعیاذ باللہ تعالیٰ
وانما معناہ انہ لا نبی بعدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
احد من العٰلمین ای لا تحدث النبوۃ لاحد سواء جاء
بشرع موافق او مخالف او لا ولا فھٰذا ھو ایمان المسلمین۔

۱۹ **قولہ** ـــــ فیصدقنی دلیل علیٰ ان عیسٰی علیہ السلام الخ [۱]

اقول ـــــ لا یدل الا علیٰ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم
بان اباھریرۃ عدل ضابط مرضی فی القول۔

۲۰ **قولہ** ـــــ ثم ارادا یضا قول القائل الخ [۲]

اقول ـــــ ای صاحب الاشاعۃ فان من ھٰھنا الیٰ ھٰھنا
الیٰ اٰخر القولۃ کلامہ ببعض اختصار۔

۲۱ **قولہ** ـــــ ای تنقیص الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فانا
للہ وانا الیہ راجعون الخ [۳]

اقول ـــــ بعدہ فی الاشاعۃ ومن العجائب انہ وقع للقھستانی
مع فضلہ وجلالتہ شیئ من ذٰلک فی شرح خطبتہ
اقتقاربہ [۴] ان عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا نزل
عمل بمذھب ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکرہ

---

[۱] حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۱، ص ۴۱

[۲] ایضاً : ص ۴۱

[۳] ایضاً : ص ۴۲

[۴] اقتقابۃ (مخطوطۃ)

Marfat.com

فی الفصول الستۃ ولیت شعری ما الفصول الستۃ وما
علیٰ ھٰذا القول اھ

ثم بعدہ فانا للہ وانا الیہ راجعون الخ

اقول الفصول الستۃ کتاب مشھور للامام الجلیل
العارف باللہ تعالیٰ سید الخواجہ محمد پارسا قدس سرہ
المتوفی ۸۲۲ھ ولان السید راجع کشف الظنون لوجدھا و
لوعرفھا عرف مصنفھا العامل المکاشف یسأل عن
الدلیل فان الکشف عیان والعیان غنی عن البیان
ولیس المعنی علی التقلید حاش للہ بل ان عملہ علیہ
الصلوٰۃ والسلام یوافق مذھب الامام کما نقل السید
آنفا عن الفتوحات ان لو رفعت تلک النازلۃ الی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم لحکم بحکم المھدی ومن
الدلیل علیہ ما نقل فی رد المحتار عن العارف الشعرانی
قدس سرہ۔

۲۲ **قولہ** ـــــ وکذا یقال فی الشبر یجزئ [1]

اقول ـــــ الشیخ نفسہ نقل فی حاشیۃ مراقی الفلاح عن
بعضھم یکون طول شبر مستعملہ لان الزائد یرکب
علیہ الشیطان۔

۲۳ **قولہ** ـــــ قالوا فی المفھوم [2]

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی، ج۱، ص ۷۰

[2] ایضاً : ص ۷۲

اقول ـــــ ای بیان مفھوم قولھم ان الحدیث محمول علی الاعتقاد۔

۲۴
قولہ ـــــ لحاجۃ فلا بأس بہ [1]

اقول ـــــ فافادوا ان لو زاد بلا غرض فان فیہ باس۔

۲۵
قولہ ـــــ ولو کان کما ذکر لا تکرہ الزیادۃ مطلقا [2]

اقول ـــــ انہ لا بأس الا فی الاعتقاد۔

۲۶
قولہ ـــــ فی حقیقتہ ومجازہ [3]

اقول ـــــ اقول : بل یحمل علی المعنی الاخیر وھو الذی حصل لہ الوضوء وھذا شامل للحی توضأ نفسہ۔

۲۷
قولہ ـــــ ان الاولٰی (قولہ لما قالوا) [4]

اقول ـــــ انما رجح الکمال والسرخسی قولھما کما فی رد المحتار وانما تبع المحشی تحریفا وقع فی البحر۔

۲۸
قولہ ـــــ وفی الدرایۃ قول محمد الخ [5]

اقول ـــــ کذا فی الفتح لکن فی منحۃ الخالق ان فی الدرایۃ ذکر اولا قول ابی یوسف ثم قول محمد ثم قال والاول اصح۔

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۱ ، ص ۷۲

[2] ایضاً : ص ۷۲

[3] ایضاً : ص ۷۷

[4] ایضاً

[5] ایضاً

Marfat.com

قولہ[۲۹] —— فهما قولان مصححان [۱]

اقول —— لكن الذى اختار الشارح ظاهر الرواية۔

قولہ[۳۰] —— من تصحيح الزيلعى فهو سهو [۲]

اقول —— اى لعدم النقض فى الصلوٰة مطلقا۔

قولہ[۳۱] —— ولو تيمما صلوٰة [۳]

اقول —— اقول هٰذا نسخ من الناسخ كما لا يخفى لانها صفة بطهارة صغرىٰ۔

قولہ[۳۲] —— عدم التألم فالحصر ممنوع [۴]

اقول —— الحصر واضح فانه لم يكن الامن علة وبرؤها لا يجعلها لم تكن۔

قولہ[۳۳] —— لانه ربما حصلت الشهوة الخ [۵]

اقول —— اقول كذا ذكره الزاهدى على ما فى حفظى والله تعالىٰ اعلم۔

قولہ[۳۴] —— ولم يذكر هٰذا المعنى الخ [۶]

اقول —— الى ان المراد نفى الوجوب دون النهى۔

---

[۱] حاشية الطحطاوى ، ج۱، ص ۷۹

[۲] ايضاً : ص ۸۱

[۳] ايضاً : ص ۸۳

[۴] ايضاً : ص ۸۵

[۵] ايضاً : ص ۸۷

[۶] ايضاً

Marfat.com

۳۵ قولہ ــــ والشلبی وغیرھا الخ[1]

اقول ــــ لکنہ فی الفتح بلفظ لا یجب۔

۳۶ قولہ ــــ ای فی فخذہ او ثوبہ کذا فی البحر[2]

اقول ــــ او فی احلیلہ کما فی المنیۃ والخانیۃ۔

۳۷ قولہ ــــ فی کلام الشارح الخ[3]

اقول ــــ لان المحذوف ھو التذکر وفیہ الغسل وان علم انہ مذی۔

۳۸ قولہ ــــ ان فی مفہوم المستیقظ تفصیلا الخ[4]

اقول ــــ ای مفہومہ المخالف وھو السکران والمغمی علیہ تفصیلا فیجب فی المنی دون المذی بخلاف المستیقظ حیث یجب علیہ بھما۔

۳۹ قولہ ــــ وھو ایضا متعلق بکلام ش[5]

اقول ــــ ای مثل قولہ الا اذا علم کما تقدم۔

۴۰ قولہ ــــ ولم یذکر ما اذا کان الخلاف الخ[6]

اقول ــــ اقول قسم الی مبائن وابراذ فی جمیع الاوصاف

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی، ج ۱، ص ۸۷

[2] ایضاً : ص ۹۲

[3] ایضاً : ص ۹۲

[4] ایضاً : ص ۹۲

[5] ایضاً : ص ۹۳

[6] ایضاً : ص ۱۰۳

Marfat.com

وموافق ومماثل الى جميعها فبقى الموافق بمعنى ما يوافق فى بعضها وهو يشمل الوصف او الوصفين. ولم يفصل بينهما كما فعل الزيلعى ومتابعوه لاتحاد الحكم وهو حصول الغلبة بتغيير احد الاوصاف فلم يعد شيئا وهو من لطائف اعجازه رحمه الله تعالى۔

قوله[۱] ـــــ وذلك نصف ذراع وسدس ثمن [۱]

اقول ـــــ ثم ظهر ان ههنا سقطا واصل العبارة مثل ان يقول وذلك نصف ذراع ونصف ثمن ذراع وثلثة سبعة وسبعون ذراعا وستمائة واحد وخمسون جزءًا من الف ومائتين وخمسين جزأ من ذراع وذلك نصف ذراع وسدس ثمن ذراع۔

قوله[۲] ـــــ والشارح جرى على ما نصه محمد [۲]

اقول ـــــ بل الظاهر انه جرى على الفرق بالقطعية والظنية وكل مجتهد فيه لا قطع به والله اعلم۔

قوله[۳] ـــــ كما فى البحر والذى يظهر ان ذلك لكونهما [۳]

اقول ـــــ اقول بل لان الماء لا يحمل الخبث اذا بلغ القلتين عند الشافعية ومطلقا عند الظاهرية۔

---

[۱] حاشية الطحطاوى ، ج۱ ، ص۱۰۸

[۲] ايضاً : ص ۱۱۱

[۳] ايضاً : ص ۱۱۹

Marfat.com

۴۴
قوله ـــــ وقتها عند الضرب كما فی نور الایضاح الخ ؎۱

اقول ـــــ یأتی الکلام فیما اذا نوی بعد الضرب عند قوله ضربتین۔

۴۵
قوله ـــــ لا وجه للتفریع الخ ؎۲

اقول ـــــ لیس تفریعا بل تعلیل لتعمیم النفی المستفاد من قوله فی محالها فان الذی تجوز خ[illegible] بتراب علیها لا بہما کذا فی الفتح والبحر۔

۴۶
قوله ـــــ یضرب ثلاثا للوجه الخ قد مر عند قوله بضربتین ولو من غیرہ ما یخالفه ؎۳

اقول ـــــ ولعل الوجه فیه ان الغیر اذا یمم فالعادۃ انه یمسح کلا من یدیه بکلتا یدیه فاذا مسح الیمنی بالضربة الثانیة فکان صار التراب مستعملا فیحتاج للیسری الی ضربة ثالثة وهو الفرق بین المتیمم والمیمم فافهم واللّٰه تعالیٰ اعلم۔

۴۷
قوله ـــــ ویفعلها وصورها بعض ؎۴

اقول ـــــ ثم یتوضأ یصلی الفرض فی وقت الظهر۔

؎۱ حاشیة الطحطاوی ، ج۱ ، ص ۱۲۳

؎۲ ایضاً : ص ۱۲۸

؎۳ ایضاً :

؎۴ ایضاً : ص ۱۲۹

Marfat.com

۴۸
قولہ ——— ان عدم صحۃ الصلوٰۃ بہ متفق علیہ [۱]

اقول ——— عند ابی یوسف یصح و تجوز الصلوٰۃ بہ عندہ کما صرح بہ فی البحر۔

۴۹
قولہ ——— وفیہ ان حیث کان المشترک الخ [۲]

اقول ——— فیہ ان الحکم لعلہ مبنی علی الدلیل الثالث من عدم جریان المسامحۃ من المیت فلا یجری فی المباح۔

۵۰
قولہ ——— لان التراب لا یوصف الخ [۳]

اقول ——— التراب لا یوصف بالاستعمال و نازعہ الشامی مستند اللنھر و الحلیۃ و الغنیۃ وفیہ ان ما علق بیدہ ومسح بہ یصیر مستعملا لا المحل الذی تیمم ——— حققنا بتوفیق اللہ تعالیٰ ان الصواب ھو الاطلاق راجع فتاوٰینا۔

۵۱
قولہ ——— لا محدثا سواء کان ذلک الخ [۴]

اقول ——— بحدث اصغر و ان کان کل جنب محدثا وبہ یجاب عن النظر الاٰتی۔

۵۲
قولہ ——— ھل یعد قادرا الخ [۵]

---

[۱] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۱ : ص ۱۳۰

[۲] ایضاً : ص ۱۳۳

[۳] ایضاً

[۴] ایضاً : ص ۱۳۴

[۵] ایضاً : ص ۱۳۵

Marfat.com

اقول ـــــ قال الامام لا و قالا نعم و فی رد المحتار فی صلوٰۃ المریض ما یفید ان هذا القول من الامام غیر مطرد عندہ بل مخصوص ببعض المواضع۔

قولہ ۵۳ ـــــ خمس عشرۃ درجۃ الخ [۱]

اقول ـــــ ای مع مسیرۃ الشمس[۲] فی ساعۃ بسیرها الوسط وهو ب[۳] ق مطلب لح۔

قولہ ۵۴ ـــــ هل الامر لابن سبع وهل الوجوب بالمعنی [۴]

اقول ـــــ استظهر ش ان نعم بدلیل الامر ای والاظهر استظهر ش الاول لظنیۃ الحدیث۔

قولہ ۵۵ ـــــ الوقت المکروہ فی الظهر الخ [۵]

اقول ـــــ سیأتی ص۱۷۹ عن البحر ان وقت الظهر لا کراهۃ فیہ وهو الاوجہ کما حققت علی هامش رد المحتار۔

قولہ ۵۶ ـــــ فان نص صاحب الملتقی والقهستانی بالکراهۃ [۶]

---

[۱] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۱ ، ص۱۴۶

[۲] تیسرۃ (مخطوطہ)

[۳] ب × (")

[۴] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۱ ، ص۱۶۹

[۵] ایضاً : ص۱۷۷

[۶] ایضاً : ص۱۸۵

Marfat.com

اقول ـــــ ای ملتقی الابحر وهو المتن الجامع للمتون الاربعة المعتمد علیها صنفه الامام العلامة ابراهیم بن محمد الحلبی صاحب شرحی المنیة الکبیر والصغیر۔

٥٧
قوله ـــــ فلا بأس ان الاولی عدمه [1]

اقول ـــــ لیس کذلک بل هو الافضل کما فی رد المحتار عن خزائن الاسرار عن امالی الامام قاضی خان فلا بأس لنفی البأس المتوهم بل سیأتی نقله للمحشی عن البحر۔

٥٨
قوله ـــــ یقیم قعد الی قیام الامام الخ [2]

اقول ـــــ ویکره انتظاره قائما هندیه فلیحفظ۔

٥٩
قوله ـــــ قلت وهذه صورته [3]

اقول ـــــ قد یقال لیس کما فهمه بل المراد بالخط المار بالکعبة المار بها من جنبیها یمینا ویسارا او بالقائمتین الزاویتین الحاذتین عن جنبی الخط الخارج من جبین المصلی حین تلاقیه للخط المار بالکعبة وهذه صورته

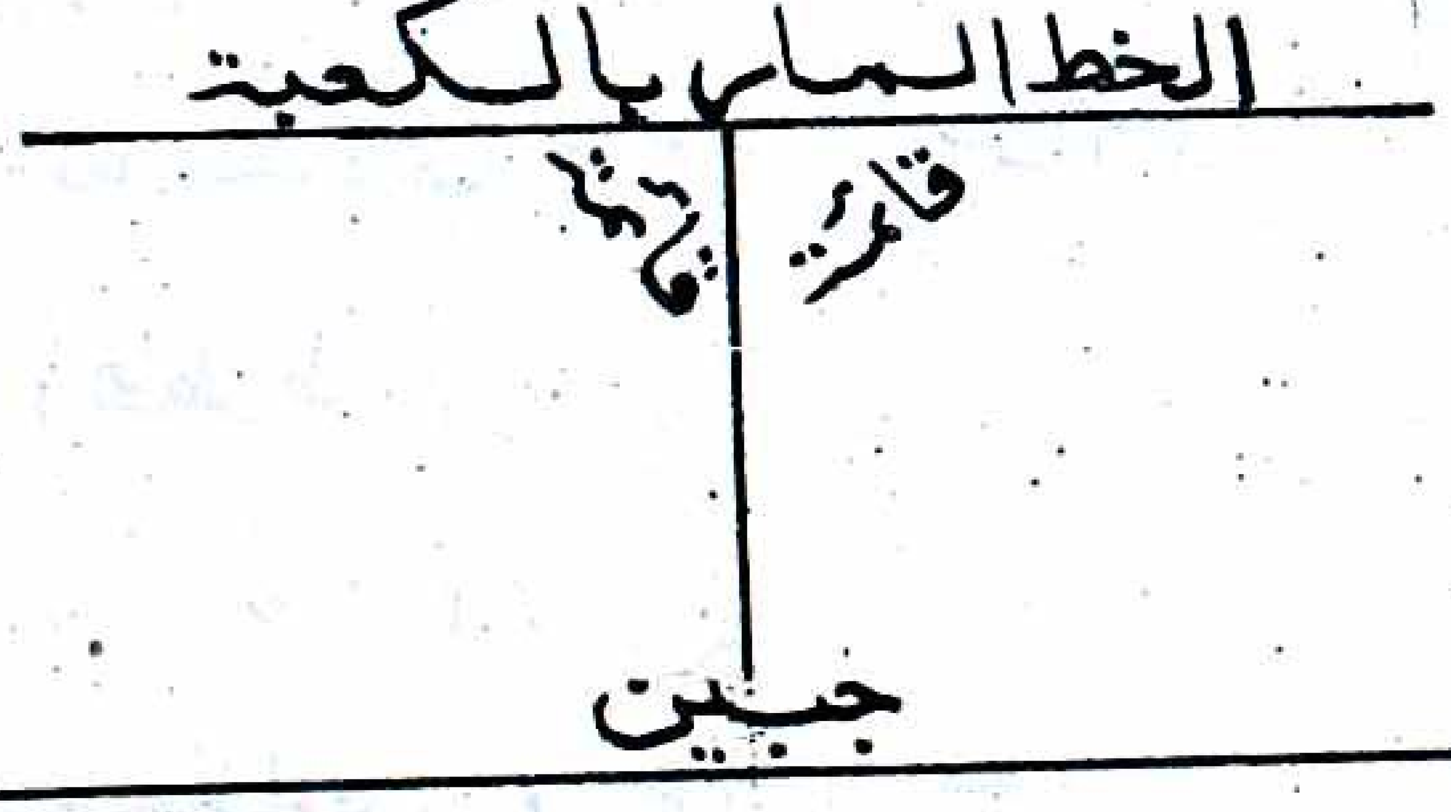

---

[1] حاشیة الطحطاوی ، ج ١ ، ص ١٨٨

[2] حاشیة الدر المختار علی تنویر الابصار بحواله حاشیة الطحطاوی ، ج ١ ، ص ١٨٩

[3] حاشیة الطحطاوی ، ج ١ ، ص ١٩٧

هذا على ما فهم العلامة الشامی وحمل هذا التصویر من الدر رعلى بیان المسافة تحقیقا کما ذکرنا على هامشہ والاقرب بل الاصوب عندی ان کلیهما لبیان التوجه التقریبی وان المراد بالجبین معناه الحقیقی وهو طرف الجبهة وهما جبینان کما فی القاموس وتردالمختار ایضا فاذن تکون صورة هی التی ذکر العلامة ط کما قررنا۔

۶۰
قوله ــــ یلتقیان الی الدماغ لـه

اقول ــــ صواب کما فی الدرر۔

۶۱
قوله ــــ وانظر هل یقال فیہ ما یقال فی التحریمة الخ ـــه

اقول ــــ اقول رحمك الله ذهلت عن المسائل الاثنی عشریة وقد نص فی الحلیة عن البدائع ان القعدة الاخیرة یشترط لها ما یشترط لسائر الارکان۔

۶۲
قوله ــــ کما یأتی قریبا الخ ـــه

اقول ــــ الأتی ایضًا غیر مستند الی نقل والذی حقق الشامی هو استنان المتابعة فی السنة وهو الاقرب نعم صرح فی الارکان الاربعة بوجوب المتابعة فی کل مشروع۔

۶۳
قوله ــــ فهی واجبة مطلقًا الخ ـــه

لـه حاشیة الطحطاوی ، ج ۱ ، ص ۱۹۷

ـــه ایضًا : ص ۲۰۳

ـــه ایضًا : ص ۲۰۳

ـــه ایضًا : ص ۲۱۱

Marfat.com

اقول ـــــــ اقول بل تجب انما الواجب عدم التاخير بمعنى ان لا يقع فعله بعد فراغ الامام عن ذلك الفعل اما القراٰن فسنة كما حققه الشامى۔

۶۴ **قوله** ـــــــ فالظاهر موافقة الاول فى الاعادة [1]

اقول ـــــــ اقول كيف هذا مع ان فى الغنية بعده و لو خافت باٰية او اكثر يتمها جهرا و لا يعيد كما فى رد المحتار۔

۶۵ **قوله** ـــــــ كما صرح به العضدى فى رسالته المسماة الخ [2]

اقول ـــــــ الظاهر انه السندى بالنون قال ش قال كثير من المشائخ ان كان عادته مراعاة موضع الخلاف جاز والا فلا ذكره السندى رحمه الله۔

۶۶ **قوله** ـــــــ اى وقبل الصلوٰة [3]

اقول ـــــــ اقول هذه العناية بعيدة الغاية وقد قال فى المجتبى و البحر والهندية مثل ما فى المتن ونص البحر قيد المعذور فى المجتبى بان يقارن الوضوء الحدث او يطرؤ عليه للاحتراز على اذا توضأ على الانقطاع وصلى كذلك فانه يصح الاقتداء لانه فى حكم الطاهر [4] اھ و لفظ

---

[1] حاشية الطحطاوى ، ج ۱ ، ص ۲۳۴

[2] ايضاً ، ص ۲۳۹

[3] ايضاً : ص ۲۳۹

[4] بحرائق ، ج ۱ ، ص ۳۶۰

Marfat.com

الهندية لا يصلى الطاهر خلف من به سلسل البول انه اذا قاس ان الوضوء الحدث اوطرؤ عليه هكذا فى الهندية[1]

ومعلوم نصا ان من توضأ على الانقطاع ثم عاده فى الوقت فان وضوئه وضوء معذور سواء عاد قبل الصلوٰة اوبعدها حتى لا ينتقض به وينتقض بخروج الوقت كما نصوا عليه جميعا فمن توضأ على الانقطاع وصلى عليه ثم عاده فى الوقت يستحيل ان تكون صلوٰته صلاة كاملة[2] لانها لا تتأدى[3] بوضوء عذر فكيف يصح اقتداء الصحيح به الا ترى ان طهارة الصحيح طهارة مطلقة وطهارة من توضأ على الانقطاع ثم عاده فى الوقت ولو بعد الصلوٰة طهارة موقتة بحيث تبطل بخروج الوقت فكيف يصح بناء القوى على الضعيف ولا يخفى نك انه اذا توضأ على الانقطاع وصلى عليه نعلم قطعا انه صلى بطهارة سالمة عن المنافى فينبغى صحة اقتداء الصحيح به لما علمت انه دون سالمة[4] ولانها موقتة[5] فهى طهارة ضعيفة لاجل

---

[1] فتاوى هنديه، ج ۱، ص ۸۴ (بيان من يصلح اماما لغيره)

[2] كاملة (مخطوطة)

[3] تتاعوى (")

[4] انها دون سلمت (مخطوطه).

[5] معتاصنا (مخطوطه)

Marfat.com

الناقض وايضا لا نسلم عدم المنافى فان الانقطاع الناقص كالطهر المتخلل[1] لا يمنع اتصال الدم بل هو دم متوال[2] كما فى الحائض كما نص عليه فى البحر عن السراج الوهاج فكما ان الحائض لا صلوٰة لها فى الطهر الناقص كذلك المعذور لا امامة له فى الانقطاع الناقص وهو مفاد اطلاق المتون والشروح منع اقتداء صحيح بمعذور نعم ان توضأ على الانقطاع ودام الى خروج الوقت كان وضوئه هذا كوضوء الاصحاء وان لم يخرج هو من العذر ان عاده فى الوقت الثانى ولهذا لا يبطل بخروج الوقت ويبطل بالسيلان بعده كما نصوا عليه قاطبة[3] فان قلنا بجواز الاقتداء بمن شانه هذا لا يتجه[4] لان وضوئه لما كان وضوء المعذور[5] فكذا صلوته هذا ما ظهر للعبد الضعيف فليحرر فان المحشى رحمه الله تعالى لم يستند لنقل وقضية الدلائل ما ترى والله تعالى اعلم ثم رأيت فى حواشيه على مراقى الفلاح (لا يصح اقتداء غيره به) اى اذا

---

[1] متخلص (مخطوطه)

[2] متبدل (")

[3] فالحت (")

[4] لا تحبه (")

[5] وضوء العضو (")

Marfat.com

توضأ ثم انقطع العذر او طرأ عليه بعده اما اذا توضأ وصلى خاليا عنه كان في حكم الصحيح وقد تبع فيه السيد الازهري فاللفظ لفظه غير انه قال كان في حكم الطاهر وهذا صحيح وان كان يوهم ظاهر قولهما خاليا عنه ما وقع ههنا وذلك لانهما اطلق في الطريان بعده فشمل ما لو طرأ بعد الصلوٰة وان كان يجب تقييده بحصوله في الوقت وقولهما خاليا عنه لا يكون خاليا الا ان لا يعود في الوقت لما علمت وقد افاد الصواب الصحيح قولهما كان في حكم الصحيح فلا يكون في حكمه قط اذا عاد في الوقت والظاهر انه شبه رحمه الله تعالى بقول الماتن توضأ على الانقطاع وصلى كذلك فحسب ان به كفاية وليس كذلك فان المراد للانقطاع المعتبر وهو تام مستوعب وقتا كاملا ولا يراد ههنا لان به يخرج عن العذر والكلام في قدرة المعذور وناقص وهو المستمر الى خروج الوقت لا يخرج به عن العذر لكن الوضوء فيه[1] كوضوء صحيح حتى لا ينتقض بخروج الوقت فيه المراد ههنا لانه ضعيف في الوقت هنيئة ثم يعود فانه ليس من الانقطاع في شيئ ثم قد علمت ان المتون والشروح والفتاوى قاطبة على الاطلاق المنع وانما ابدى هذا

---

[1] او فيه (مخطوطه)

التقييد الزاهدی وليس فی كلامه على ما نقل فی الهندية الا التقييد بالقرون او الطيران وقد ارسله ارسالا فشمل الطرد و بعد الصلوٰة والمصنف رحمة الله تعالى عليه لتعود بادخال مسائل الزاهدی فی المتن وانما المتن لظاهر المذهب والله تعالى اعلم۔

قوله ۶۷ — منفردا فاسدة على الظاهر الخ[1]

اقول — اقول ای اذا امكنه الاقتداء والا فلا تكلف نفس الا وسعها ومعلوم ان لا حد لاجتهاده بل امر به دائما فهذا الحكم مستفاد من قول الشارح لا تصح صلاته ان امكنه الاقتداء۔

قوله ۶۸ — والقاضی ابو القاسم[2]

اقول — الذی فی البزازية وهنا ايضاً فی الهندية ابو عاصم۔

قوله ۶۹ — مخالف لما فی البحر[3]

اقول — فانهما تكلما فی الوضع على كتفين ولا شك انه ارسل جانبيه كره مطلقا سواء كان موضوعا على كتفيه او احدهما وانما كلام الشارح فی جانب الثوب فاذا ارسلهما كره وان ارسل احدهما من الكتفين والآخر معطوف على الكتف الآخر لم يكره فاين هذا مما فهما رحمهما الله تعالى ورحمنا بهما آمين۔

---

[1] حاشية الطحطاوی ، ج ۱ ، ص ۲۵۱

[2] ايضاً : ص ۲۶۷

م۔ ليس مراده ما ظهر للسيد العلامة الشامی

قوله [۴۰] ــــ فی قنوت سقط عنه الواجب الخ [۱]

اقول ــــ اقول لا کلام فی سقوط الواجب انما الکلام فی انہ ماذا ینبغی لہ ان یفعل ھل القنوت المختار فی مذھبہ تبعا لمذھبہ ام قنوت الامام بالنظر الی متابعتہ وجوابہ ما قررہ الشیخ عبد الحی الشرنبلانی رحمہ اللہ تعالی۔

قوله [۴۱] ــــ وقد یقال ان طول القیام [۲]

اقول ــــ اقول القعود بعدہ اشد منہ فی عدم المشروعیۃ فانہ غیر مشروع اصلا و وصفا بخلاف طول القیام۔

قوله [۴۲] ــــ فقط والذی یظھر لی [۳]

اقول ــــ فیہ ما فیہ کما یظھر للرجوع الی کتب الحدیث وسیأتی فی آخر ھذہ القولۃ وکانہ اراد المواظبۃ کما سیأتی۔

قوله [۴۳] ــــ وقال بعض الفضلاء [۴]

اقول ــــ اراد العلامۃ ابراھیم الحلبی او العلامۃ الشرنبلالی فانہما قالاہ فی الغنیۃ والمراقی۔

قوله [۴۴] ــــ فی نور الایضاح [۵]

---

[۱] حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۱ ، ص ۲۸۱

[۲] ایضاً

[۳] ایضاً : ص ۲۸۳

[۴] ایضاً

[۵] ایضاً

Marfat.com

اقول ـــــ ومثله فی الخلاصۃ وغیرھا۔

قولہ ـــــ وان نص لزمہ اتفاقا له

اقول ـــــ لا یجب القیام فی النفل المسنون مالم ینص

قلت والمسألۃ فیھا الخلاف۔

قولہ ـــــ وصلوٰۃ القوم فاسدۃ ٢ه

اقول ـــــ لان بین کل دابۃ ودابۃ فصلا یمنع الاقتداء۔

قولہ ـــــ فان المخالفۃ فیہ ٣ه

اقول ـــــ اقول لیس ھذا مخالفۃ فی التشھد بل بالتشھد

فی السلام بل فی الخروج بصنعہ فانما یصح ھذا القول

من الدر علی قول من لا یقول بافتراضہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قولہ ـــــ لکن تعلیل الشرح یعم المفسد ٤ه

اقول ـــــ اعتراض علی الشارح حیث علل بما یعم المفسد ثم

فرع بخلافہ وقد اجاب عنہ رد المحتار بوجہ حسن۔

قولہ ـــــ لان النیۃ یتبع للتراویح ٥ه

اقول ـــــ اجاب عنہ ش بانہ وان کان اصلا لجماعۃ تبع۔

له حاشیۃ الطحطاوی ، ج۱ ، ص ۲۹۳

٢ه ایضاً

٣ه ایضاً : ص ۲۸۴

٤ه ایضاً : ص ۲۹۷

٥ه ایضاً

Marfat.com

قوله [80] ـــــ ولا للعشاء عند الامام [1]

اقول ـــــ هذا قد يوهم جواز الوتر بجماعة و لو لم يصل الفرض بها وهو خلاف المنصوص عليه فى شرح النقاية والغنية وغيرهما وتمام تحقيق المسألة فى فتاوٰينا۔

قوله [81] ـــــ متعلق بالاخير فقط انتهٰى حلبى [2]

اقول ـــــ قلت وان علق بالدرس والوعظ والحاجة جميعا سقطت الابحاث المعهودة۔

قوله [82] ـــــ وفى المختصر البحر [3]

اقول ـــــ ليس هو البحر الرائق فانه نقل عن الامام الزيلعى المقدم بكثير على صاحب البحر۔

قوله [83] ـــــ و يلزم عليه ان مسافة السفر [4]

اقول ـــــ لقد احسن الجواب عن العلامة الشامى فراجعه۔

قوله [84] ـــــ ان نهارها اطول من ليلها [5]

اقول ـــــ كلما كان النهار اطول فى الصيف [6] كان اقصر بقدره فى الشتاء لابد من ذلك فى كل موضع واقتصارهم فى

---

[1] حاشية الطحطاوى ، ج ۱ ، ص ۲۹۷

[2] ايضاً : ص ۲۹۹

[3] ايضاً : ص ۳۲۲

[4] ايضاً : ص ۳۳۱

[5] ايضاً :

[6] الضعيف (مخطوطہ)

Marfat.com

الاوقات علی ذکر انهار الاطول فی حق العشاء حیث یطلع الفجر قبل غروب الشفق اما انهار الاقصر فلا بد فیہ زوال وبلوغ مثل ومثلین وان کان النہار قصرا حدا کما لایخفی۔

۸۵ **قولہ** ——— افادہ الشیخ زہین لہ

اقول ——— ہو ماخوذ من البدائع

۸۶ **قولہ** ——— بحث فیہ بان العلۃ فی القصر ٢ہ

اقول ——— الباحث الامام ابن الہمام۔

۸۷ **قولہ** ——— وہو بحث قوی ٣ہ

اقول ——— وباللہ التوفیق یظہر للفقیر الضعیف ان البحث لیس بشیئ والدلیل تام فان الشارع تبارک وتعالی انما رخص بالقصر والفطر لعلۃ المشقۃ واعتبر المشقۃ سیر ثلاثۃ ایام بلیالیہا فعلۃ الرخصۃ حقیقۃ بعد استکمال سیر ہذہ المدۃ اذ بہ تحقیق المشقۃ الجالبۃ للرحمۃ الالہیۃ الموجبۃ للتخفیف ولامشقۃ فی مجرد مفارقۃ البیوت وبہذہ النیۃ ولکن الرخصۃ للتخفیف حال اقبال المشقۃ لابعد اکمالہا فان من امر تحمل

لہ حاشیۃ الطحطاوی ، ج۱ ، ص ۳۳۱

٢ہ ایضاً : ص ۳۳۲

٣ہ ایضاً

Marfat.com

اثقال فی الحضر ثم امرت بالسفر فارادت التخفیف
عنہ فانما یکون ھذا بان تضع عنہ بعض الاثقال حین
اخذہ فی السفر لا ان تضعہا بعد ما اتمہ فلذلک یثبت
الحکم بمجرد المفارقۃ بہذا القصد ثم اذا لم یبلغ
مدۃ اعتبرہا الشارع للمشقۃ واراد الرجوع تبین
ان لم یکن ھناک مشقۃ مرخصۃ فعادت علیہ الاثقال
التی کانت وضعت عنہ لمظنۃ المشقۃ ھذا ما ظہرلی
واللہ تعالیٰ اعلم۔

۸۸
قولہ ـــــ لان البرکۃ تنزل علی المتقدم [۱]

اقول ـــــ علی الامام اولا ثم من یحاذیہ من الصف المتقدم
ثم من عن یمینہ منہ ثم من عن یسارہ منہ فاذا تم
الصف الاول نزلت علی من بعدہ بالترتیب المذکور
فیتقدم الوسط ثم الیمین ثم الیسار و ھکذا الی
اٰخر الصفوف۔

۸۹
قولہ ـــــ وذکر انہ ما بدیٔ بشیٔ [۲]

اقول ـــــ قلت وروی حدیثا۔

قولہ ـــــ ان الکراھۃ تنزیہیۃ [۳]

---

[۱] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۱ ، ص ۳۴۹

[۲] ایضاً

[۳] ایضاً : ص ۳۵۵

Marfat.com

اقول ـــــ قلت قد يطلق الجواز على ما يقابل الواجب[۱] فيشمل المكروه تحريما و ههنا الامر كذلك۔

۹۱
قوله ـــــ فيكره ان يجتمع جمعهم الى جمع المسلمين[۲]

اقول ـــــ هذا فى غير حاجة او مصلحة والا فقد صرحوا بجواز عيادة الذمى بالاجماع بل يجوز للمسلم دخول دار الحرب للتجارة۔

۹۲
قوله ـــــ ذكره القرطبى فى تذكرته[۳]

اقول ـــــ قلت وفى الفاظه ما يلوح عليه آثار كيت وذيت۔

۹۳
قوله ـــــ وعنده للنهى ومن هذا يعلم[۴]

اقول ـــــ اى عليه او اليه بلا حائل اذا كان فى موقع النظر لمن يصلى صلوٰة الخاشعين وكذا اجنبه ايضا اذا كان هناك قبر تحته او تجانبه اما اذا خلا عن كل ذلك وصلى بجنب قبر فلا بأس ولم يرو نهى عنه وان فعل ذلك بقبر صالح رجاء ان تعود بركته اليه كان حسنا كما حققناه فى فتاوٰينا والله تعالىٰ اعلم۔

۹۴
قوله ـــــ وهو ظاهر العدالة[۵]

---

[۱] الغناسين (مخطوطه)

[۲] حاشية الطحطاوى ، ج ۱ ، ص ۳۶۰

[۳] ايضاً : ص ۳۸۳

[۴] ايضاً :

[۵] ايضاً : ص ۴۴۶

Marfat.com

اقول ــــــ ای عدالۃ ظاہرۃ معلومۃ کما ھو المذھب لان من[1] لبستہ وصورتہ لا یری فیھما مخالفۃ للشرع فان ھذا شان المستور۔

قوله[95] ــــــ علی من یماثلہا[2]

اقول ــــــ لعلہ سقط بعد من لفظۃ لا او قبلہ لفظہ غیر۔

قوله[96] ــــــ او الدخان[3]

اقول ــــــ او النحاس او الندی او النصاب۔

قوله[97] ــــــ ای لا قاضی ولا والی (ہندیہ)[4]

اقول ــــــ قلت ویشمل العالم فان العلماء ولاۃ حیث لا ولاۃ یجب علی المسلمین الرجوع الیہم وطاعۃ امرھم کمثل الولاۃ فان کثر فان من فیہم اعلم کان ھو الوالی والا اقترعوا نص علی کل ذلک فی الحدیقۃ الندیۃ[5]

قوله[98] ــــــ بلا باس للناس[6]

اقول ــــــ وھکذا فی الخانیۃ والخلاصۃ والفتح وجواھر الاخلاطی

---

[1] × (مخطوطہ)

[2] حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۱ ، ص ۴۴۶

[3] ایضاً

[4] ایضاً

[5]

[6] حاشیۃ الطحطاوی ج ۱ ، ص ۴۴۷

Marfat.com

وغیرها۔

قولہ [99] — بذلک اھ حلبی [1]

اقول — اقول بل معناہ انہ ینصب نائبا عند ثم لیشهد هو بنفسہ عند نائبہ۔

قولہ [100] — فی الفطر بسبب [2]

اقول — ای اصباحهم مفطرین اول رمضان۔

قولہ [101] — وشهد واحد عند قاضی [3]

اقول — بهلال رمضان۔

قولہ [102] — فصاموا وتبعهم [4]

اقول — کما حکم الشرع ان من رأی هلال رمضان صام وان رد قولہ۔

قولہ [103] — جمع کثیر علی الصوم [5]

اقول — واساءوا ان لم یکونوا رأوا بانفسهم۔

قولہ [104] — وامرهوا الناس [6]

---

[1] حاشیہ طحطاوی ، ج ۱، ص ۴۴۷

[2] ایضاً

[3] ایضاً

[4] ایضاً

[5] ایضاً

[6] ایضاً

Marfat.com

اقول ـــــ ای القاضی وقد اصاب عملا بظاهر الروایۃ۔

قولہ ١٠٥ ـــــ او الفطر واھل المشرق [1]

اقول ـــــ عمم ھھنا ھلال الفطر وقال فی الطریق الموجب او یستفیض الخبر فافاد ان ھلال الفطر ایضا یثبت بالاستفاضۃ قلت فکذا سائر الاھلۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قولہ ١٠٦ ـــــ فی شرح الملتقی [2]

اقول ـــــ لعلہ اراد بہ سکب الانھر کما نص علیہ فی حواشیہ علی مراقی الفلاح۔

قولہ ١٠٧ ـــــ بالعباس بن مرداس [3]

اقول ـــــ اللھم اغفر، ھٰذا سبق قلم فان العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ولم یذکر فیہ احد ما نقلہ عن الحفاظ[4] وانما قول بن حبان فی ابنہ کنانۃ ومع ذلک اختلف قولہ فیہ فذکرہ فی الضعفاء وقال ھٰذا واوردہ فی الثقات فھو ثقۃ کما نبہ علیہ الحافظ بن حجر۔

قولہ ١٠٨ ـــــ وایضا ورد فی الحدیث [5]

اقول ـــــ ای ففی ھٰذا الحدیث ما یدل علی الفضل العظیم

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی ، ج١ ، ص ٢٤٩

[2] ایضاً : ص ٢٥٠

[3] ایضاً : ص ٥٥٩

[4] الحفاظ (مخطوط)

[5] ایضاً : ص ٥٦٤

Marfat.com

للمسجد الكريم فكما ان الحديث الذى اورده الشارح رحمه الله تعالیٰ۔

قولہ ۱۰۹ ــــــ قولين مصححين [1]

اقول ــــــ بل ثمہ ثالثها التفصيل المار عن قاضى خان الذى قال فيہ فى الفتح نقل عنہ فى رد المحتار ان الحق هذا التفصيل الخ قلت و يصلحان يكون توفيقا۔

قولہ ۱۱۰ ــــــ لا يفيد الملك [2]

اقول ــــــ فى ش بكل لفظ يفيد الخ وهو الصواب۔

قولہ ۱۱۱ ــــــ بل موقوفا على اجازتها [3]

اقول ــــــ هذه زلة نبهنا عليها على هامش رد المحتار ص ۲۲۹ فليتنبہ۔

قولہ ۱۱۲ ــــــ لا بد لها من نهى [4]

اقول ــــــ اقول وكذلك التنزيہ ايضا لا بد لها من نهى خاص والا لا يكون الاختلاف الاولى كما حققہ المحقق فى الفتح والله اعلم۔

قولہ ۱۱۳ ــــــ هل المحكم مثلہ يحرر [5]

---

[1] حاشية الطحطاوى ، ج ۲ ، ص ۸

[2] ايضاً ، ص ۹

[3] ايضاً ، ص ۱۲

[4] ايضاً ، ص ۲۱

[5] ايضاً ، ص ۲۴

Marfat.com

اقول ـــــ قلنا قد صرحوا ان الحکم کالقاضی الا فی القود و الحدود۔

قوله[۱۱۴] ـــــ فی الشرح فتامل [۱]

اقول ـــــ قد حقق العبد الضعیف فی فتاوٰی ان کل ھذا لاطائل تحتہ و ان الصحیح الواجب التعویل ھو عدم الجواز فیکون النکاح نکاح[۲] الفضولی۔

قوله[۱۱۵] ـــــ عن المھر [۳]

اقول ـــــ ای لغرض فوقہ سقط ھذا او معناہ من ھنا۔

قوله[۱۱۶] ـــــ لا یجوز ان یزوجھا [۴]

اقول ـــــ فلا ینعقد النکاح کما فی الھدایۃ۔

قوله[۱۱۷] ـــــ ای غیر الاب و الجد [۵]

اقول ـــــ فلو انکح غیر الاب و الجد الصغیرۃ او وھما سکرانان او معروفا بسوء الاختیار و الزوج بشقی العسرۃ فعلی ھذہ ینبغی ان لا یصلح النکاح اصلا قلت ولٰکن صرحوا ان الزوج ان صار غیر کفو بعد النکاح لا یرتفع ولا یحصل لاحد خیار الفسخ فینبغی ان یکون الزوج

---

[۱] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۲ ، ص ۳۰

[۲] غیر مطبوعہ نسخہ میں فقط ھ مذکور ہے۔

[۳] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۲ ، ص ۳۰

[۴] ایضاً : ص ۳۴

[۵] ایضاً

Marfat.com

معروفا بسور العسرة من قبل کما قالوا فی سوار[1] اختیار الاب فافهم۔

۱۱۸ قوله ـــــ و یثبت النسب و علیها العدۃ[2]

اقول ـــــ اقول سیجیٔ فی اٰخر باب ثبوت النسب ان نکاح الکافر مسلمۃ باطل لا فاسد فلا یثبت النسب ولا تجب العدۃ۔

۱۱۹ قوله ـــــ ولا یوقف علیهما[3]

اقول ـــــ لئلا تختلف القافیۃ ش عن ح۔

۱۲۰ قوله ـــــ لما مر قاله الحلبی[4]

اقول ـــــ اقول هٰذه الحوالۃ من العلامۃ الطحطاوی غیر مستحسنۃ فانه لم ینقل عن الحلبی فیما سبق ایضاً الا الحکم دون التعلیل وهو ما نقل عن الشامی۔

۱۲۱ قوله ـــــ لا لطلب المهر[5]

اقول ـــــ ای ولا للمشروط عادۃ کالخف والمکعب ودیباج اللفافۃ[6]

---

[1] سوار (مخطوطہ)

[2] حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۲ ، ص ۵۹

[3] ایضاً : ص ۶۰

[4] ایضاً : ص ۶۱

[5] ایضاً : ص ۶۱

[6] النفافۃ (مخطوطہ)

ودراهم السكر على ماهو عادة اهل السمرقند -

۱۲۲
قوله ـــــ الا اذا ضمن ولا رجوع له[۱]

اقول ـــــ صرحوا بالنفقة لا تكون دينا الا بالتراضی او فرض القاضی ومعلوم ان الکفالة لا تکون الا بدین ولذا نصوا علی بطلان الکفالة بنفقة الزوجة کما فی باب الکفالة فلا بد من حمل ما ههنا علی ما اذا کانت النفقة مفروضة بالقضاء او الرضا والا فلا یؤخذ الاب قطعا لبطلان الکفالة ذکر هذا التوفیق العلامة الشامی فی باب النفقة فی مسئلة اخذ المرأة کفیلا بالنفقة واللہ تعالیٰ اعلم -

۱۲۳
قوله ـــــ لان العادة جاریة[۲] -

اقول ـــــ التعلیل قاض بان وجہ الافتاء علی قول الامام الثانی انما هو ملاحظة العرف والعادة فیدور مع العرف حیث دار والمتعارف فی بلادنا الدخول قبل الاداء مطلقا فیجب ان لا یکون لها الامتناع اتفاقا لان المعروف کالمشروط وسیصرح بانه لو یشترط الدخول قبل الحلول ورضیت لم تملک الامتناع بالاتفاق فعلیه فعول واللہ اعلم -

۱۲۴
قوله ـــــ وذلک اکرام له علیه الصلوٰة والسلام[۳]

---

[۱] حاشیة الطحطاوی ، ج ۲ ، ص ۶۲

[۲] ایضاً : ص ۶۳

[۳] ایضاً : ص ۸۰

Marfat.com

اقول ــــــ و توضیحہ ان ھٰذا التخفیف مع ثبات علی الکفر ومونہ علیہ و استحقاقہ بانتہاء علمہ فی شان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتربیتہ من صغرہ وملازمتہ فی حضرہ و سفرہ ورؤیتہ لمعجزاتہ وغیرہ واستماعہ لشرعہ و ذکرہ زیادۃ عذاب علی غیرہ اما یکون بازاء ما کان بحوط النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینصرہ او اکراما للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یحبہ حبا طبعیا لما یریٰ منہ التشمیر عن ساعد الجد فی نصرہ و حمایتہ ولان عم الرجل صنو ابیہ لاسبیل الی الاول لما نطق بہ القراٰن العزیز من ان اعمال الکفار ھباء منثور وماعملوا من طیبات فقد اذھبوھا فی حیوتہم الدنیا فتعین الثانی ولاشک ان اکرامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی ابویہ ازید منہ فی عمہ وحزنہ باصابۃ المکروہ و العیاذ باللہ تعالیٰ ایاھما اشد من اہتمامہ بما یصیب عمہ فلو ثبتنا و استغفر اللہ علی الکفر لوجب ان یکون عذابہما اخف من عذاب ابی طالب لاسیما وھما لم یدرکا البعثۃ ولم یردا الدعوۃ بخلاف ابی طالب ولکن الحدیث ارشد انہ ھو ادنٰہم عذابا فثبت انہما مسلمان ولیس عندنا فیہ شک انشاء اللہ تعالیٰ واللہ یھدی الیٰ سبیل الصواب۔

۱۲۵
قولہ ــــــ ان یضیعہ لہ

حاشیۃ الطحطاوی ، ج۲ ، ص ۸۱

Marfat.com

اقول — ضمیر الفاعل للجندی والمفعول بہ للفاضل

۱۲۶
قولہ — لا یتوارثون لان الارث لہ

اقول — ای لا ترث الزوج الزوجۃ ولا بالعکس واما الاولاد فیرثون من الابوین لعدم اقتصار اتہم علی ولادتہم من النکاح الصحیح لعدم کونہ علی خلاف القیاس فحیثما ثبت النسب ثبت الارث واذا ملاو الافلا ارث فی الباطل کولد مسلم من وثنیۃ لا یرث الاب۔

۱۲۷
قولہ — او المعتبر مدۃ الحرۃ لہ

اقول — والتشکیک فی ھٰذا امر عجیب فانہ لو اعتبر فی کل مدۃ ایلائہا لزم تفضیل الاماء علی الحرائر اذ یصیبہا فی کل شہرین مرۃ ولا یزید الا برضاھا ولا یصیب الحرۃ الا بعد مضی اربعۃ اشہر بل الزیادۃ ھٰہنا ھی النقیض[۳] المطلوب والتنقیص ھو الزیادۃ المنکرۃ ولذلک قدر الطحطاوی بیوم ولیلۃ من کل اربوع للحرائر وللاماء بیوم ولیلۃ من کل اسبوع وروی ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعث عسکرا وکان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعس باللیالی فسمع امرأۃ تنشد اشعارا فیہا من الاشتیاق الملھب[۴] الی الجماع

لہ حاشیۃ الطحطاوی ، ج۲ ، ص ۸۱

۲ہ ایضاً : ص ۸۸

۳ہ النقیض (مخطوطہ)

۴ہ الملھت (")

Marfat.com

والتحرز من الزنا خوفا من الله وحفظا لناموس الزوج
وكان قد طال فراق زوجها عنها فى جهاد فرجع امير المؤمنين
الى بيته وسأل بنته ام المؤمنين رضى الله تعالى عنه
كم تبصر المرأة من الرجل قالت اربعة اشهر ولا شك
انه يعم من تحته الاماء فثبت ان لا معتبر الا مدة الحرة
والله تعالى اعلم شرح ابيت العلامة الشامى ذكر البحث كما
بحثت ولله الحمد۔

۱۲۸
قوله ــــــ فقيل ترك مضاجعتها [۱]

اقول ــــــ وهو ظاهر الآية۔

۱۲۹
قوله ــــــ ترك جماعها [۲]

اقول ــــــ والآية تحملها۔

۱۳۰
قوله ــــــ كلاهما مع المضاجعة [۳]

اقول ــــــ هذا بعيد من ظاهر لفظ واهجروهن فى المضاجع
ظاهرا فلعله الاظهر دليلا والله تعالى اعلم۔

۱۳۱
قوله ــــــ ظاهره انه عند الامر به يكون واجبا عليها [۴]

اقول ــــــ ويأتى فى اوائل كتاب الجهاد من المحشى عن البحر

---

[۱] حاشية الطحطاوى ، ج ۲ ، ص ۹۱

[۲] واللاتى تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فى المضاجع واضربوهن الآية (پ۵ ع سورة النساء)

[۳] حاشية الطحطاوى ، ج ۲ ، ص ۹۱

[۴] ايضاً

Marfat.com

ان لا یجب علیها امتثال اوامرہ الا فیما یرجع الی النکاح وعن الفتح ماھو نص فی وجوب الطاعۃ الا فیما فیہ مخاطرۃ الروح فلیحرر۔

قولہ ۱۳۲ —— وھی طاھرۃ [1]

اقول —— قلت وینبغی التقیید بالسلامۃ من مرض لا تطیق معہا الجماع او یضرھا فیہ ومن صغر کذلک واللہ اعلم۔

قولہ ۱۳۳ —— اذا جاءک کتابی فانت طالق [2]

اقول —— فما لم یجیٔ الکتاب لا یقع کذا فی فتاوی قاضیخان وان کتب اذا جاءک کتابی ھذا فانت طالق فکتب بعد ذلک حوائج صح ھکذا ھو فی الھندیۃ فلعل السید المحشی اختصر الکلام او فی نسخۃ الھندیۃ سقطا۔

قولہ ۱۳۴ —— الاقرار بالطلاق کاذبا [3]

اقول —— قد کان الفقیر غفر اللہ لہ افتی بہ من قبل بناء علی دلائل الاباحۃ وذکرتہا فی ھوامش الدر المختار فالحمد للہ علی موافقۃ المعقول للمنقول ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

قولہ ۱۳۵ —— برقبتک وھبتک [4]

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۲ ، ص ۹۱

[2] ایضاً : ص ۱۱۱

[3] ایضاً : ص ۱۱۳

[4] ایضاً : ص ۱۳۸

Marfat.com

اقول ــــــ صواب برفقتك كما فى الهندية ـ

۱۳۶
قوله ــــــ وامك عفوت عنك [1]

اقول ــــــ اخاف ان يكون فى الدر المنتقى ذكر وجه كون قوله وهبتك لاهلك كناية بانه يحتمل الطلاق و يحتمل ان المعنى عفوت عنك لاجلهم فزلت قدم النظر وقد قال فى متن الدر المنتقى الملتقى وهبتك لاهلك فقال فى مجمع الانهر اى عفوت عنك لاجل اهلك او وهبتك لهم لانى طلقتك ـ

۱۳۷
قوله ــــــ اظفرى بمرادك [2]

اقول ــــــ مثل ذلك الاحتمال فى هذا فلعله مذكور تحت قوله افلحى كما قدم الفاضل المحشى فى هذه الصفحة عن هذا البحر من انه يقع الطلاق فيها بالنية لانه بمعنى اذهبى ويحتمل اظفرى بمرادك الخ نعم هو ظاهر حيث سألت المرأة طلاقها وقالت اريد ان تطلقنى فقال اظفرى بمرادك و ليراجع الدر المنتقى ـ

۱۳۸
قوله ــــــ فى سم الخياط لغو وكونه متصلا [3]

اقول ــــــ ويخطر ببالى ان لغوية تعليق التطليق بالمستحيل

---

[1] حاشية الطحطاوى ، ج ۲ ، ص ۱۳۸

[2] ايضاً

[3] ايضاً : ص ۱۵۰

Marfat.com

ظاہر کل ظہور اما ان علق بہ عدم الطلاق کان دخل الجمل فی سم الخیاط فلست بطالق ہل یقع لان مفہومہ تعلیق التطلیق بالکائن فیکون تنجیزا ام لا لان الطلاق انما یقع باللفظ لا بمجرد النیۃ و الفرض ولذا قالوا لو قال لا حاجۃ لی فیک لا یقع الطلاق نوی او لم ینو لانہ لیس من الفاظہ فکذا ھٰھنا التطلیق مفہوم لا ملفوظ فلیحرر واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

۱۳۹
قولہ ـــــ ولو معہا شیئ غیر ما یطبخ کفاکہۃ۔

اقول ـــــ قلت وعرفنا اعم منہما فانہا تعد نثرۃ ولو لم یکن معہا شیئ۔

۱۴۰
قولہ ـــــ او تطاول واقعدہ فہو مریض [1]

اقول ـــــ قلت ولکن الشامی من الوصایا عند قولہ و اعتمد فی التجرید ما یعطی خلاف ھٰذہ۔

۱۴۱
قولہ ـــــ او دلالۃ الحال علیٰ ما مر [2]

اقول ـــــ اقول للفقیر کلام فی الاکتفاء بدلالۃ الحال۔

۱۴۲
قولہ ـــــ اذا صار ماکولا نثرا ال ملک المبیح عنہ [3]

اقول ـــــ اقول اراد بہ مستہلکا فشمل ما اباحہ

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۲ ، ص ۱۶۵

[2] ایضاً : ص ۱۹۷

[3] ایضاً : ص ۲۰۱

Marfat.com

الماء ليتوضأ به او يغتسل او يغسل الثياب وامثال ذلك۔

۱۴۳ قوله ـــــ المراد بالاباحة التمليك ۱؎

اقول ـــــ كيف يراد بالاباحة التمليك مع انه قابلها بقوله وكذا اذا ملكه وكان الحامل للمولى المحشى الفاضل على ذلك انه قال اولا اباحه دفعة واخرا ملكه بدفعات فظن ان الفرق فى المسألتين انما هو بدفعة ودفعات والا لكان تقييد الاول بدفعة والأخر بدفعات باطلا ولكن ما احسن اشار اليه المولى المحقق الشامى فى الجواب عن هٰذه بانه من قبيل الاحتباك حيث صرح فى كل الموضعين بما سكت عنه فى الموضع الأخر الخ فالمراد فى كلا الموضعين بدفعة او دفعات۔

۱۴۴ قوله ـــــ والشكاز والمسحوق ۲؎

اقول ـــــ على صيغة المبالغة هو الذى اذا عانق المرأة او لمسها او قبلها انزل قبل ان يدخل فى قبلها۔

۱۴۵ قوله ـــــ فهو اعم من الاصطلاحى ۳؎

اقول ـــــ بل هو اخص من الاصطلاحى فان الاصطلاحى من

۱؎ حاشية الطحطاوى ، ج۲ ، ص۲۰۱

۲؎ ایضاً : ص۲۰۹

۳؎ ایضاً

Marfat.com

لا یقدر علی جماع فرج زوجته وان قدر علی جماع دبرها
او جماع فروج سائر النساء او لا و اللغوی من لا یقدر
علی الجماع مطلقاً ولکنه ای اذا ان الماخوذ فی اللغوی
عدم القدرة علی جماع جمیع النساء وفی الاصطلاحی[۴]
عدمها علی جماع فرج امرأته خاصة فکان بهذا المعنی
اعم ای اشمل للفروع المنتفیة القدرة علی
جماعها فافهم۔

۱۲۶
قوله ـــــ اشد من جماع القبل[۱]
اقول ـــــ ولکنه لم یعلم ان القدرة علی فرج الزوجة
ربما منتفی بعقد السحر۔

۱۲۷
قوله ـــــ وظاهره ولو محکما[۲]
اقول ـــــ لکن مخالف تصریح ما فی الخیریة من التحکیم
الا انه لم یستند الی نقل سواء تصریحهم بالضابط الکلی
وهو جواز التحکیم فی غیر الحد والقود۔

۱۲۸
قوله ـــــ هذا یرجع الی التجربة[۳]
اقول ـــــ یعنی وقد ثبت الفرق بالتجربة۔

---

[۱] حاشیة الطحطاوی ، ج ۲ ، ص ۲۰۹
[۲] ایضاً : ص ۲۱۱
[۳] ایضاً : ص ۲۱۲
[۴] اللغوی (مخطوط)

Marfat.com

۱۴۹
قوله ــــ و الحق بها القهستانی کل عیب [۱]

اقول ــــ اقول هو نص الزیلعی فی التبیین حیث قال رحمه الله تعالی قال محمد ترد المرأة اذا کان بالزوج عیب بحیث لا تطیق المقام معه لانها تعذر علیها الوصول الی حقها بعیب [۲] فیه فکان کالجب و العنة بخلاف ما اذا کان بها عیب لان الزوج قادر علی دفع الضرر عن نفسه بالطلاق و یمکنه ان یستمتع بغیرها۔

۱۵۰
قوله ــــ لانها یناقض قوله بعد و لا حق [۳]

اقول ــــ لا یتناقض بعد ما یقرر ان قوله لاحق لولد عم [۴] الخ انما هو فی حق المشتهاة اذا کان ابن العم غیر مامون علی ما سینقله من البحر فافهم والله تعالی اعلم۔

۱۵۱
قوله ــــ تقتضی عدم الدفع الیه [۵]

اقول ــــ اما اولاد الاعمام فانه یدفع الیهما الغلام و الصغیر لا تدفع الیهم (کما فی ملخصا) لاحق لغیر المحرم فی حضانة الجاریة ولا للعصبة الفاسق علی الصغیرة

---

[۱] حاشیة الطحطاوی ، ج ۲ ، ص ۲۱۳

[۲] بحق (مخطوطه)

[۳] حاشیة الطحطاوی ، ج ۲ ، ص ۲۴۶

[۴] ولا عم (مخطوطه)

[۵] حاشیة الطحطاوی ، ج ۲ ، ص ۲۴۶

Marfat.com

(کفایہ) کلہا فی (الهندیۃ) الانثیٰ لاتدفع الا الی محرم (خیریہ عن المنہاج للعقیلی والخلاصۃ والتاتارخانیۃ وغیرہ) لاحق لابن العم فی حضانۃ الجاریۃ (خانیہ) وھذا ھو الذی یعطیہ کلام العلامۃ (فی فتح القدیر) وکذلک عمم الحکم (فی الهدایۃ) من دون التفصیل بین المشتہاۃ وغیرہا والمامون وغیرہ وان کان ظاہر الفاظ دلیلہ ناظرا الی التفصیل لتعلیلہ بالتحرز عن الفتنۃ ومعلوم ان لا امتنان الا بالاشتہاۃ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۵۲
قولہ ـــــــ وھو ابن سبع سنین لہ

اقول ـــــــ والصواب عشر سنین۔

۱۵۳
قولہ ـــــــ لتعلقہ بامہ وربما یمنعہا ویمنعہ ٢ہ

اقول ـــــــ ولہ وجہ اقوی فان المرأۃ نفقتها علی زوجہا والعادۃ ثبوت یدہا علی البیت ومافیہا وربما یحملہا شفقتہا علی ان تطعم ولدہا من مال زوجہا وان تحرجت وقل من یتحرج منہن عن امثال ذلک لاسیما فی الفواکہ والمطعومات فان الزوج یتہمہا ویسیئ الظن بہا انہا تطعم ولدہا من اشیائہ فیحملہ ذلک علی کراہتہ ومعاداتہ ثم یقع بذلک مشاجرات بین الزوجین فیکون ذلک اہیج لعداوتہ

لہ حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۲ ، ص ۲۴۶

٢ہ ایضاً

فی قلب الراب بخلاف الاجنبی فان النساء یتحرجن من امور الزھر وھم قلما یتھمونھن وکل ذلک مرئی مشاھد فکثیرا ما رأینا الاجانب یشفقون علی الصغار ولم تر ربابا الا وھو یکرھہ بیبیہ وبالجملۃ فلہ مع الاجنبی عدم العلاقۃ ومع الراب علاقۃ العداوۃ فشتان ماھما۔

قولہ ۱۵۴ ـــــ لکثرۃ الفساد زیلعی لہ

اقول ـــــ ومحل ھذہ الروایۃ ما اذا کان ھناک اب او عصبۃ وان لاتبقی عند الحاضنۃ بہ خیریۃ قلت والمراد بالعصبۃ من کان من المحارم ولابد فھم ھی الا الیھم۔

قولہ ۱۵۵ ـــــ للعلامۃ عبد القادر ؎

اقول ـــــ بن یوسف الافندی الشھیر بقدری رونری ؎

قولہ ۱۵۶ ـــــ عن ھذہ المقاصد فیجوز الحلف بہ ؎

اقول ـــــ ورد الحدیث بذم الحلف بالطلاق وبہ صرح ابن بلبان فی شرح تلخیص الجامع کما نقلہ الشامی صـ۶۹ـ وقد ذکرنا التوجیہ علی ھامشہ منہ

قولہ ۱۵۷ ـــــ لان خلاف الشافعی بعد محمد ؎

لہ حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۲ ، ص ۲۴۷

؎ ایضاً : ص ۲۷۳

؎ ایضاً : ص ۳۲۵

؎ ایضاً : ص ۳۲۶

Marfat.com

اقول ــــ لیس الشافعی منفردا به بل سبقه بذلک ائمۃ مجتهدون تقدموہ وتقدموا محمد بن الحسن ۔

۱۵۸
قولہ ــــ ولا یکون یمینا ولعل الفارق العرف [۱]

اقول ــــ واحسن منہ ما ورد فی رد المحتار انہ قال کانہ احتراز عما اذا بالسلطان البرھان والحجۃ الخ فان البرھان لیس من صفات الرحمٰن تبارک وتعالیٰ ۔

۱۵۹
قولہ ــــ ان بعض الناس یجھلھا [۲]

اقول ــــ اقول ومع ذلک جدید العھد بالاسلام یری کثیرا من احکام الشریعۃ الحقۃ مخالفۃ لاحکام ملتہ الباطلۃ فعلمہ بحرمتہ فی ملتہ لایوجب العلم بحرمتہ فی ملۃ الاسلام ۔

۱۶۰
قولہ ــــ وفی اخراج ذلک بالکیفیۃ [۳]

اقول ــــ خروجہ عن حد الزنا الموجب للحد الذی لایعلمہ بجمیع قیودہ الا العلماء لایوجب خروجہ عن حد الزنی وتعریف ذاتہ شرعا الذی یسئل عنہ الشھود احترازا عن عقدہ زنی العین والیدین مثلا او التفخیذ والتسریر مثلا ولذا اقتصر فی بیان ذاتہ

---

[۱] حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۲ ، ص ۳۳۱

[۲] ایضاً : ص ۳۸۹

[۳] ایضاً

Marfat.com

الشرعية على الايلاج فقط ولا شك ان وطئ السمكة لا يخرج عن ايلاج الذكر فى الفرج فوجب السوال بكيف هو لاخراج السمكة مثلا والله تعالى اعلم -

قوله ۱۶۱ ـــــ لان الدبر انما خلق فى الدنيا [1]

اقول ـــــ وعلى قياسه ينبغى فى فروج النساء لانها ثقبة البول -

قوله ۱۶۲ ـــــ الا فيما يرجع الى النكاح [2]

اقول ـــــ كالتزيين والاجابة[3] الى الجماعة بشروطها وعدم الخروج من بيته الا بحق وعدم البيتوتة عند احد ولو ابيها الا اذا احتاج اليها عينا وترك الصيام النافلة وتطيب اللباس والبدن بالعطريات والفرج بعد الحيض بفرصة ممسكة وامثال ذلك والله اعلم -

قوله ۱۶۳ ـــــ وقد يقال انما الرجال [4]

اقول ـــــ وعلى هذا لا يبعد ان يقول قائل ان الامام ان كان محتاجا الى تكثير العسكر فى الحال فقدم شراء الرجال والا فتقديم النساء احب صونا للفروج الزكية عن وقوع الكلاب الدنية والله تعالى اعلم -

---

[1] حاشية الطحطاوى ، ج ۲ ، ص ۳۹۸

[2] ايضاً : ص ۴۳۹

[3] الاحاجة (مخطوطہ)

[4] حاشية الطحطاوى ، ج ۲ ، ص ۴۴۸

Marfat.com

۱۶۴
قولہ ـــــ ولعل ردہ من ردہ فی غزوۃ بدر [1]

اقول ـــــ لیس ھذا من کلام الفتح بل نقلہ عن الامام
الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما بینہ فی نصب الرایۃ [2]

۱۶۵
قولہ ـــــ فان تحقق من کفر والا فلا [3]

اقول ـــــ نعم تتفاوت الموجبات فی ذلک فمنہا ما یستوی
فیہ الجانبان ولا یثبت الاستخفاف الا بدلیل کمن
حکی ما کان علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قلۃ [4]
مبالاتہ بالتجمل [5] الظاہری فقد نصیر ثیابہ وسخۃ [6]
فحکایۃ ذلک اما علی طریق الملتقی لہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کما ذکرنا او اظہار ان الدنیا لاتصلح للالتفات
اوغیر ذلک من المقاصد الحسنۃ فھو محمود وان حکی
ذلک ازرا بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر ولا یعلم
ذلک الا من خارج ومنہا ما یترجح فیہ جانب [7] الاستخفاف

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۲ ، ص ۲۵۱

[2] نصب الرایۃ (مخطوطہ)

[3] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۲ ، ص ۴۷۸

[4] حکہ (مخطوطہ)

[5] بالتحمل (〃)

[6] ونسخہ (〃)

[7] جانب جانب (〃)

Marfat.com

فیحکم به مالم یدل دلیل علی خلافه کالقارا المصحف
فی القاذورات[1] وکشف السورة عند ذکر النبی صلی الله
تعالی علیه وسلم فاتقن هذا الاصل تنفعک[2] فی الجزئیات
والله تعالی اعلم وانظرها فی رد المحتار ج ۳ ص ۲۳۸ -

۱۶۶
قوله —— لم تعص الانبیاء [3]

اقول —— وقع فی الاشباه لم یعصوا فقال الحموی الظاهر انه
لم یعصموا کیف وقد ذهب اکابر المحققین من اهل السنة
انهم علیهم الصلوٰة والسلام لم یعصوا الله تعالی اصلا لا بعد
النبوة ولا قبلها منهم القاضی عیاض قلت وابن حجر المکی
فی افضل القرٰی والزواجر -

۱۶۷
قوله —— لم یخلق آدم وهو خطأ [4]

اقول —— اقول بل الصواب المجمع علیه الوارد فی صحاح
الاحادیث فاحذر هذا الخطأ -

۱۶۸
قوله —— بعث رجل بعینه [5]

اقول —— وفیه نظر فان النصوص المتواترة علی ما فیها من

---

[1] قاذرات (قاذورات)

[2] عندنا (")

[3] تنفعک (")

[4] حاشیة الطحطاوی ، ج ۲ ، ص ۲۷۹

[5] ایضاً

الکثرۃ کما اثبتت البعث مطلقا کذا اثبتت البعث المطلق وھو ایضا من الضروریات لاشک فلیتامل۔

۱۶۹
قولہ —— ولم یتصادقا علی الوکالۃ [1]

اقول —— صوابہ لم ینصا علی الوکالۃ منھا کما نقلہ ش عن ط۔

۱۷۰
قولہ —— قلت ذکر ھو قبلہ عن الطحاوی [2]

اقول —— نعم ذکرہ ذٰلک لکن عقبہ بتصحیح خلافہ ولذا قال ش العجب عن نقل صدر عبارۃ البحر ولم ینظر تمامھا الخ مرضابہ علی الفاضلین المحشین۔

۱۷۱
قولہ —— من الطریق لھم ذٰلک [3]

اقول —— اذا کان الطریق للعلامۃ ولم یضر ذٰلک بالمارۃ وکان المسجد محتاجا الی التوسیع نص علی ذٰلک الزیلعی والدر ایضاً وغیرھما۔

۱۷۲
قولہ —— وصرح بہ الزیلعی [4]

اقول —— بلفظ عند الدال بظاہرہ علی انہ ظاہر الروایۃ ولکن قد علمت ما فی الدر وغیرہ۔

۱۷۳
قولہ —— ولو فوض المتولی الامر لغیرہ لایصح [5]

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۲ ، ص ۵۱۸

[2] ایضاً : ص ۵۳۲

[3] ایضاً : ص ۵۳۶

[4] ایضاً : ص ۵۳۷

[5] ایضاً : ص ۵۴۴

Marfat.com

اقول ـــــ وان اوصى بالتولية جاز وكان الوصى هو المتولى بعد كما فى الخيرية ص۱۸۵ ويأتى فى ط (طحطاوى) آخر ص۵۵۶ -

۱۷۴
قوله ـــــ لا يثبت الحق للمفروغ له[1]

اقول ـــــ ولا ينعزل هذا الفارغ الا اذا كان بعلم من الواقف او القاضى كما يأتى متنا -

۱۷۵
قوله ـــــ وان فى مرضه[2]

اقول ـــــ وبناهم الحموى لا تجوا رآه[3] الى ابطال شرط الواقف

۱۷۶
قوله ـــــ بان الوقف صحيح[4]

اقول ـــــ اى لازم لزوم الواقف فلا يملك سلطان اخرابطاله وليس المراد ان وقف صحيح شرعى يجب اتباع بشروطه كما حققه العلامة الشامى رحمه الله -

۱۷۷
قوله ـــــ فى المشترى من بيت المال[5]

اقول ـــــ يعنى اذا علم الشراء ولم يعلم[6] من انه حقيقى ام لا يحمل على الصحة اما ما لم يعلم فيه نفس[7] الشراء فهذا لا يحمل

---

[1] حاشية الطحطاوى ، ج۲ ، ص ۵۴۴

[2] ايضاً

[3] لا تجوا رآه (مخطوطه)

[4] حاشية الطحطاوى ، ج۲ ، ص ۵۴۸

[5] ايضاً

[6] × (مخطوطه)

[7] تنفس (")

Marfat.com

علی الصحة ولا یکون الا وقفا صوریا لان وقفه لا یستلزم شراءه کما حققه الفاضل الشامی رحمه الله۔

۱۷۸
قوله ـــــ وبعده عطف [1]

اقول ـــــ تبع فیه السید الحموی وانظر ما کتبنا علیه۔

۱۷۹
قوله ـــــ ولا مانع من عطفه [2]

اقول ـــــ بل هو المتعین کما بینا ثمه۔

۱۸۰
قوله ـــــ بیع المضطر وشراؤه فاسد [3]

اقول ـــــ وانظر [4] الی حکایة الامام [5] مع الاعرابی فی بیع الماء المذکورة فی الاشباه ولعلها لم یثبت عن الامام فافهم۔

۱۸۱
قوله ـــــ ولا یفعل ذلک فی غیر الدنانیر [6]

اقول ـــــ ولیس للغریم ان یاخذ الدنانیر بنفسه اذا کان دینه دراهم ولا العکس علی ظاهر الروایة مصحح قاضیخان فی باب الصرف والفتوی فی زماننا علی مذهب الامام الشافعی وانظر ما سیأتی فی الحجر۔

---

[1] حاشیة الطحطاوی ، ج ۲ ، ص ۷۵
[2] ایضاً
[3] ایضاً ، ج ۳ ، ص ۷۶
[4] ونظر (مخطوط)
[5] العام (")
[6] حاشیة الطحطاوی ، ج ۳ ، ص ۷۳

Marfat.com

۱۸۲
قوله ـــــ ولو استهلکه بطبخه [1]

اقول ـــــ هٰذا التعمیم مستقیم علی مذهب الصاحبین فان عندهما لایملک الغاصب بتغیر المغصوب و استهلاکه ما لم یؤد قیمته اویضمن اما علی مذهب الامام فیملک لکن السبب خبیث فیکون کالمشتری فاسدا فینبغی ان یطیب للمشتری فیه لان سبب الخبث مقتصر علی الغاصب ولایتعلق حق المغصوب منه بعین المغصوب بعد التغیر والاستهلاک لانتقال حقه الی الضمان بل قد حققنا ان حصول الملک بذلک مجمع علیه بین ائمتنا کما بینا علی هامش ردالمحتار من الغصب۔

۱۸۳
قوله ـــــ کذا فی البحر عن البزازیة [2]

اقول ـــــ لیس بلفظ الصحیح فی البزازیة آخر الفصل العاشر من البیوع۔

۱۸۴
قوله ـــــ افاده فی الهندیة [3]

اقول ـــــ وکذا فی الخانیة من باب الصرف۔

۱۸۵
قوله ـــــ ان ذکر علی سبیل الاستمهال [4]

---

[1] حاشیة الطحطاوی ، ج ۳ ، ص ۸۲

[2] ایضاً : ص ۸۶

[3] ایضاً : ص ۱۰۶

[4] ایضاً : ص ۱۲۶

Marfat.com

اقول ـــــ مفاد العبارة ان هذا التشقيق فيما لا تعامل فيه۔ فيكون الفساد مشروطا بشرطين احدهما عدم[1] التعامل والآخر الذكر على وجه الاستمهال والصحة تحصل باحد الامرين التعامل او الذكر على سبيل الاستعجال وليس كذلك بل الامر بالعكس فالصحة مشروط بشرطين التعامل وعدم الاجل للاستمهال والفساد يحصل باحدهما فليتنبه۔

قوله ۱۸۶/۱ ـــــ اهل المذهب عدة[2]

اقول ـــــ فمنها الحاكم الشهيد كما فى القهستانى۔

قوله ۱۸۷/۱ ـــــ فالاولى حذفه ليتأتى الخلاف[3]

اقول ـــــ فيه ان البيع اذا كان مطلقا ولا ذكر فى نفس العقد لشرط الفسخ وعدم اللزوم صريحا ولا دلالة وانما وعد ذلك من بعد ولم يكن غبنا فاحشا بعلم البائع ولا وضع سابح على اصل الثمن فلا يجعل رهنا البتة وقد[4] مر ان بيع الوفا هو الذى يذكر فيه الفسخ فى سنخ العقد هكذا فسر فى البحر الرائق والهندية وجواهر الفتاوى

---

[1] قدم (مخطوطه)

[2] حاشية الطحطاوى ، ج ۳ ، ص ۱۲۶

[3] ايضاً : ص ۱۲۳

[4] والامر (مخطوطه)

Marfat.com

و حاشیۃ الفصولین و العنایۃ والکفایۃ والمحیط وغیرہا
وفیہ تجری الاختلافات اما ما ذکر فی القیل الثالث من
التفصیل فاستقصاء للصور المحتملۃ فی المسئلۃ وان
لم یکن بعضہا بیع وفا فسقط قولہ لیتاتی الخ فافہم۔

۱۸۸ قولہ — وہو الصحیح [1]

اقول — وینبغی استثناء ما کان معہود الان المعروف
کالمشروط۔

۱۸۹ قولہ — و اصلاح المہم مستحق علیہ دیانۃ [2]

اقول — افادان کل ما کان مستحقا علی اخذ دیانۃ فلا یجوز
اخذ شیئ علیہ فافہم۔

۱۹۰ قولہ — بحر وقال فی الہندیۃ [3]

اقول — من بعد قولہ تتمۃ الی ہٰہنا کلہ من البحر۔

۱۹۱ قولہ — وتجوز المصانعۃ للاوصیاء [4]

اقول — ای اعطاء شیئ رشوۃ لدفع ظلم الظلمۃ اذ علموا
ان لو منعوا لادت المؤنۃ ا ونقصت الاموال انظر الی
الہندیۃ من باب الوصیۃ۔

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۳ ، ص ۱۷۷

[2] ایضاً

[3] ایضاً

[4] ایضاً : ص ۱۷۸

Marfat.com

١٩٢
قوله —— حيلة الاستئجار المتقدم انتهى [١]

اقول —— عبارة الخلاصة والثالث الاهداء لدفع[٢] الظلم عن
نفسه وهو حرام على الأخذ والحيلة ان يستاجره ثلثة
ايام او نحوه ليعمل له ثم يستعمله اذا كان فعلا يجوز
كتبليغ الرسالة ونحوه وان لم يبين المدة لا يجوز الخ
اقول ويدل على انه لا يحل الاخذ على دفع الظلم وان
كان الظالم غيره فان حيلة الاستيجار انما يكون في امر[٣]
جائز فيدل على ان دفع الظلم عن المظلوم مستحق ديانة
على كل من يقدر عليه فلا يجوز له اخذ الاجر عليه وكان
هذا هو المراد بقول البحر المار اصلاح المهم المستحق
عليه ديانة بدليل قول الهندية المار عن المحيط
اذا اعطاه بعد ان سوى امره ونجاه من الظلمة الخ وحينئذٍ
لا حاجة الى ما كتبت على قول البحر المذكور ج ٦ ص ٢٨٦
ما نصه اقول لعل هذا اذا كان مقررا عليه من جهة السلطان
بمشاهرة فيجب عليه بحكم الاجارة فافهم، وانظر ما كتبنا
على ش ج ٣ ص ١٧١ -

١٩٣
قوله —— يخص الانبياء كآدم وداود [٤]

---

[١] حاشية الطحطاوي ، ج ٣ ، ص ١٧٨

[٢] الابداء له (مخطوطه)

[٣] عند ئذ (")

[٤] حاشية الطحطاوي ، ج ٣ ص ١٨١

اقول ــــــ وقد ورد فی الحدیث فان فیہا خلیفۃ اللہ المہدی
و ینادی من السماء ھٰذا خلیفۃ اللہ المہدی فاسمعوا لہ
و اطیعوا۔

۱۹۳
قولہ ــــــ لان الصحابۃ تقلدوہ من معاویۃ [1]

اقول ــــــ ما اشنعہ[2] مثالا و افظعہ[3] لا یستجرئ بہ الفسقۃ
الظلمۃ الھمزۃ اللمزۃ الذین فی قلوبہم مرض الی تسکین
بغض عظیم من صحابۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
و القصد المتعین المفترض علی کل مسلم ان الجائر ھو
الواضع شیئا غیر موضعہ کما ان العادل ھو الذی یضع کل
شیئ موضعہ ولا شک ان السید معاویۃ رضی اللہ تعالی
عنہ لما خرج علی الامام المرتضی و الخلیفۃ المجتبی و لقد
کانا واللہ امامی حق و خلیفتی صدق و ادعی ما ادعی فقد
وضع الشیئ فی غیر موضعہ اذ لم یکن غیر السمع والطاعۃ
فی وسعہ ولیس قولہم ھٰذا باعجب من قول النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لحواریہ وابن عمتہ واحد عشرتہ سیدنا و مولانا
زبیر بن العوام رضی اللہ تعالی عنہ تحاربہ ای سیدنا علیا
کرم اللہ وجہہ احسن تکریمہ وانت ظالم لہ او کما قال صلی اللہ

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۳ ، ص ۱۸۱

[2] ما اشنعہ (مخطوطہ)

[3] ما افظعہ (")

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم فلیس لفظ الجاثی اکبر من لفظ الظالم والایمان یشہد بان لم یرد ھھنا ما ارتکن فی الاذھان الاما ذکرنا فی تاویل الجوار من وضع الشیئ فی غیر موضعہ فان کان ھذا الوضع عن تعنت وعناد فھو المذموم المشئوم او عن خطأ فی اجتہاد فصاحبہ معذور وما جور غیر ما ذور قطعا فیقبح ھذا اللفظ[1] لان فیہ فتح باب انتہاک حرمۃ الاصحاب۔

۱۹۵
قولہ ـــــ فلان المقلد ما قلدہ[2]

اقول ـــــ الذی قلدہ للقضاء وجعلہ قاضیا۔

۱۹۶
قولہ ـــــ لم یظہر معنی ھذہ العلۃ[3]

اقول ـــــ الحمد للہ معناہ واضح فان الذی لا یکتفی بقولہ[4] انما عدلہ لیمشی شہادۃ نفسہ اذ لولاہ لرددت بالوحدۃ۔

۱۹۷
قولہ ـــــ فیہ ان المقصود[5]

اقول ـــــ فیہ ان عرف من التعریف لا من المعرفۃ فسقط الاعتراض راجع ما علقنا علیٰ رد المحتار۔

---

[1] ورمع (مخطوطہ)

[2] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۳ ، ص ۱۹۸

[3] ایضاً : ص ۲۵۹

[4] بقول (مخطوطہ)

[5] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۳ ، ص ۲۹۲

Marfat.com

١٩٨
قوله ـــــ فيه تعليل الشيئ بنفسه [١]

اقول ـــــ ان تقول انه تعليل لعدم افادة اجازة المالك شيئا لا لصيرورته غاصبا بالمخالفة حتى يكون مصادرة على المطلوب والمعنى انه لما صار غاصبا فلا يملك المالك قبل [٢] الغاصب مصاهرة باجازته فتبصر فلعل الحق لا يتجاوز عنه والله تعالى اعلم ـ

١٩٩
قوله ـــــ تربو الفاسدة على الصحيحة [٣]

اقول ـــــ لانه ان لم تربح الصحيحة لا شيئ له ـ

٢٠٠
قوله ـــــ لانه صريح [٤]

اقول ـــــ قيل الامن السلطان فهبة كما فى الهندية ـ

٢٠١
قوله ـــــ والقبض شرط ثبوت الملك [٥]

اقول ـــــ فى نسخة الهندية التى عندى لفظ قبول [٦] مكان القبض وهو الظاهر للتفريع [٧]

---

[١] حاشية الطحطاوى ، ج٣ ، ص ٣٦٢

[٢] قبل (مخطوطه)

[٣] حاشية الطحطاوى ، ج٣ ، ص ٣٦٢

[٤] ايضاً : ص ٣٨٥

[٥] ايضاً : ص ٣٩٣

[٦] و ايضا فى النسخة المطبوعة من نورانى كتب خانه پشاور ، لفظ قبول ـ

[٧] ان التفريع (مخطوطه)

Marfat.com

۲۰۲
قولہ ـــــ مافی المحیط بما قالوا لو وضع مالہ [1]

اقول ـــــ علی النسخۃ التی عندی فلا تائید بل ھو مخالف لما فی المحیط فانہا ان[2] ثم دل علی عدم اشتراط القبول ایضا مع ان المحیط انما ینکر السکینۃ دون الاشتراط وقد اجبنا عن استدلال القہستانی، ھذا علی ھامش رد المحتار واللہ تعالی اعلم۔

۲۰۳
قولہ ـــــ وعدم صحتہا بخیار [3]

اقول ـــــ ولکن قال القاضی الامام فی الخانیۃ ولو وھب شیئا علی ان الواھب بالخیار ثلاثۃ ایام صحت الھبۃ وبطل الخیار لان الھبۃ عقد غیر لازم فلا یصح فیہا شرط الخیار [4] وھو کما تری صریح فی ما یفیدہ المتن وان کان مخالفا لما یعطیہ تفریع الشرح فافہم وحرر۔

ثم رأیتہ صرح فی الخانیۃ متصلا بما نقلتہ مقدما علیہ لو وھب غلاما او شیئا علی ان الموھوب لہ بالخیار ثلثۃ ایام ان اجاز قبل الافتراق جاز وان لم یجز حتی فترقا لم یجز انتہی [5] فاما عدم صحۃ الشرط فیما اذا کان الخیار للواھب

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۳ ، ص۳۹۳

[2] فانہا ن (مخطوطہ)

[3] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۳ ، ص۳۹۳

[4] فتاوی خانیہ علی ھامش الفتاوی الھندیۃ ، ج۳ ، ص۲۶۶ [5] ایضاً

[6] فافاد عدم (مخطوطہ)

Marfat.com

وعدم صحة الهبة فيما اذا كان للموهوب له فكلام المصنف رحمه الله مطلق فی محل التخصیص وتفریع الشارح رحمه الله تفریع علی المضاد ثم الذی ظهر لی من الفارق بینهما ان الهبة بنفسها لا تلزم فاشتراط الخیار فیها للواهب لغو فیلغو الشرط کما افاده بقوله لان الهبة عقد غیر لازم الخ بخلاف البیع فانه لازم جازم فیصح ان یشترط البائع الخیار له[1] او للمشتری وکذا المشتری واما اذا کان الخیار للموهوب له فهذا اضرار بالمتبرع وحجر له عن التصرف فی ماله الی ثلاثة ایام مثلا وشخوص بصر الی الموهوب له هل یقبل ام یرد ففیه قلب الموضوع مع ان الخیار فی القبول خفة[2] وانما جاز فی البیع دفعا للحاجة کیلا یغبن وههنا لا حاجة فلا یشرع فبقی منافیا للقبول علی اصله لانه بناء علی محظور متردد مشکوك فاذا افترقا عن خیار للموهوب له فکانما افترقا من دون قبول ومعلوم ان القبول اذا لم یکن فی المجلس لم تصح الهبة فکذا هذا ما ظهر للعبد الضعیف فافهم والله تعالی اعلم۔

۲۰۹

قوله ـــــ الاکل والاخذ[3]

اقول ـــــ الذی فی الخانیة والهندیة[4] وغیرهما حل الاکل

---

[1] السندی (مخطوطہ)

[2] حفیفہ (")

[3] حاشیۃ الطحطاوی ، ج ۳ ، ص ۳۹۴

[4] فتاوی ہندیہ ، ج ۴ ، ص ۳۸۱

Marfat.com

دون الاخذ والاعطاء ودلیلہ فی الخانیۃ۔

۲۰۵ قولہ ــــ شیخ الاسلام [1]

اقول ــــ والامام قاضی خان۔

۲۰۶ قولہ ــــ و فی قرضہ فانہ یجوز اجماعا [2]

اقول ــــ کان اعطاہ الفا نصفہا قرض و نصفہا ثمن ما اشتری مثلا۔

۲۰۷ قولہ ــــ ولو سلمہ شائعا لا یملکہ فلا ینفذ تصرفہ فیہ [3]

اقول ــــ ھو الصحیح وھو المختار وھو ظاھر الروایۃ وعلیہ العمل وعلیہ اعتماد الشامی والفتوی بخلافہ انما ھی فی بعض الفتاوی فلا ترجح علی ظاھر الروایۃ المصحح المختار وان کان فی الجانب الآخر لفظ بہ یفتی وتمامہ فیہ فلیراجع [4]

۲۰۸ قولہ ــــ عن قصد الاضرار وقال فی الخانیۃ [5]

اقول ــــ التفضیل بہ انما کان فی صورۃ التفضیل وما بہبتہ الکل من احدھم فاضرار مطلقا فلم یرد العلامۃ الطحطاوی بنص البزازیۃ ھذہ المسألۃ وانما اراد بقولہ وعند الثانی [6]

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی، ج ۳، ص ۳۹۶

[2] ایضاً

[3] ایضاً

[4] فتاوی شامی، ج ۴، ص ۵۱۱

[5] حاشیۃ الطحطاوی، ج ۳، ص ۴۰۰

[6] قولہ (مخطوطہ)

التنصيف وهو المختار اطلاقاً[1] عن قصد الاضرار بخلاف
ما مر فی الدر المختار من ان التسویة انما هو عند
قصد ضرر فافهم۔

٢٠٩
قولہ —— علی انہ یجوز بدون تسلیم وانہ غیر الھبة[2]
اقول —— نقل مجھول لا معقول ولا مقبول اما الجھالة فلان
المفتاح لیس من کتب المذھب واما انہ غیر معقول فلان
التملیک حالاً اما للعین او للمنافع وکل اما بعوض او مجان
ھذا تقسیم حاصر عقلی لا امکان لخروج قسم عنہ ومعلوم
بداھة ان ھذا الشیئ الذی ذکر لیس تملیک المنافع
ولا تملیک العین بعوض فان لیس تملیک المنافع و
لا تملیک العین بعوض فاذن لیس الا تملیک العین
حالا مجانا وما ھو الا الھبة وبہ فسرت فی المتون وقال
قاضی زادہ فی نتائج الافکار الھبة فی الشریعة تملیک المال
بلا عوض کذا فی عامة الشروح بل المتون وما عھد من
الشرع المطھر قط عقد یکون لتملیک العین فی الحال
بلا عوض ولا یکون ھبة ولو کان لوجب ان یخص[3] لہ
کتاب او باب او فصل او اقل شیئ فی کتب المذھب کما

---

[1] اطلقہ (مخطوطہ)

[2] حاشیة الطحطاوی ، ج ٣ ، ص ٣٠٩

[3] یعینہ (مخطوطہ)

Marfat.com

عقدت الكتب للبيع والهبة والعارية والاجارة لكن ترى كتب المذهب عن آخرها خالية عن ادنى ايماء الى ذلك فاذن هو عقد غير معهود من الشرع بل وغير معروف في عرف الناس قاطبة فانك لو اخبرت احدا ان زيدا ملك دارة من عمرو مجانا في الحال لم يفهم[1] منه احد[2] الا الهبة ولا يطوّ ببال صبي عاقل[3] ولا عالم فاضل[4] غيرها وقد علل في الهداية وغيرها عامة الكتب المتعلقة اشتراط القبض في الهبة بانه عقد تبرع وفي اثبات الملك قبل القبض الزام المتبرع شيئا لم يتبرع به وهو التسليم[5] فلا يصح[6] والتمسك بمسئلة الاقرار ادل دليل على ان هذا الكلام لم يصدر عن فقيه فانه انما كان المراد مؤاخذة باقراره فهل يستدل به على ان التمليك يصح من دون ايجاب من المملك اصلا ثم لا شك انه لو اقر بالبيع جاز فهل يستدل به على ان البيع يتم من جانب البائع وحده لانه

---

[1] يفهم (مخطوطه)

[2] احد (")

[3] ولا يطوّ ببال الصبي على قل (")

[4] فاضل (")

[5] هدايه اخيرين، كتاب الهبة۔

[6] صحاب (مخطوطه)

لیس ههنا شیئ من جانب المشتری بل الشیئ الذی
غفل عنه هذا الاستدلال[2] ان الاقرار اخبار[3] من وجه
کما انه انشاء من وجه فلشبه الاخبار یؤاخذ بامثال
الاقرار لا لانه انشاء عقد لا یحتاج الی القبض الا تری
انه لو اقر لغیره بنصف[4] دار لامشاعا صح کما فی الدر وغیره
ولیس[5] ذلک الا لشبه الاخبار ولو کان انشاء لم یصح
کما نصوا علیه مع وجوب الصحة علی وهم هذا الواهم
ان التملیک قد تقدم فی الاقرار متنا وشرحا جمیع مالی
او ما املکه له هبة لا اقرار فلا بد من التسلیم بخلاف
الاقرار اهـ[6]

فقد افاد ان لام التملیک تفید الهبة و یشترط
التسلیم و ان عدم اشتراط فی الاقرار من جهة انه اخبار
من وجه لا ان ههنا عقد الا یحتاج الی التسلیم والنکتة
فیه ان التملیک یعم البیع والهبة فاذا اقر بانه ملک
الثمار وهی علی الاشجار صرف الامر الی البیع مواخذة له

---

[1] ان (مخطوطہ)
[2] هذا استدلال (″)
[3] اقار (″)
[4] لهن (″)
[5] لیس × (″)

باقراره وتصحيحا للكلام فيما امكن بخلاف مالواقر بانى[1] قد ملكته من فلان قبل ولم يبحث عن الشغل والبعض وغيرهما لان الاقرار بالتمليك اقرار بخروجه عن ملكه الى ملك المقر له ولا يصح[2] ذلك فى التبرعات الا بالقبض المفرز فالاقرار به اقرار بالهبة وبالاقباض معا بخلاف مالواقر فى وهبته فان صدور الهبة من الواهب لا يستلزم الاقباض فلا يكون اقرار بحصول الملك للموهوب له هذا هو الفرق بين الاقرارين لاما زعم ان التمليك لا يحتاج الى القبض ولولا ذكر[3] هذا الدليل لا يقنا ان هذا النقل والفتوى مكذوب[4] به على المشائخ ولكن باستدلاله[5] تبين ان الخطأ فى الفهم وقد قدمنا نصوصا قاطعة بان التمليك ههنا هبة وقد اعترف به هذا الفاضل فى صدر كلامه[6] ان التمليك يكون فى معنى الهبة وتم[7] بالقبض فاذا كان تمامه بالقبض فكيف يجوزبدون

---

[1] بالى (مخطوطه)

[2] ولا يصح (مخطوطه)

[3] ذكره (")

[4] مكذوب (")

[5] باستدلاله (")

[6] حاشية الطحطاوى ، ج ۳ ، ص ۳۹۲

[7] وهم (مخطوطه)

Marfat.com

التسليم ثم العجب أشد العجب ان الاختلاف كان فى انه لو قال ملكتك هذا هل يكون هبة ام لا يصح اصلا لان التمليك اعم كما قدمنا عن رد المحتار والآن جاءتنا الفتوى بانه صحيح طلقا حتى بلا قبض بل هذا اعجب عجاب وقد اسمعناك[1] نص التتمة وجامع الفصولين والخير الرملى والعقود الدرية ان المحضر المكتوب فيه ملكه تمليكا صحيحا فاسد غير مقبول لان جهة التمليك فيه مجهول ومن قبله قبله حملا له على الهبة والآن صار مقبولا لانه عقد جديد مخترع لم يعهد فى شرع ولا عرف وان قوله موت المقر بمنزلة التسليم بالاتفاق خرق للاجماع الناطق بان موت احد العاقدين قبل التسليم مبطل فالحق ان هذا النقل المجهول غير المعقول[2] مما لا يحل الاعتماد بل يسوغ الالتفات اليه وبالله العصمة والتوفيق۔

قوله[3] ـــــ اخبار لا تمليك ۳ه

اقول ـــــ كذا نقل عنه اعنى عن الطحطاوى فى قرة العيون[4]

---

[1] سمعناك (مخطوطه)

[2] الغير لا معقول (")

[3] حاشية الطحطاوى ، ج ٣ ، ص ٣٠٩

[4] ط (مخطوطه)

Marfat.com

وهو الصواب ۔

۲۱۱ **قوله** ـــــ ليس له التصرف فيه [1]

اقول ـــــ وكذا اذا كتب فيه اقرأه واوصله الى فلان فليس له التصرف فيه وانما عليه ان يرد الى المالك او يوصل الى فلان ۔

۲۱۲ **قوله** ـــــ يحب بالغا [2]

اقول ـــــ اى وان زاد على المسمى ۔

۲۱۳ **قوله** ـــــ من الحلية ام من المقاصد الحسنة [3]

اقول ـــــ هكذا نقل عنه الشامى وسكت [4] عليه مع ان حلية الاولياء من تصانيف الحافظ ابى نعيم دون الحافظ ابى القاسم سليمٰن الطبرانى ۔

۲۱۴ **قوله** ـــــ حكما له بعد صحتها [5]

اقول ـــــ لاينافى كون الشيئ حكما كون ذكره شرطا والحكم انما يترتب على الشيئ المستجمع لشروطه وقولهم عقد كذا انما يكون معناه اتى بكل ما يشترط فيه

---

[1] حاشية الطحطاوى ، ج ۳ ، ص ۳۰۹

[2] ايضاً ج ۴ : ص ۲۴

[3] ايضاً : ص ۲۷

[4] ومكت (مخطوطہ)

[5] حاشية الطحطاوى ، ج ۴ ، ص ۷۰

Marfat.com

فان کان ذکر العقل والارث شرطا کان معنی قوله ابراهیم والاه ان قال له والیتک علی ان ترثنی[۱] وتعقل عنی کما ان معنی قوله الرجل الرجل الخ المجهول النسب الغیر العربی الذی لیس له ولاء عتاقة ولا من الاة مع احد قد عقل عنه۔

قوله ٢١٥ — اذا قال والیتک وقال الآخر قبلت[۲]

اقول — ویحتمل ان هذا تعویض عن مجموع العبارة المذکورة اولا او عن قوله انت مولای فقط[۳] فتبقی بقیة العبارة مما لها لاجرم اذ قال ملک العلماء تلمیذ صاحب التحفة فی شرحها البدائع التی قد عرضها علی المصنف فی وجه ابنته او یقول والیتک[۴] فیقول قبلت بعد ان ذکر الارث والعقل فی العقد۔

قوله ٢١٦ — ما یدل علی عدم اشتراط[۵]

اقول — ای ما یکون نصا فیه کما قد عرفت۔

قوله ٢١٧ — رده علی الجوانی[٦]

---

[۱] ان تری ثنی (مخطوطہ)

[۲] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۴ ، ص ۰

[۳] فقد (مخطوطہ)

[۴] والسکت (")

[۵] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۴ ، ص ۰

[٦] ایضا : ص ۰

Marfat.com

اقول ــــ اجبنا عن هٰذا علیٰ هامش رد المحتار۔

۲۱۸
قوله ــــ فقد سبق ما فیه [1]

اقول ــــ قد سلف فیه۔

۲۱۹
قوله ــــ او الشهری فان ذٰلك [2]

اقول ــــ اجبنا عنه علیٰ هامش رد المحتار فارجع الیه۔

۲۲۰
قوله ــــ قبول الهبة والاسلام [3]

اقول ــــ یعنی اذا کان ممیزا والا لا یصح الاسلام کاسلام ذاهب العقل اصلا لانه اذعان واعتقاد ولا اذعان لهما۔

۲۲۱
قوله ــــ ان کان مضیعا لماله [4]

اقول ــــ من کان مضیعا لماله فی الشر فانه فاسق لا تقبل شهادته بهٰذا یعلم حکم اللاعبین بالنار فی لیلة البراءة وغیرها وحکم الذین یستصنعون من القرطاس لعبات یطیرونها فی الهواء وهٰذان الامران شائعان فی الهند بل وغیرها ایضاً و حسبنا الله۔

۲۲۲
قوله ــــ فی البزازیة [5]

---

[1] حاشیة الطحطاوی ، ج۳ ، ص ۷۱

[2] ایضاً : ص۷۹

[3] ایضاً : ص۸۰

[4] ایضاً : ص

[5] ایضاً : ص ۱۰۱

Marfat.com

اقول ــــ وفی الهندیة اخذ دراهم من مال الصغیر فصرفها فی حاجة نفسه ثم رد مثلها الی الصغیر لا یبرؤ الا بابراء الصغیر بعد بلوغه اوکما قال یراجع الیها من باب الوصی۔

قوله ۲۲۳ ــــ وان ضم النقد یورث الخبث ، قهستانی [1]

اقول ــــ عندی فیه کلام ذکرناه علی هامش رد المحتار۔

قوله ۲۲۴ ــــ فی تناول المشتری فان الربح [2]

اقول ــــ فی رد المحتار عن التبیین لا یحل له التناول منه قبل ضمان القیمة وبعده [3] یحل الا فیما زاد علی قدر القیمة وهو الربح فانه لا یطیب له ویتصدق به اھ فافاد ان حکم الربح غیر حکم الاصل فی بعض الصور ثم رأیت فی الهندیة عن التبیین انه صرح بهذا اعنی حل التناول من الاصل بعد الضمان لا من الربح فی صورة النقد ایضا حیث قال بعد ذکر مذهب الکرخی قال مشائخنا لا یطیب بکل حال ان یتناول منه قبل ان یضمنه وبعد الضمان لا یطیب الربح بکل حال وهو المختار الخ قلت ویمکن ان یکون کلام الطحطاوی

---

[1] حاشیة الطحطاوی ، ج۴ ، ص ۱۰۵

[2] ایضاً

[3] و لعبده (مخطوطه)

Marfat.com

فیما اذا لم یؤد الضمان فانہ حینئذٍ یکون الاصل و الربح کلاھما خبیثین حیث یحکم بالخبث ای عند الکرخی فیما اذا اشار و نقد و فی القول المختار مطلقا۔

۲۲۵
قولہ ـــــ لو شرٰی بالف لہ[1]

اقول ـــــ قبل اداء الضمان۔

۲۲۶
قولہ ـــــ و یصرفونہا الٰی حوائجہم[2]

اقول ـــــ لعدم الملک فیعمل فی النقود ایضا نعم یزول بعد اداء الضمان فیباح الاکل و الفرط و کما حققنا علٰی ھامش رد المختار۔

۲۲۷
قولہ ـــــ بہ امتہ لا یحل وطؤھا و لو غصب[3]

اقول ـــــ ھٰذا خلاف الصحیح، ما لم یؤد الضمان۔

۲۲۸
قولہ ـــــ باحدھما امرأۃ[4]

اقول ـــــ ای بدراھم الغصب او الودیعۃ۔

۲۲۹
قولہ ـــــ لا یحرم التناول لعدم تعلق العقد[5]

اقول ـــــ ھٰذا ھو الموافق للضابطۃ المذکورۃ فی البیع

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی، ج ۴، ص ۱۰۵

[2] ایضاً

[3] ایضاً

[4] ایضاً

[5] ایضاً

Marfat.com

الفاسد ان کان الکلام فیما اذا نوی الضمان فانہ حج بملکہ ولو ملکا خبیثا وقد تقدم ان الخبیث ان کان لفساد الملک لا یحل فیما لا یتعین فیطیب الربح ای من دون تفصیل بین عقد و نقد اما ما یفیدہ ظاہر اطلاقہ من الجواز مطلقا سواء ادی الضمان اولا فمخالف للضابطۃ قال الخبیث اذا کان لعدم الملک عمل فیما یتعین وفیما لا یتعین فکیف یحل التناول فافہم فان المقام من تزال الاقدام وقد حققنا الامر فی ہامش رد المحتار من کتاب الغصب ومن البیع الفاسد فلیراجع واللہ تعالٰی اعلم۔

[۲۳۰]

قولہ —— انہ لا ینقطع [۱]

اقول —— ومشی فی الخلاصۃ علی الانقطاع۔

[۲۳۱]

قولہ —— او کانت دینا علیہ اھ مکی [۲] [۳]

اقول —— ذکر المسئلۃ وضح وابین مما ھٰہنا فی غصب الشاۃ عن السراج الوہاج ص۵۵۔

[۲۳۲]

قولہ —— وروایۃ عن ابی حنیفۃ۔

اقول —— ھذا صریح فی انہ خلاف ظاہر

---

[۱] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۴ ، ص ۱۰۶

[۲] ابہمکی (مخطوطہ)

[۳] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۴ ، ص ۱۰۶

Marfat.com

الرواية[1] عن الامام لكن فی الخلاصة و الهندية وغیرها انه قول الامام الاعظم والاستحسان قولهما وعلیه الفتوی لکن ذکر فی البزازیة ان الامام نجم الدين النسفی کان ینکر ان یکون ھذا قول الامام والعلم عند الله فان قلت علی تقدیر ان یکون ھذا قول الامام ما الفرق بینه وبین المبیع فاسدة فان الامام لا یحل الانتفاع[2] به مع وجود الملك فيها خبيثا قلت لعله يفرق بينهما بان المغصوب بعد التغير لا يرد بخلاف المبيع فاسدة فانه واجب الرد بحكم التفاسخ الواجب لحق الشرع فكان حق الغير متعلقا بعينه بخلاف المغصوب المغير فافهم والله تعالى اعلم۔

۲۳۳ **قوله ـــ بما ذکر فی الکتب** ۵ـ

اقول ـــ تفيد[3] الاطلاق[4] البدايه[5] ولعل المراد به المبسوط ولا يمكن ارادة مختصر القدوری کما هو المعروف عندهم عند اطلاق الکتاب لان القدوری تلمیذ

---

[1] الروايه (مخطوطه)

[2] الاتفاع (")

[3] حاشية الطحطاوی ، ج۴ ، ص ۱۰۶

[4] تقییید (مخطوطه)

[5] و × (")

Marfat.com

تلمیذ تلمیذ الکرخی۔

٢٣٤
قوله ـــــ وذکرہ المصنف فی شرحہ [١]

اقول ـــــ ویؤیدہ تعبیر الخانیۃ ان لصاحب الاکثر ان یملک الأجر القیمۃ [٢]

٢٣٥
قوله ـــــ وانہ احسن [٣] ونحن نفتی [٤]

اقول ـــــ الذی فی القهستانی وفی العقود عنہ حسن بلا همزۃ التفضیل۔

٢٣٦
قوله ـــــ وعلیک بالمراجعۃ فانی ضعیف [٥]

اقول ـــــ ووجهہ [٦] الشامی [٧] بتوجیہ ثالث فقال ای اذا کان ذلک البیت مشرفا علی العدو فللغزاۃ دخولہ فتقاتلوا العدو منہ او نحو ذلک فتامل اھ اقول ویظهر لی توجیہ رابع وهو ان بعض الکفرۃ اذا تکامنوا فی بیت رجل ذمی [٨]

---

[١] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۴ ، ص ١٠٦

[٢] ان تملیک الأخر نظمتینہ (مخطوطہ)

[٣] احسن (”)

[٤] حاشیۃ الطحطاوی ، ج۴ ، ص ١٠٨

[٥] ایضاً : ص ١٠٩

[٦] وطبہ (مخطوطہ)

[٧] الشامی (”)

[٨] وفی .... (”)

اومسلم والغزاة یرون قتلہ وصاحب البیت لایأذن لہم فی الدخول جاز لہم الہجوم ولوفیہ الحریم فان صاحب البیت ہو الذی اسقط الحرمۃ بنہیہ ایاہم وخامس وہومااذا اراد الغزاۃ الالتجاء الی بیتہ لحاجۃ اومصلحۃ ثم اقول ویمکن ان یکون کل ذٰلک مرادا فان الضابطۃ[۱] ان مواضع الضرورۃ مستثناۃ کما فی الغمزعن التجنیس واللہ تعالی اعلم۔

٢٣٧

قولہ ــــــ لان اخذ الاجرۃ اجازۃ ؎۲

اقول ــــــ عجیب فان الاجازۃ لاتلحق بالمعدوم وشرط صحۃ الاجازۃ قیام المعقود علیہ وہوالمنافع ہٰہنا وقد عدمت نعم یجری ہٰذا التعلیل فیما اذا استعجل الاجرۃ قبل انتفاع المستاجر بالمستاجر فرد الی مالک۔

٢٣٨

قولہ ــــــ لایجوز دخول بیت انسان ؎۳

اقول ــــــ ہٰذہ المسائل من الاشباہ ولم یتکلم الحموی علی قولہ الا فی الغزولشیئ۔

٢٣٩

قولہ ــــــ انہ افضل العلماء فی زمانہ ؎۴

؎۱ الضابط (مخطوط)

؎۲ حاشیۃ الطحطاوی ، ج۳ ، ص ۱۰۹

؎۳ ایضاً

؎۴ ایضاً : ص ۱۲۹

Marfat.com

اقول ــــ الذی فی المنقول عنہ ص ۲۴۳ وقد ایدہ ماصح عندنا ان افضل العلماء فی زمانہ واکمل العرفاء فی اوانہ زین الملۃ والدین ابوبکر البانباوی قد رأی فی المنام انہ شافعی المذھب الخ

قولہ ۲۴۰ ــــ ولاعبرۃ بغیر الفقہاء والمنقول لہ

اقول ــــ اذا وقع کلامہم مخالفا للفقہاء۔

قولہ ۲۴۱ ــــ ان یقال کجزء منہا فیحل ویحرر ۲ہ

اقول ــــ لا احتمال لہذا بعد ما نصوا ان المضغۃ نجسۃ وکذا الولد اذا لم یستہل ومعلوم ان کل نجس حرام۔

قولہ ۲۴۲ ــــ والذکر والانثیان والمثانۃ ۳ہ

اقول ــــ بقی الفرج والمرارۃ فانہما ایضا مکروھان کما سیأتی اٰخر الکتاب فی مسائل شتی۔

قولہ ۲۴۳ ــــ وکذا الدم الذی یخرج من اللحم ۴ہ

اقول ــــ لکن فی رد المحتار قولہ والدم المسفوح اما الباقی فی العروق بعد الذبح فانہ لایکرہ وسیذکرہ الطحطاوی ۵ہ

۱ہ حاشیۃ الطحطاوی ، ج۴ ، ص ۱۵۳

۲ہ ایضاً : ص ۱۵۵

۳ہ ایضاً : ص ۱۵۷

۴ہ ایضاً : ص ۳۶۰

۵ہ ط (مخطوطہ)

Marfat.com

بمثلہ فی مسائل شتی۔

قولہ[٢٤٤] ـــ هل الکراهة تحریمیة [١]

اقول ـــ فی الذکر وما بعدہ۔

قولہ[٢٤٥] ـــ عن العینی الجریث بکسر الجیم [٢]

اقول ـــ صوابہ الوانی فان عبارة ابی السعود الجریث سمکة متوطی قالہ العینی وقال الوانی الجریث بکسر الجیم۔

قولہ[٢٤٦] ـــ قد علمت ان الکراهة [٣]

اقول ـــ الکراهة المقیدة بالحل غیر مطلقة کما لا یخفی وانظر ما کتبنا علی هامش رد المحتار۔

قولہ[٢٤٧] ـــ ان تصنع التعویذ لیحبها زوجها [٤]

اقول ـــ لفظ محمد فی الجامع الصغیر التولہ بکسر التاء وفتح الواو وهو قسم من السحر لیعمل لاجل الحب فلا شک من حرمتہ واما ما کان باسم اللہ تعالٰی او اٰیة من الاٰیٰت مظهرا او مضمرا علی ما یعملہ الفاعلون فهذا لا یظهر بہ بأس والاسماء لها اثر والحب عند اللہ محبوب واللہ تعالٰی

نعم اذا ارادت المرأة تسخیر زوجها بحیث تکون حاکمة

---

[١] حاشیة الطحطاوی ، ج ٣ ، ص ١٥٧

[٢] ایضاً

[٣] ایضاً : ص ١٧٢

[٤] ایضاً : ص ١٨٣

[٥] درر (مخطوطہ)

Marfat.com

علیہ وهو مطیع لها فهذا وکل ما یفعل لهذا حرام لاشك لما فیہ قلب الموضوع المشروع نال عنہ رجل الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض وهذا محمل اخر للتحریم۔

٧٤٨
قوله ـــــ ولعل هذه العادة [1]

اقول ـــــ ای التخصیص[2] بالفجر والعصر۔

٧٤٩
قوله ـــــ کانت فی زمنه [3]

اقول ـــــ والا فجمیع الصلوات کذلك، هذه تتمة کلام ابی الحسن۔

٧٥٠
قوله ـــــ ان العین التی یغلب علی الظن [4]

اقول ـــــ لفظ الهندیة وههنا نقل الطحطاوی[5] کل عین قائم یغلب علی ظنه انهم اخذوه من الغیر بالظلم وباعوه فی السوق فانہ لا ینبغی ان یشتری ذلك وان تداولها الایدی اھ قلت فهذا اوضح وابین للمقصود یعنی انما لایجوز شراء تلك العین المغصوبة[6] التی یغلب علی الظن

---

[1] حاشیة الطحطاوی ، ج٢ ، ص ١٩٠

[2] التخصیص (مخطوطہ)

[3] حاشیة الطحطاوی ، ج٢ ، ص١٩٠

[4] ایضاً : ص ١٩٢

[5] ط (مخطوطہ)

[6] المغصوبہ (")

Marfat.com

انها هی المغصوبۃ -

٢٥١
قولہ ـــــ وان تداولت الایدی ؎١

اقول ـــــ لان الحرام یتعدی الذمۃ علی المذهب المختار یستوی الحکم فی العروض والنقود ایضا لان الخبث لعدم الملک فیعمل فیما یتعین وفیما لا یتعین واما علی مذهب الکرخی فیجوز شراء ابدال النقود المغصوبۃ اذا لم یعقد علیہ وینعقد هنا اما نفس تلک الاموال المغصوبۃ فلا یجوز شراؤها ولا اخذها فی الدین ولا امانۃ ولا بجهۃ مالم یبرأ او یؤدی الضمان بالاجماع لان الخبث لا یزول عن نفس المغصوب الا بذلک -

٢٥٢
قولہ ـــــ ان یشتری منہ ؎٢

اقول ـــــ قلت فان استبدل الغاصب بهذا شیئا اخر لم یجز شراؤالمبدل ایضا اذا کان المغصوب عما یتعین لانہ انما ملکہ ملکا خبیثا لا یحل لہ الانتفاع بہ قبل البراءۃ علی المذهب المفتی بہ والخبث اذا کان لفساد الملک عمل فیما یتعین الا علی روایۃ ضعیفۃ وهی حل الانتفاع بمجرد التغییر والخلط وان کان مما لا یتعین جاز شراء البدل لان الخبث لفساد الملک ولا یعمل فیما لا یتعین

؎١ حاشیۃ الطحطاوی ، ج٣ ، ص ١٩٢

؎٢ ایضاً

Marfat.com

الا علی قول من قال ان الخلط والتغیر لا یفید[1] ان الملک اصلا ما لم یرد ا ویضمن قال الامام مفتی الثقلین علی ھذا اجمع المحققون من اصحابنا فانہ حینئذ یکون خبث الملک لعدم التعیین فیعمل فیہ فلا تحل الا بدال ایضا[2] الا بالابراء[3] او التضمین فاحفظ[4] واللہ تعالی اعلم۔

۲۵۳
قولہ ـــــ لعن الحاصر[5]

اقول ـــــ قلت ای العاصر یقصد المعصیۃ وھو المراد فی کلام الشارح رحمہ اللہ تعالی فصح التعلیل فانہ بھذا یقصد معصیۃ بنفسہ وزال منافاتہ لما سبق فافھم۔

۲۵۴
قولہ ـــــ من غیر اشتراط جائز[6]

اقول ـــــ قلت ومعلوم ان المعھود کالمشروط ولعلہ سبق للمحشی فی الاجارۃ۔

۲۵۵
قولہ ـــــ ذلک بل الظاھر ان المذھب الحرمۃ اھ[7]

---

[1] لا یفید (مخطوط)

[2] الا بدال ایضا مکرر (”)

[3] بالابراء (”)

[4] فاحفظ قبل او التضمین (”)

[5] حاشیۃ الطحطاوی، ج۴، ص ۱۹۶

[6] ایضاً : ص ۲۱۱

[7] ایضاً : ص ۲۳۳

Marfat.com

اقول ـــــ ولکن الاحادیث تقضی بالجواز والاستحباب وانظر ما قدم الشارح رحمہ اللہ فی الحج۔

۲۵۶
قولہ ـــــ لیس لفظ قیل فی نقل المصنف ؎۱

اقول ـــــ لکن قال الشامی قولہ وقیل اذا لیس الخ کذا عبر فی المنح الخ

۲۵۷
قولہ ـــــ وھو الصحیح وعن ابی یوسف ؎۲

اقول ـــــ لکن فی الخانیۃ عن العمادیۃ عن الصغریٰ یفتی بنفاذ بیع المرھون ولیس لاحد من الراھن والمرتھن فسخہ کما مر فی الطحطاوی من الاجارۃ ص۲۵۲ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۵۸
قولہ ـــــ من قال بالکراھۃ ؎۳

اقول ـــــ قلت وبہ افتی الخیر الرملی فی الرھن ص۱۷۳۔

۲۵۹
قولہ ـــــ فی حاشیۃ الاشباہ وعلیہ الفتوی ؎۴

اقول ـــــ قلت ویجب تقییدہ بما اذا لم یکن مشروطا فی العقد ولا معھودا کالمشروط راجع ردالمحتار من البیوع باب القرض ؎۵ ومن اول الرھن وھذا الکتاب

؎۱ حاشیۃ الطحطاوی ، ج۴ ، ص۲۴۴

؎۲ ایضاً : ص۲۴۹

؎۳ ایضاً : ص۲۵۴

؎۴ ایضاً

؎۵ ردالمحتار ، ج۴ ، ص۱۷۴

Marfat.com

من ص ٢٣٦ -

٢٦٠
قوله ـــــ عليه الصلوٰة والسلام [١]

اقول ـــــ ذكره فى تبيين[٢] الحقائق -

٢٦١
قوله ـــــ فان ذلك لا يجوز[٣] كذا ههنا [٤]

اقول ـــــ ولا يجبر على التسليم كمن وهب مال غيره فانه لم يصح الا ان يملك برضاه كما فى العالمگيرية آخر الباب الاول من كتاب الوصايا -

٢٦٢
قوله ـــــ وما ذكره من التعليل [٥]

اقول ـــــ والذى يظهر للعبد الضعيف غفرله الله تعالىٰ ان السلطان ان ولى قضا ناحية لرجل واخرىٰ لآخر فنصب كل وصيا تفرد كل من صاحبه لان كلا من القاضيين له الانفراد بالتصرف فكذا النائبهما لما ذكر وان ولى على بلد واحد قاضيين جملة فليس لاحدهما الانفراد بالقضاء كما فى وكالة الاشباه فكذا الوصيين والله تعالىٰ اعلم -

٢٦٣
قوله ـــــ هذا الواقرض لا يكون خيانة [٦]

---

١ حاشية الطحطاوى ، ج ٤ ، ص ٢٨٠

٢ تبعين الحقائق (مخطوطه)

٣ يجوز (")

٤ حاشية الطحطاوى ، ج ٤ ، ص ٢٢٣

٥ ايضاً : ص ٣٣٩

٦ ايضاً : ص ٣٤٢

Marfat.com

اقول ـــــ و لکن ضامنا کما فی الشامیۃ عن الخانیۃ۔

۲۶۴
قولہ ـــــ و فی الثانی خلاف انتہی[1]

اقول ـــــ وقد وفق بان القاضی ان فوض الیہ تفویضا عاما کان وصیہ وصیا والالا وسیأتی شرحا منہ۔

۲۶۵
قولہ ـــــ لیس لہ ذلک لان اشتغال[2]

اقول ـــــ و ینبغی الافتاء قیاسا علی متولی الاوقاف اذا کان منصوب القاضی لیس للقاضی عزلہ[3] بلا حجۃ کمنصوب الواقف علی المفتی بہ لفساد قضاۃ الزمان واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۶۶
قولہ ـــــ تصرفات الورثۃ[4]

اقول ـــــ ای لا برضی الغرماء کما فی الخانیۃ والحموی۔

۲۶۷
قولہ ـــــ لیس بشیٔ لان[5] خبر المثبت[6]

اقول ـــــ لیس بشیٔ فان الشان اولا فی الثبوت روایۃ ثم فی الثبوت درایۃ اذ لو صح عنہ رحمہ اللہ تعالیٰ ان امرأۃ ماتت ولم تترک الا زوجہا

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی، ج۴، ص ۳۴۷

[2] ایضاً

[3] لیس للقاضی، مکرر (مخطوطہ)

[4] حاشیۃ الطحطاوی، ج۴، ص ۳۶۷۔

[5] ان (مخطوطہ)

[6] حاشیۃ الطحطاوی، ج۴، ص ۳۹۴

Marfat.com

فاعطاه المیراث ......

وقائع[3] العین تحتمل کل احتمال فجاز ان یکون ذلک الزوج ابن عمها فاعطاه الباقی بالعصوبة[4] الیہ جزم فی الاختیار۔

(تمت الحاشیة)

---

[1] فاعطاه (مخطوطہ)

[2] المیراث (")

[3] متائع (")

[4] مالصوبہ (")

کتبہ : شاہ محمد چشتی عفی عنہ

محلہ محمود پورہ قصور

۲۵-۶-۸۱

Marfat.com

تیسرا پرچہ ایم اے اسلامیات

تاریخِ فقہ ۰ اُصول الشاشی
فقہِ اسلامی

GIFT BOOK

علامہ قاضی ابن رشد اندلسی کی مشہور کتاب
بدایۃ المجتہد کی کتاب الزکوۃ، کتاب الجنایات
اور کتاب الاقضیہ کا ترجمہ و تشریح

پروفیسر میاں منظور احمد
ایم اے اسلامیات گولڈ میڈلسٹ، ایم اے عربی گولڈ میڈلسٹ

Rs 36.00

علمی کتاب خانہ
کبیر سٹریٹ ۰ اردو بازار لاہور ۲

Marfat.com